TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222324
UNIVERSAL LIBRARY

OUP—902—26-3-70—5,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

[illegible]

بصنع صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

دیوان فصاحت بنیان ملک الشعرائے جہان فن سخندانی نکتہ دان حضرت شاہ نصیر دہلوی مرحوم و مغفور مسمی بہ

چمنستان سخن

منقول از نسخہ جناب حکیم سید نادر علی خان صاحب عطا اللہ بذرہ المنیر شاگرد رشید حضرت مصنف دہلوی مرحوم بعد تصحیح حکیم صاحب معظم

در مطبع نامی گرامی فخر المطابع مطبع ... جہان شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمنے وصف گوہر عرفان کو جب لکھنا کیا
موج سے سطر کشیدہ صفحہ دریا کیا

ہوگیا احمد ہی اپنی میم مظہر سے احد
اسمین کچھ پردا نہین ہی نام کا پردا کیا

عین علم حق نظر آیا اوسے عین علی
صورت آئینہ جس نے چشم دل کو وا کیا

دست قدرت ہی میری نظر وہ ذات پنجتن
بے سبب اللہ نے انکو نہین یکجا کیا

شش جہت کی کس سے ہو رونق بجز بارہ امام
آپ حق نے سب کو مالک دین و دنیا کا کیا

شمع ایوان خدا ہین چاردہ معصوم یا
جسنے ان چودہ طبق کو روشن اور اجالا کیا

زاہدا انمین نہ کیون ہو جلوہ گر نور خدا
خودنمائی کے لئے اوسنے انہین پیدا کیا

سینہ کوبی دلخراشی گریہ و آہ و فغان
ہمنے عشق پنجتن مین دیکھنا کیا کیا کیا

کوئی بھی لخت جگر اشک کے نہ نکلا ساتھہ
اوٹھا جہان سے ایسا سیاہ کا ٹکڑا

مین کشتہ اوسکی خط سبز کا ہون کہہ دنیا
میری مزار پہ ایک برگ گاہ کا ٹکڑا

جنون کے ہاتھہ سی یارب کدہر نکل جاؤن
لگے ہے اوڑکے ہر ایک سنگ راہ کا ٹکڑا

فلک کو پیٹ دکھائی بہلا نہ کیونکہ ہلال
لیا ہی جہین جو اس داد خواہ کا ٹکڑا

مین اپنی یار کو یوسف سی کیونکہ دون تشبیہ
کہ یہہ ہی مہر لقا وہ ہے ماہ کا ٹکڑا

نہ تیغ موج سے دریا حباب کو دہمکا
کہ سر کے ساتھہ ہے اوسکے کلاہ کا ٹکڑا

نصیر چہرۂ روشن پہ اوسکے زلف نہین
یہہ چاند پر ہے اک ابر سیاہ کا ٹکڑا

مین نے بٹھلا کے جو پاس اوسکو کھلایا بیڑا
قتل پر میرے رقیبون نے اوٹھایا بیڑا

مشعل آتش پر دود فلک تک ہوگی
مل کے جسوقت مسی تمنے چبایا بیڑا

سرخرو ہوکے یہہ کس سونہہ سے تو اب کہتا ہے
مینے کس روز تیرے ہاتھہ سے پایا بیڑا

میری اور آپکی مجلس مین بگڑ جائیگی
تمنے دینے کو کسی کے جو بنایا بیڑا

سبز بختی کہون کیا اپنی کہ وہ جان گیا
پڑہ کے افسون مین کہلا نیکو جو لایا بیڑا

لال کر دونگا ابھی بزم مین مونہہ کتنون کے
ہاتھہ سی تونے کسی کو جو کہلایا بیڑا

اے نصیر اوسکے گلے کا ہون مین کیونکر ہار
آج گل رو نے مجھے دیکھہ چبایا بیڑا

پشت لب پر ہے تیرے یہہ خط ریحان ایسا
مونہہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خان ایسا

٣

۲

سر زمین لطف مین کیا دل ٹہکانے لگ گیا
اک مسافر تھا سر منزل ٹہکانے لگ گیا

گلشن ستی نہین جائے شگفتن اے صبا
دیکھہ جو غنچہ گیا یہان کہل ٹہکانے لگ گیا

آبرو رکھہ لی خدانے اوسکی ہی چشمون مین آہ
تیغ ابرو کا ترے گہایل ٹہکانے لگ گیا

فرصت یکدم یہ ایہرے تھا حباب آب جو
تھا جو نقش صفحہ باطل ٹہکانے لگ گیا

جان شیرین دی تہ عاشق نے بہی جون کوہکن
سر سے اپنے مار کر اک سل ٹہکانے لگ گیا

رکھہ قدم ہشیار ہوکر عشق کے منزل مین آ
جو ہوا اس راہ مین غافل ٹہکانے لگ گیا

پہانو مین نخل مژہ کی لوٹتا ہے طفل اشک
خاک مین یار فتہ مل ٹہکانے لگ گیا

آشنا کوئی ندیکہا غرق بحر عشق کا
ایکدم مین جو تہ ساحل ٹہکانے لگ گیا

بیکلی کیونکر نہووے اوسکی فرقت مین نصیر
عشق مین اوس گلبدن کے دل ٹہکانے لگ گیا

دیکھنے جب اپنی صورت وہ پری پیکر لگا
بن گیا آئینہ جوگی مونہہ کو خاکستر لگا

چشم نقش پا سی ہین پامال حسرت دیکھئے
گوشۂ دامن کو اپنے اور بہی ٹہوکر لگا

دیر کیون کرتا ہے پہر کیا جانئے کسکا ہو وے
ساقیا لب سی ہمارے تو لب ساغر لگا

خط کے آنیسے پڑا ہے شور ملک حسن مین
دان کر سورج گہن کہتے ہین اے دلبر لگا

دیکھئے پہہ جانفشانی کیا دکہائیگی ہمین
تیرے مونہہ سے تو لہو بیوجہ چشم تر لگا

کس طرح لغزش ہو پا استقامت کو ترے
شمع سان محفل مین تیری ہی قدم سی سر لگا

مثل نقش پا یہان ممکن نہین ہے بیٹہنا
اے مسافر اوٹہہ کہین اور دوش سی بستر لگا

دل مجروح کو دکھلا نہ تاب چہرۂ روشن
کہ زخمی کو مضر ہے چاندنی کے مار جانیکا

نہین سایہ کی کچھ حاجت سیہ کار ذکی قدپر
کرے ہے ابر رحمت کام دیکھو شامیانے کا

وہ آئینہ مین کیا عکس رخ گلنار دیکھے ہے
ہنر ہے یاد اوسکو آگ پانی مین لگانیکا

نہین رکھتی ہی یہ فکر معیشت کسکو گوشہ نشین
کہ سنگ آسیا بھی ہی سدا محتاج دانے کا

دکھاتا ہی تو دکھلا بام پر یک جلوۂ قامت
قیامت کو نہین کوئی کسی کے کام آنے کا

غزل رنگین کوئی پڑھ اے لضیا اب بزم یاران مین
یہی تو وقت ہے اپنی زبان دانی جتانے کا

کرے اوس کوچے سے جنبش کیا تدبیر دل میرا
کہ موج اشک سے ہے پاے در زنجیر دل میرا

زمین پر اوسنے دے پٹکا ہی طفل اشک کو دیکھو
ہوا ہی آج جو مژگان کا دامن گیر دل میرا

بیان سوز غم اس صفحہ گردون پہ ای ہمدم
سدا کرتا ہے کلک آہ سے تحریر دل میرا

نہین اس دور مین ڈرتا ہی سنگ حوادث کا
بغل مین ہی برنگ شیشہ بتصویر دل میرا

کوئی سنتا ہے اپنے قتل کا مضمون اسی قاتل
پڑھے ہے دمبدم جو مصرع شمشیر دل میرا

رکھے ہی موہنہ مین یہ انگشت حیرت الامان
کیا ہی سہم کچھ کہا کر نہ تیرا تیر دل میرا

جہان مین زندگانی کو یہ اپنی ہیچ ہے سمجھے
تری وصف کمر کو گر کرے تقریر دل میرا

کہین شب خواب مین دیکھا ہی اوسکی زلف مشکین کو
خطا ہی پوچھے گر اس خواب کی تعبیر دل میرا

خیال چشم جانان کیا لضیا اب مجکو رہتا ہے
بیابان محبت مین ہے آہو گیر دل میرا

کیا کہئے نصیر اپنی قسمت کا لکہا یہہ بھی
اوس شوخ سے جو قاصد خط بھی نہ لکہا لایا

خال رخ اوس نے دکہایا نہ دوبارا اپنا
ابھی گردش مین کوئی دن ہے ستارا اپنا

دل و دین و خرد و صبر کجا کو آرام
گھر لٹا ہمنے دیا عشق مین سارا اپنا

بولی صیاد سے بلبل کہ نکر گل سے جدا
تختہ باغ ہے تختہ یہہ ہزارا اپنا

سیر کی ہمنے جو کل محفل خاموشان کے
نہ تو بیگانہ ہی بولا نہ پکارا اپنا

مثل نے ہمنے تو فریاد بہت کی لیکن
کوئی ہمدم نہوا آہ ہمارا اپنا

دل ہوا چاہ ذقن ہی مین غریق رحمت
اوسمین غواص نظر گرچہ اوتارا اپنا

کہل گیا عقدۂ ہستی و عدم مثل حباب
لب دریا یہ ہوا جب کہ گذارا اپنا

پیرہن اوس کو ہوا خلعت شاہی کہ نصیر
جس نے یہہ پیرہن خاک اوتارا اپنا

دانت کیون رکہتا ہی دلبر تو ستانے سے جدا
یہہ تو ہی مضمون رنگین پان کہانے سی جدا

سر پہ رات آئی کہان ہی زلف کو چہرہ پہ کھول
دن دئی ہوتا ہے مجہسے کیون بہانے سی جدا

بات پیش آنی تھی آئی پیش اپنے ہی ولے
ہوکے پیشانی پہ تیرے آستانے سے جدا

گر گئی ہی جبسے رخ تری سن ای ابرو کمان
تیر مژگان تب سی پڑتا ہے نشانے سی جدا

مرتبہ ہی غوث کا تیرے شہید ناز کا
سر جدا تن سی پڑا ہے ہاتھ شانے سے جدا

میری خلوتخانۂ دل کے بھی اکدن سیر کر
جانمن ہے حشیم یہہ دیوانخانے سے جدا

جیب کترون مین ہی تو مشہور صبا بادی محض گل کرتا
صبح غنچہ کا جو کیسہ بت مخمل کترا
دیکہہ ٹک اپنے گریبان مین ہمنے ناخن
ہرص سے کہ ہاتہہ سے دامان تو گل کترا
غنچہ ہر بار نہ مشاطۂ صبح
یہہ چمن تو نے جو ہی رشتہ کاکل کترا
لینگے مرغان چمن خاک گلستان کا سبق
ای نصیر آئے کہ خزان نے ورق گل کترا

٦

آنکھون سے تجکو یاد مین کرتا ہون روز و شب	بیدید مجھسے کس لئے بیگانہ ہوگیا
باور نہین تو اشک مسلسل کو دیکھ لے	دست مژہ مین سبحہ صد دانہ ہوگیا

کہتے ہین اوس کے سلسلہ زلف مین نصیر
دل بھی مرید اب صفت شانہ ہوگیا

داغ سینہ جب میرا مہر درخشان بنگیا	صبح صادق کیطرح چاک گریبان بنگیا
نالہ بلبل کی کیا تاثیر شور انگیز ہے	قطرہ شبنم سے زخم گل نمکدان بنگیا
سیر اے ابر بہاری پھر تجھے دکھلائینگے	پاٹ دریا کا اگر گریہ سے دامان بنگیا
شیشۂ دل مین ہی بند اب اوس پریرو کا خیال	داغ اوسکے مونہہ پہ کیا مہر سلیمان بنگیا
رنگ ست آویز الفت دیکھیے کیتی ہے حنا	ابتو ہاتھون ہاتھ سودا تجسے جانان بنگیا
طالع برگشتہ مین کس سے گلا اپنا کرون	دوستدار اپنا جو تھا سو دشمن جان بنگیا

کیا ہوے تشریف فرما حضرت عشق اے نصیر
سینہ داغون سے میرا رشک گلستان بن گیا

سیر ایفائے وعدہ پر جو شب دلدار اوٹھہ بیٹھا	ستو شامت نصیبونکی کہ جو کید! اوٹھہ بیٹھا
جو حرف قم باذنی کہہ کے وہ دلدار اوٹھہ بیٹھا	ہر ایک خواب عدم سے طالب دیدار اوٹھہ بیٹھا
خیال لب مین گویا تھی تری تاثیر یاقوتی	نلے سکتا تھا جو کروٹ سو وہ بیمار اوٹھہ بیٹھا
کہون کیا بخت خوابیدہ کی تجسے بات اے ہمدم	سیر پا تو کی وہ آہٹ سے ہو بیدار اوٹھہ بیٹھا
بسان نقش پا فرش زمین پر تھا جو آسودہ	تری ہاتھون سے وہ بھی چرخ کجرفتار اوٹھہ بیٹھا

گل کیا ہے جسکو جانب دیکھے نظر وہ بھر کر | نرگس ہی چشم اوسکی قد ہے نہال اوس کا
تیرا شہید تجھسے تکفین طلب نہین ہے | جل لاش پر تو اوسکے گر ہے خیال اوسکا
جلے جواب نامہ چھاتی پہ داغ دل ہے | تار کفن ہے تن پر ہر ایک بال اوسکا

خط سے نصیر اوس کے کیا حسن کی ہے رونق
تھا عارضی جہان مین گویا یہ مال اوس کا

رنگ میلا نہ ہوا جامۂ عریانی کا | سر و سامان ہی ہمین بے سر و سامانی کا
آئینہ دیکھے ہے وہ اور اوسے آئینہ | زور عالم ہے دلا عالم حیرانی کا
دم ہستی پہ حباب اپنی عبث ابھرے ہے | آنکھ کھلتے ہی مقام اوس پہ کھلا فانی کا
تشنگی خاک بجھے اشک کے بہ جانے سے | عین برسات مین بگڑے ہے مزا پانی کا
زلف گر کھینچ سکے یار کی تو شانے سے | ہاتھ یکدست قلم کیجئے گا مانی کا
جھڑ گئی ابر بہاری کی بھی شیخی لیکن | نہ گھٹا زور مری اشک کی طغیانی کا
اے جنون روز رہی جبکہ وہ دامن سے لگا | ہون قدمبوس نہ کیون خار بیابانی کا
کیون نہ انگشت نما ہووے ہلال ابرو | زور عالم ہی تیری قشقۂ پیشانی کا
دل نہ بہت الف بیان چشم کا باندھے خیال | یاد مضمون ہی پریشانی کو پریشانی کا

جام اپنا جو بنا آبلۂ داغ نصیر
دل نے سامان کیا کس کی یہ مہمانی کا

سوا خاک اوم کہین نہ پایا نشان ہر ایک بے نشانکا | کہ چشم نقش قدم سے دیکھا سراغ یاران رفتگانکا

جلوہ گر آب پہ یہہ قمقمۂ سرخ نہین — مونہہ سے اوگلے ہے ٹپرا لعل بدخشان دریا

آنکہہ مارے ہی پھر اک چشم کو اک یہ حباب — چرخ ہشتم ہے ہر کیا دست و گریبان دریا

موج زن دود چراغان نہ ہوا پر سمجہو — شانہ کرتا ہے اوٹہا کاکل پیچان دریا

گردش چشم دکہاتا ہی نہین ہے کشتی — مردمان آنکہہ لڑ آتا ہے یہہ طوفان دریا

یہہ غلط ہی جو کہین ہم کہ کنول روشن ہی — ہین نمایان ترے داغ دل سوزان دریا

شکل خورشید لگا اپنی جبین پر ٹیکا — تا ہو ہمچشم نہ رشک مہ تابان دریا

اسکو تو عکس چراغان نہ سمجہہ غور سے دیکھ — ابر دے موج پہ چہینٹا ہے یہہ افشان دریا

ہر بہنور چمکے ہے کیا جوش چراغان سے نصیر
خود نمائی کو بنا سر و چراغان دریا

بعشق لالہ رخان کون غمگسار رہا — یہہ داغ دل ہی جو دیکھا تو ہم کنار رہا

ہزار حیف کہ مانند شیشۂ ساعت — میری طرف سے ترے دلمین ہی غبار رہا

نہ پوچھہ کچھہ شب ہجران کی بات رشک قمر — کہ مجھہ پہ کیا ستم تازہ دلفگار رہا

گلے مین تونے وہان موتیونکا پہنا ہار — یہان یہہ اشک مسلسل گلے کا ہار رہا

ہوے ہین ہاتہہ سے الفت کے اسقدر مجبور — کہ دل سے صبر گیا ہم سے اختیار رہا

بسان نقش قدم جہکے تیرے کوچے مین — اگر رہا بھی تو بس اک یہہ خاکسار رہا

کہلا اوسی پہ جہان مین یہہ عقدہ ہستی — جو کوئی سر بہ گریبان غنچہ دار رہا

الم سے اس دل پر داغ کا نہ بگڑا کچھہ — خزان بھی ہوگئی پر موسم بہار رہا

دام مین سر رشتہ الفت کے کہینچ اوس کو نصیر
موہنی شب کو کسی سے سیکہہ کر توست جگا

آہ سیکہے ہی سیری اوس سے لگانا تیر کا	چرخ سرکش بن رہا ہے جو نشانا تیر کا
چہپٹ دل عاشق نتہا ظالم ہکانا تیر کا	اب ہوا خاطر نشین دیکہا نشانہ تیر کا
زخم سینہ سی عیان ہی چاک دل مت دیکہہ بہال	جانمن تونے غلط سوفار جانا تیر کا
مرد میدان کہیت کب چہوڑہین اے دہقان بسر	نیشکر سے کم نہین ہے اوسکو کہانا تیر کا
مرگ کا پیک آن پہنچا لگتے ہی پیکان تیرا	خالی اے بدکیش کب تہا سچ ہی آنا تیر کا
تیر خاکی سے نگاہ سرمہ آلود اوسکی دیکہہ	مرغ دل سمجہے ہی کیا ہوگا نشانا تیر کا
سان پر لگوا کے تو مژگان ناوک صید کر	تا لب زخم جگر پر ہو فسانہ تیر کا
گرچہ تو مشقون مین اب تو شہرہ آفاق ہے	ق سیکہہ تو ابرو کمان مجہسے لگانا تیر کا
ضعف پیری سے کمان قامت ہی اور نا آہ ہے	چہوڑنے والا ہون مین بہی ایک ایسا نا تیر کا

چشم دلبر سے نکلتی جب سے دل پر اے نصیر
چہپٹ مژہ اوس کی نکال اوس نے نچانا تیر کا

جو آئینہ رکو مکدر کر دن گا	تو کس شکل سے دلمین پہر گہر کرونگا
نہ وہ قصہ زلف سر کر دن گا	بسر زندگانی مین کیونکر کر دن گا
یہہ سوجہے ہی جون نقش پا رفتہ رفتہ	مین اک دن سر خاک بستر کرونگا
وہ آتا ہے اے مردم دیدہ دیکہو	تمہین چشم کے گہر سے باہر کرونگا

خنجر و تلوار تک نوبت نه پونچا جنگ کی	صلح کا مذکور لا اب درمیان بهر خدا

فکر زاد راه هے کچه تجکو بهی هان اے نصیر
عمر کو غفلت مین مت کهو رائیگان بهر خدا

مین ضعف سے جون نقش قدم اوٹهه نهین سکتا	بیٹها هون سر خاک په جم اوٹهه نهین سکتا
اے اشک روان ساتهه لے آه جگر کو	عاشق کهین بے فوج و علم اوٹهه نهین سکتا
سقف فلک کهنه مین کیا خاک لگاؤن	اے ضعف دل اس آه کا تهم اوٹهه نهین سکتا
سر معرکه عشق مین آسان نهین دینا	گاڑی هے جهان شمع قدم اوٹهه نهین سکتا
هے جنبش مژگان کا کسی کے جو تصور	دل سے خلش خار الم اوٹهه نهین سکتا
دلبر هے میرے خیمه سر آبله استاد	کیا کیجیے که یه لشکر غم اوٹهه نهین سکتا
هر جا متجلی هے وهی - پرده غفلت	اے معتکف دیر و حرم اوٹهه نهین سکتا
یون اشک زمین پر هین که منزل کو پهنچکر	جون قافله ملک عدم اوٹهه نهین سکتا
رو رو کے لکها خط جو اوسے مین نے تو بولا	اک حرف سر کاغذ نم اوٹهه نهین سکتا
هر دم لب فواره سے جاری یه سخن هے	پانی نه ذرا جسمین هو دم اوٹهه نهین سکتا
مین اوٹهه کے کدهر جاؤن ٹهکانا نهین کوئی	میرا تیرے کوچه سے قدم اوٹهه نهین سکتا
مهندی تو سراسر نهین پاؤن مین لگی هے	تو بهر عیادت جو صنم اوٹهه نهین سکتا
بیمار ترا صورت تصویر نهالی	بستر سے تیرے سر کی قسم اوٹهه نهین سکتا
مین شاه سوار آج هون میدان سخن مین ق	رستم کا میرے آگے قدم اوٹهه نهین سکتا

ماہ نو دیکھ کے دل ملتجی چرخ نہ ہو
تنگ لب نان کے لئے ہاتھ نہ نادان پھیلا

یون تہ زلف ہے وہان خال کہ جون دسیا
دام مین دانہ پہ مرغ خوش الحان پھیلا

پاٹ دریا کا بنا دامن صحرا یکدست
سیل اشک آج غضب دیدۂ گریان پھیلا

خواہش وصل مین مرکر بھی لحد کے مانند
سینے آغوش دیا اے مہ تابان پھیلا

دیکھ لینا تو نصیر ایک نیا چرخ کبود
دود آہ سحری گر شب ہجران پھیلا

خاک مین جب دفن مجنون جانب ہامون ہوا
دیدۂ آہو چراغ تربت مجنون ہوا

جلوۂ رنگ شفق جب ساقیا افزون ہوا
چرخ مینا فام مینائے مے گلگون ہوا

ہے غرور حسن بیجا اے شہ خوبان دہر
عارضی دولت پہ کیون تو وقت کا قارون ہوا

چشم خون افشان سے پھر آنے لگے اشک سفید
معدن یاقوت سے پیدا در مکنون ہوا

ہم دکھائینگے تماشا تجھکو پھر سرو حسین
دل سے گر سرزد ہمارے نالۂ موزون ہوا

اک نظر مین کرکے مفتون وہ یہ فرمانے لگے
تجھسے سحر سامری کیا چشم پر افسون ہوا

کیا کہون خال لب جانان کی کیفیت نصیر
نشہ مے کے برابر نشہ افیون ہوا

بالش سر چاہیئے نے مسند زر زیر پا
ہم گدا ہین خاک کا کافی ہے بستر زیر پا

روندئے لخت دل عاشق کو کیونکر زیر پا
پارۂ مینا کا رکھنا کب ہے بہتر زیر پا

کہتے ہین وہ مل کے سر سے دیدۂ تر زیر پا
ہم بھی طوفان ہین کہ رکھتے ہین سمندر زیر پا

فرش خاکستر یہ وہ ہیہات سوتے ہین پڑے
روز و شب رہتے تھے جنکے مسند زر زیر پا

گھر مین درویشون کے مت سمجھو یہ نقش بوریا
موج زن ہی بحر پابوسی سمندر زیر پا

تیرے ہی نزدیک کچھ رتبہ مرا بالا نہین
ورنہ بلبل تو رکھے ہے گل کو اکثر زیر پا

اپنے تو آسودگان خاک کے مت خاک کو
کیجیو پامال رکھ کر اے ستمگر زیر پا

فتنہ خوابیدہ گر جاگا تو ظالم دیکھنا
دفعتاً ہوگا ترے اک شور محشر زیر پا

تیسری بھی پڑھ غزل بزم سخندان مین نصابؔ
جسمین ہو ثابت برنگ طرز دیگر زیر پا

کب ہے کفش پشت ماہی تیرے دلبر زیر پا
ماہ یہ پابوس ہے قالب تہی کر زیر پا

سے نالے کے نہ کیون ہو چرخ اخضر زیر پا
خطبہ خوان عشق ہے رکھتا ہے منبر زیر پا

نہ فلک سر کو کہین اپنے نہ کیونکر زیر پا
تہا تمہارے یا علیؑ دوش پیمبر زیر پا

خوب روتا ہون مصیبت زدگان کی یاد کر
جب کوئی آجاتا ہے رستے مین کنکر زیر پا

اے سلیمان زمان باز آ کہ ہون مور ضعیف
دیکھ جا بندے نہ مل تو مجکو رکھ کر زیر پا

خال تیرے لب پہ ٹہرا کس طرح سے ورنہ یہان
جون سپندا اچھلے ہے وہ ہو جسکے انگر زیر پا

عیب خود بینی نہ تھا معلوم اوسکو ورنہ یان
آئینہ کو توڑ کر رکھتا سکندر زیر پا

مزرع دنیا مین وہ ہی عاقبت سر سبز ہے
دانہ سا جو خاک مین ہے پتا مل کر زیر پا

صاف دل کے آگے رتبہ سربلند و نکا ہے پست
آب مین آتا نظر ہے چرخ اخضر زیر پا

سرور ہر دو سرا اپنا ہے ختم المرسلین
دیدۂ کونین ہو اوسکے نہ کیونکر زیر پا

تھی یا تو ہم سے تجکو اخلاص کی وہ صورت	یا فاتحہ بھی پڑھنے مرقد پہ تو نہ آیا

ہر دم نصیر رہ تو امیدوار رحمت
تیری زبان پہ کس دن لا تقنطو نہ آیا

اشک کیا دیدۂ تر سے سر مژگان نکلا	نور چشم اسکو سمجھتے تھے یہ طوفان نکلا
آہ دل سے نہ غم دوری جانان نکلا	صاحب خانہ بنا گھر سے نہ مہمان نکلا
یہ نہین شعلہ دل شمع سے یاران نکلا	ناوک عشق کا سینے سے پیکان نکلا
لخت دل چشم سے نکلے ہی تعجب ہے مجھے	تھا صدف سے نہ کبھی لعل بدخشان نکلا
جا کری کو تنے خوش قد کی کریگا اے سرو	تو کمر سے ہے جو باندھے ہوے دامان نکلا
بانگ ناقوس ہوئی شیخ کو لبیک حرم	بخدا جب بت غارت گر ایمان نکلا
اس گل اندام کی ہے تنگ دہانی کا خیال	غنچۂ گل جو صبا سر بگریبان نکلا
حلقۂ زلف مین تھی تاب رخ اوسکی یہ چند	شب کو ہالے مین نہ ہرگز مہ تابان نکلا
بہرتے ہین سینہ پر داغ کو ہم تو کہولے	پر نہ تو بہر تماشائے چراغان نکلا
مصحف رخ ہے بغلین لئے دیکھو وہ خال	جسکو سب کہتے تھے ہندو وہ مسلمان نکلا

مطلع ابروے دلدار کو دیکھا جو نصیر
تو ہلالی کا نہ جز دان سے دیوان نکلا

فریدون کوئی یا کہ بہرام ہوگا	دلے عاقبت گور سے کام ہوگا
جو تو ہی نہ دل مین دلارام ہوگا	نہ خاک تہہ خاک آرام ہوگا

روے جب تاک کے اوس نرگس مخمور کو ہم — جو گرا رشک سے وہ دانہ انگور ہوا

خط کے آنے سے سر سو نہ ہگیا یہہ حسن — عارضی مال پہ کیون اپنے تو مغرور ہوا

ق

حشر برپا نہو کیون مرنے سے سردارونکے — اس طرح نام کسی کا نہین مشہور ہوا

خلق کہتی تھی کہ خورشید ہے اک نیزے پر — جلوہ گر دار پہ جب دم سر منصور ہوا

باغ مین سب سے جو رائین ہین آنکھین تونے — شاید آسیب تجہے نرگس مخمور ہوا

اوسکی کیا نیش مژہ سے ہے مشبک کہ بصیلر — آہ یک لخت یہ دل خانہ زنبور ہوا

دل کو کس صورت سے کیجیے چشم دلبر سے جدا — شیشۂ مے کو نہین رکھتے ہین ساغر سے جدا

اوسکے بحر حسن مین مت چھوڑیو دل تار زلف — غرق ہو جاتی ہے کشتی ہوکے لنگر سے جدا

عشق مین شیرین کے تونے جان شیرین دی ہے آہ — نقش تیرا کوہکن ہو کیونکہ پتھر سے جدا

چشم پہ تجھسے ہے یارب تا نہو لیل و نہار — چشم اوس پردہ نشین کی رخنۂ در سے جدا

کندہ اس مہر نگین دل پہ تیرا نام ہے — اسکو اپنے خاتم دل کے نگ گہر سے جدا

اسکو کہتے ہین محبت شیشۂ ساعت کو دیکھ — ایک کے ہوتا نہین ہے دوسرا بر سے جدا

نہ کیونکہ اشک مسلسل ہو رہنما دل کا — طریق عشق مین جاری ہے سلسلہ دل کا

دکھا کے دست حنائی نہ خون بہا دل کا — کہ اور رنگ سے لونگا مین خون بہا دل کا

مین طفل اشک کو مژگان پہ دیکھ حیران ہون — کہ نور دیدہ ہے پایا ہے یہ پالا دل کا

تو آئینہ پہ نہ اپنے کرائے سکندر ناز — کہ ہم بھی رکھتے ہین جام جہان نما دل کا

سیر گل گشت چمن کیا مین نے کی اے سرو قد — اک قیامت میرے سر پن تیرے لائی گھٹا
ہجر مین اوس گلبدن کے دل گھٹا جاتا ہے آہ — کیا دکھاتا ہے تو اے طاؤس صحرائی گھٹا

اوس کو بھی شان و جلال اب اپنی دکھلا دے نصیار
دیکھنے آئی ہے تیری عالم آرائی گھٹا

تم اپنے دل کے سوا مت لو نام شیشہ کا — کہ لین گے ہم اسی پتھر سے کام شیشہ کا
پلا دے ساقی کوثر شراب عشق مجھے — زبان پہ ذکر رہے ہے مدام شیشہ کا
نہ کیونکہ دل کو ہو دلبستگی اوس ابرو سے — سوائے طاق نہین ہے مقام شیشہ کا
مقام دیدۂ عاشق کی سیر کر بے دید — کہ کیا ہے گھر یہ بنا ہے تمام شیشہ کا
حباب پوچھے ہے کب اس دل مصفا کو — جہان نما ہے یہ ساغر وہ جام شیشہ کا

یہ منہہ سے لگ کے دکھاتا ہے مجکو کیفیت
نصیار دل سے ہون مین تو غلام شیشہ کا

دل سے اوس زلف سیہ کا تو نہ مذکور گیا — لیکن آنکھوں سے وقار شب دیجور گیا
مر کے دنیا سے ترا عاشق رنجور گیا — حیف تو ہاتھ اوٹھانے نہ سر گور گیا
زخم گل کا نہوا قطرۂ شبنم سے علاج — یارب ایسا اثر مرہم کافور گیا
سر سے جون نقش قدم ہاتھ اوٹھایا جسنے — تیرے کوچے سے کب اٹھہ اپنی وہ مقدور گیا
آج گر تو نہ مکدر ہو تو یہ حیرت ہے — آئینہ صاف بائین دگر گھور گیا
لو لگائے تو ہے اوس غیرت خورشید سے آج — خاک ہو شمع کہ منہہ کا ترے اب نور گیا

اوس لب عناب بخش سی ہین اور توسب کا مسیحا	واے قسمت ایک مین بوسہ کا سایل رہگیا
دیکہہ کر چہرہ مخطط اوس مہ بے مہر کا	آئینہ صاف اپنے لیکر فرد باطل رہگیا
ساتہہ اشکون کے نکلکر سینہ سوزان سے آہ	سایۂ نخل مژہ کو دیکہکر دل رہگیا

کچہہ نہ پوچہہ اب ماجرا اس ناتوان کا اے نصیر
قافلہ منزل کو پہونچا میہ منزل رہگیا

تیرے عاشق کو نہین وہم ذرا آتش کا	جون خلیل اوسکو ہی گلزار سدا آتش کا
دل سوزان کو مرے خوف نہ کیا آتش کا	ہون سمندر کی طرح مین تو پلا آتش کا
شمع کیونکر نہ سنی ہو کے جلے اس غم سے	کون پروانے سوا یار ہوا آتش کا
گریہ حسرت نے اور آگ لگائی دل کو	ورنہ اس گہر مین کہین کر نہ تہا آتش کا
داغ دل کو مرے جز سینہ نہین اور علاج	رکہے ہے مرہم کا فور جلا آتش کا
پیتے ہی جرعۂ مے ہو گیا سینہ ہے کباب	ساقی اس آب نے تو کام کیا آتش کا
دل ہے یہ داغ تو کس طرح نہ رُوؤن ہیچ	دوڑے ہے پانی کو کہتے ہین جلا آتش کا
ہر گل انگارہ سا دیکہے ہے جو بلبل آج	شاید اس باغ مین ہے پہول کہلا آتش کا
آتشین لب کو نہ چوم اوسکے تو اس پیش ہیچ	بوالہوس کے پاس بہلا کام ہے کیا آتش کا
شمع آگے ترے جل بل ہوئی پانی پانی	تجکو دیکہ آب یہان زہرہ ہوا آتش کا

آہ کیون منہہ سے ترے نکلی اب اسوقت نصیر
ہمنے جانا کہ کوئی شعلہ اوٹہا آتش کا

گردش مین کیون نہ آخر ہو ماہ آسمان کا
دامن کا ہے جو تختہ تختہ سے گلستان کا
شب یہ غلام داغی ہما گلے تیرے یہان کا
نظارہ کیونکر کیجے گل ہاے بوستان کا
دل لے صبا سے ہمکو دس شوخ برگان کا
ہم دل کو جانتے ہیں یہ خانہ خدا سے
آنکھون سے دیکھتی ہی طرح بن گیا تماز کا
پشت لگ گیا ہے مانند نقش قالین
ایک ہے حال تیرے بیمار ناتوان کا

نصیر ادب کی تجلی ہے یا مین دگر پیدا
فقط چھپکے طور پر جلوہ نہ تھا آئینہ مین بھی ہے
کیا ہے شیشہ ساعت نے اسباب بہم پیدا
بیابان بنک خاک کا ترے اس عالم مین ابتدی ہے پیدا
ذرا گو کیون نہ بیباکی کی لذت ہو کہ ہونٹ ہے

تہ مژگان چشم تر یہ لخت دل جو ٹھہرینگے		تو سرخاب ایک بھی ہرگز لب جیحون نہ ٹھہریگا

نصیر اس اپنے دام فکر مین عنقاے معنی ہے
بہلا دیکھین تو کیونکر طائر مضمون نہ ٹھہرے گا

سرگرم نالہ ہوتے دے مجکو سحر صبا		ٹھنڈی چمن مین سانس نہ بھر اسقدر صبا
ہم تو چمن مین ایک ہوا خواہ ہین ترے		دامن کشیدہ پھرتی ہے جیسے کدھر صبا
نرگس کی چشم زرد مین سرسون ہے پہول		تجھکو بھی کچھ بسنت کی ہے اب خبر صبا
نامہ تجھے لکھون ورق برگ گل پہ مین		اے گلعذار ہوے اگر نامہ بر صبا
بلبل کو کچھ چمن مین نہین احتیاج دام		باندہے ہے رشتہ رگ گل بال و پر صبا
نیرنگی زمانہ نہین ایک شکل پر		غنچے لئے ہے دوش پہ رخت سفر صبا
اورون کو دے یہ مژدہ فصل بہار آہ		کنج قفس مین اب تو ہمارا ہے گھر صبا

مت پوچھ عشق مین جو مزا ہے نصیر کی
جون غنچہ پی رہا ہے وہ خون جگر صبا

ہے آہ جگر سے کیونکر اب اثر پیدا		وہین تو شیر رہتا ہے جہان ہوتا ہی سحر پیدا
تمنا عشق کی رکھنا غلط فہمی ہے پیری مین		کہین افسردہ خاکستر سے ہوتا ہے شرر پیدا
رگ جان کے تئین مجنون کے کیا فصاد چہپائے		مژہ سے چشم لیلی کے ہے اوسکو نیشتر پیدا
تعین سے نکل اس بیضہ افلاک کے اے دل		ہتیہ عرش پر اوڑنے کا ہے کر بال و پر پیدا
خدا حافظ ہے بحر عشق مین اس دل کی کشتی کا		کہ ہے چین جبین یار سے موج دگر پیدا

۱۸

[illegible]

دنیا بھی ہے عزیز و غفلت کا کارخانہ
کس سے عدم کے پوچھون احوال رہروانکا
آتی نہین صدا ہے کانو نمین کچھہ جرس کی
جاتا ہے چپکے چپکے یہہ قافلہ کہان کا

لکھہ اور اک غزل وہ اس بحر مین نصیر اب
پانی بھرے سحابی دم بند ہو فغان کا

اے رشک مہ کہان ہی خط شبکو کہکشانکا
نالے سے میرے شق ہے گنبد یہ آسمانکا
زخم کہن بھی تیرے ہنستا ہے عاشقانکا
باور نہین تو دیکھہ اب دندان نماٹانکا
سمجھے ہے صاف طینت خاک اوج سرکشانکا
پانی مین دیکھو رتبہ ہے پست آسمانکا
گو وہ میان اوس کمر کا ہمکو رہا ہمیشہ
پر کہوج کچھہ نپایا عنقا کے آشیان کا
دل شق رہا ہے تیرے ہاتو نے گند آسا
اسکو زمین کا رکہا ہے تو نہ آسمان کا
آغوش مین یہ لیکر اکدم مین چھوڑ دیتے ہے
کیا خاک ربط الفت ہے تیر سے کمان کا
جلد آکہ روح تن سے عزم سفر کیے ہے
رہنے کا کیا بہروسہ اس گھر کے میہمان کا
محفل مین اپنے شب کو شمع لگن کو دیکھو
احوال پوچھتے ہو کیا سرگذشتگان کا
اپنا نہ سے وہ عالم جوبن نہین وہ اوسکا
فصل بہار گذرے موسم ہے اب خزان کا
لخت جگر کو دیکھہ اس سیل سرشک مین تو
دریا مین کب ہے عالم یہ کشتی روان کا

یہ دیکے وجہہ کچھہ تو معلوم ہو ہمین بھی
تمنے نصیر سے کیون دامن سے منہہ کوڈہانکا

بجلوت گاہ دل گر جلوۂ دلدار ہویدا
فروغ آفتاب از رخنۂ دیوار ہویدا

سیر چمن کو جب وہ گیا میرزا منش	بولا یہ باغبان کہ گدھے کو کرم ہوا

مہنال غنچہ شکل حیلم گل بنا نصیر
نیچے کی طرح شاخ مین اک طرفہ خم ہوا

بے مہر و وفا ہے وہ دلارام ہمارا	کیا جانئے کیا ہوئیگا انجام ہمارا
صد حیف کہ اورون سے تو ملتا ہے ظالم	اور مفت مین بدنام ہوا اب نام ہمارا
اے آب دم تیغ ستم کیش بجھا پیاس	ہوتا ہے تری چاہ مین اب کام ہمارا
لبریز کر اس دور مین اے ساقی کم ظرف	مت رکھہ مے گلگون سے تہی جام ہمارا
کس طرح نکل جاؤن مین ٹک آنکھہ بچا کر	صد چشم سے یہان ہے نگران دام ہمارا
یہ زلف و رخ یار ہے اے شیخ و برہمن	باللہ یہان کفر اور اسلام ہمارا

اس عشق مین جیتے نہین بچنے کے نصیر آہ
ہو جائیگا اک روز یون ہی کام ہمارا

عالم مین جون مہ نو مذکور ہے ہمارا	ہر شہر مین بھی شہرہ مشہور ہے ہمارا
لخت جگر شہید مغفور ہے ہمارا	اور زخم دل ہلال عاشور ہے ہمارا
آئینہ سان سکندر کس کی پلک لگی ہے	سر چشمہ محبت معمور ہے ہمارا
غلخال طوق قمری ہو سرو کو مبارک	زنجیر پا مین رکھنا دستور ہے ہمارا
خندان کئے ہین تیرے حسرت کش تبسم	خندان گل جراحت ناسور ہے ہمارا
گاہے ہو تاج شاہی گہ کاسہ گدائی	کیا جام بینوائے فغفور ہے ہمارا

[illegible]
سینہ ہی خانہ ہائے زنبور ہے ہمارا
ہر فارسی زبان پر مذکور ہے ہمارا
ایسی غزل کا لکھنا مقدور ہے ہمارا
[illegible]

٢٠

* دشمن کو دوستدار کیا ہے کیا کیا

وارستہ کب مقید زنجیر سے نصیر
موج سبک عنان کو ہمیشہ سفر ہوا

گهر اوٹهه کے بزم سے جو وه افسوس مل گیا
شیشہ کا ساتهه ہچکیون کے دم نکل گیا

اس داغدار دل نے نچهوڑا خیال زلف
طاوس دیکهہ سانپ کو آخر نگل گیا

کیا خاک جاے عیش ہے دنیا کہ جون حنا
دیکها جسے برنگ دگر ہاتهہ مل گیا

چهاتی پہ ہاتهہ رکهکے نہ کیون بیٹهہ جاؤن مین
سینے سے اوٹهتے اوٹهتے کوئی دل مسل گیا

گندم کی طرح آگے ہی مین دل فگار تها
کیون آکے مونگ تو مری چهاتی پہ دل گیا

دل کی وفور گریہ سے سوزش ہوی نہ کم
چهڑکا ہزار آب یہ گهر تو بهی جل گیا

تمنا ہے اس روش سے تو اے سرو باغ حسن
قربان اس اکڑ پہ تری بیسر بل گیا

بولا یہ آئینہ مین خط سبز کو وه دیکهہ
طوطے کی طرح حسن تو آنکهین بدل گیا

کیا سیر کیجیے خاک کہ غنچہ بهی سر جهکا
باغ جہان سے جهانکتا اپنے بغل گیا

کیا تهہ سکے کہ سب کو یہ کاٹے ہے پر نصیر
مہرا فعی فلک کا نہ کوئی کهیل گیا

کس اندهیری رات مین بیابان مین بهٹکا گیا
دل مرا تجهہ زلف کی لٹ مین لپیٹ لٹکا گیا

شام کو کوٹهے پہ نے منہ دکها کر چهپ گیا
تا سحر سر کو تیری دیوار سے پٹکا گیا

چشم سے باہر نکل بازی سے طفل اشک نے
تار پر مژگان کے دیکهو کام کیا نٹ کا کیا

چشم جادو گر سے دل اوچٹا تو جا اوس مین پهنسا
زلف نے اوسکے خدا جانے کہ کیا لٹکا کیا

۲۱

کئی غرق بحر الفت نکلا کہ گرد جسکے
گرداب نے اب ایدل آکر حصار کھینچا

ابرو کمان سراسر کچھ ہمے پھر رہا تھا
دلکی کشش نے اپنے بے اختیار کھینچا

قامت کے کھینچنے مین بہزاد نے بھی تیرے
تا عرصۂ قیامت اک انتظار کھینچا

سینہ مین آہ کی کچھ باقی نہین خلش اب
اے عشق میرے دل سے تو نے یہ خار کھینچا

آنکھون کے تیرے ساقی کیفیت اب کہین کیا
دو ہی پیالیون سے آخر خمار کھینچا

دست طمع کو بارے کب سے نصیر ہم نے
دنیائے دون کے سر پر یہان لات مار کھینچا

یہ دل ہے فکر مین اس خستہ حال کے کیسا
کیا ہے دشمن جان برمین بال کے کیسا

نہین ہے فرصت اکدم یہ آہ اسکو نظر
حباب دیکھے ہے آنکھین نکال کے کیسا

نہ پوچھ اس دل سودا زدہ سے شام فراق
کہ تو ہے شوق مین صبح وصال کے کیسا

مین کیا کہون کہ مہ نو بھی دیکھکر ابرو
پھپلے ہے منہہ کو گریبان مین ڈال کے کیسا

گلے پڑی ہے جو ہر ایک کے یہ دختر رز
لگایا تو نے یہ منہہ او کلال کے کیسا

مرید دل تو ہوا سلسلہ مین زلف کے پر
نہ پوچھا اوس نے کہ ہے میرے بال کے کیسا

عجب ہے تیرے گریبان مین تکمۂ الماس
یہ درمیان ہے ستارا ہلال کے کیسا

پھندا سا ہے مرغ دل اوس رخ پہ خال زلف کو دیکھ
پڑا اسے ہے دانہ یہ نزدیک جال سے کیسا

سیپارہ ہوگیا دل ہین تھا کتاب لایا
مکتب سے جب وہ لڑکا ہنستا کتاب لایا

کیون وہان کہ بغل مین زاہد کتاب لایا
مین سے تو جانا ساقی شاید شراب لایا
[illegible]
اس انجمن مین مستی شگفتی حباب لایا
[illegible]
قاصد نہ اوس کلی سے خط کا جواب لایا
[illegible]

نے چمن ہے نہ کوئی ساقی گلفام نصیر
یاد کس بات کو کیجے وہ زمانہ کیا تھا

جبتلک حیرت سے جون شمع زبان کیجے گا
سرگذشت اپنے کا کیا خاک بیان کیجئے گا

برق سان ہنسکے جو وا آپ دہان کیجئے گا
معنی مخزن اسرار عیان کیجئے گا

دل صد پارہ مرا شیشۂ بشکستہ ہے
اسکو پامال ذرا دیکھہ کے ہان کیجئے گا

دل پر آبلہ لایا ہون دکہانے تم کو
بند اے شیشہ گر اپنی دوکان کیجئے گا

کیون لگاتے ہو سے سینۂ صد چاک کو ہاتھ
چشم سوزن نظر بخیہ گران کیجئے گا

تمکو اپنا دل پر داغ دکہاتے جو کبھی
سیر گلشن نہ پہر اے لالہ رخان کیجئے گا

ہاتہہ سے محتسب دہر کے اکدن برپا
سر پہ شیشہ کے خرابی نہ نہان کیجئے گا

دلمین رکہتے ہو خیال اوس کی کمر کا جو نصیر
لامکان مین کہین کیا جا کے مکان کیجئے گا

دل عشق خوش قدان مین جو خواہان نالہ تھا
دیوانہ وار سلسلہ جنبان نالہ تھا

نالہ سے میرے کیا ہے ہوائی کو ہمسری
تیر شہاب رات کو قربان نالہ تھا

ڈہونڈہو نہ کیونکہ دل کو مین اے آہوان دشت
سینہ مین وہ تو شیر نیستان نالہ تھا

کرتا تھا جن دنون یہ فلک ہمسے سرکشی
ناوک زنی کا آہ سے پیمان نالہ تھا

صیاد کے جگر مین کرے تھا سنان کا کام
مرغ قفس کے سر پہ یہ احسان نالہ تھا

کانٹے فلک پہ کیا یہ دل ناتوان علم
وہ دن گئے جو اوج فراوان نالہ تھا

بن ترے بزم مین ہے مرگ کا سامان پیدا
شعلہ شمع سے ہے تیر کا پیکان پیدا

ربط اوس لب سے کیے ہے نے قلیان پیدا
دل سی ہر دم ہون نہ کیون نالہ و فغان پیدا

یون دم سرد کے ساتھہ اشک ہین جانان پیدا
جون ہوا کرتی ہے برسات کی باران پیدا

ہو ترے روے مخطط سے نہ کیون شہر مین غل
دنکو ہالے مین ہوا ہے مہ تابان پیدا

کیون نہ ہم گلشن دنیا کی صبا سیر کرین
جسمین نیرنگی قدرت کا ہے سامان پیدا

شبنم و گل کی روش شادی و غم توام ہے
چشم گریان ہے یہان بالب خندان پیدا

ہے برا عاشق و معشوق کا ہنسنا رونا
راز پنہان یہ کسی پر نہین جانان پیدا

گر ہنسو تم تو گرے آہ جہان مین بجلی
مین اگر رؤون تو عالم مین ہو طوفان پیدا

یہہ ترا زیر ذقن دست حنائی ہے کہان
سیب جنت ہے سر پنجہ مرجان پیدا

ماہ نو دیکھے ہے وہ مہر لقا پانی مین
آئینہ مین ہے کہان عکس گریبان پیدا

کیون نہ اے کان ملاحت ہو ترے حسن کا شور
ہر زخم دل عاشق سے ہے نمکدان پیدا

لیگیا زیر زمین ہون دل ناوک خوردہ
ہے مرے مدفن پہ نہ کیون نیستان پیدا

پڑھ ضیا اب وہ غزل جسکی نہ یہ ہووے ردیف
اور مضامین ہون نئے جسمین سخندان پیدا

دیکھیو یار بادہ کش مین نے بھی کام کیا کیا
دیکھے کباب دل سے تجھے حق نمک ادا کیا

کیون سگ یار سے خجل مجکو بس از فنا کیا
کھا گیا استخوان سگ تیر تو نے یہ کیا ہما کیا

زخم جگر سے دمبدم کب نہین خون بہا لیا
تو بھی نہ قاتل اپنے سے دعوی خون بہا لیا

کیون نہو خضر رہ روان خاک نشینی یہ مری / جس نے بشکل نقش پا مجھکو ہے رہنما کیا
شعلہ رخون کے عشق نے کنج مزار مین بھی آہ / سونے دیا نہ چین سے مین تو سدا اجلا کیا
مجھکو ہے ہجر و وصل ایک اسکی خوشی نہ اوسکا غم / ق کیسی مصیبتون کے دن بار خدا بھرا کیا
وصل ہوا تو یہہ ہوا مار سیاہ جانکر / رات بھر اپنی زلف کے سایہ سے وہ ڈرا کیا
اور مین مدعا طلب عیش سے ناامید ہو / شعلہ شمع کی طرح سر کو پڑا دھنا کیا
مدرکہ بشر ہے کیا بلے جو اوسکی کنہ کو / ق جا با جو اوس نے سو کیا کون کہے کہ کیا کیا
یعنی بنا کے چشم کو صورت شیشہ حباب / صاحب ظرف تھا جو دل جام جہان نما کیا

اپنی شرارتون سے وہ باز نہ آیا اے نصیر
مجھکو رولا کے ابر سان برق نمط ہنسا کیا

اوس کاکل پر خم کا خلل جائے تو اچھا / دل سے کہ بلا تیرے یہ ٹل جائے تو اچھا
بوسہ کا سوال اوس سے کرون ہون تو کہے ہے / چپ رہ نہ کچھ یہ منہہ سے نکل جائے تو اچھا
پہلو سے نکل جائے اگر دل تو بلا سے / وہ چھوڑ کے خالی نہ بغل جائے تو اچھا
اثبات نہو دعوی خون اوس سے الٰہی / صورت مرے قاتل کی بدل جائے تو اچھا
ابرو کے اشارے سے نکر وغیرہ سے دیکھو / اس بات پہ تلوار جو چل جائے تو اچھا
ڈسنے کو مرے اول ہی تیری زلف کی ناگن / طاؤس خط اسکو جو نگل جائے تو اچھا
یارب نہو پیوند زمین طفل سرشک آہ / گر دامن مژگان پہ مچل جائے تو اچھا
ہم چشمی تری چشم کی کرتا ہے یہ بادام / اسکو کوئی پتھر سے کچل جائے تو اچھا

ڈر چرخ ستمگار سے دل ضبط فغان کر
نے شکوے کی یہان منہہ یہ بجانا نہین اچھا

گرداب بلا ہے یہ تیری زلف کا حلقہ
اسمین دل عاشق کا ڈوبانا نہین اچھا

سلواؤ نہین کیا خاک گریبان ابھی ناصح
ہے فصل بہار اسکا سلانا نہین اچھا

دیتا ہون قسم اپنے لہو کی مجھے بتلا
کس نے یہ کہا پان کا کھانا نہین اچھا

یاقوت جگر سوختہ پاتا نہین قسمت
لب پہ تجھے مسی کا لگانا نہین اچھا

کہتا ہون نصیر اوٹھ کے دربار پہ جا بیٹھ
دنیا مین کہین اور ٹھکانا نہین اچھا

زیب تن گرچہ ہے گل پیرہن سرخ ترا
لیکن انجام یہ ہوگا کفن سرخ ترا

مجکو کہتا ہے وہ نکلا ہی شفق مین یہ ہلال
یا نمودار ہے زخم کہن سرخ ترا

دست رس پانو تک اوس شوخ کے مجکو یہ نہان
کیونکہ رتبہ نہو اے گلبدن سرخ ترا

ہے مری آہ یہان نخل گلستان خلیل
رخ گلنار وہان ہے چمن سرخ ترا

شیشۂ بادۂ گلرنگ ٹپک دے ساقی
جامۂ سبز مین دیکھے جو تن سرخ ترا

آستین سے یہ لگا کہنے وہ تلوار کو تو نچھے
بس گیا موج یم خون شکن سرخ ترا

رشک نیلم ہی نہین رنگ مسی کی یہ نمود
لب بھی ہے غیرت لعل یمن سرخ ترا

سچ بتا تو مجھے سوفار خدنگ قاتل
خون کس کس کا پئے گا دہن سرخ ترا

خاک پا ہم ہو شرارت سے ہم آغوش نصیر
صاف ہے شعلۂ آتش بدن سرخ ترا

کیاحال ہویہان تیرے بیمار کا کہ آہ
بالین پہ اوسکے جو کوئی تھا آبدیدہ تھا

جب سے شکار دام ہون اوسکا مین تاہنوز
عارض سے اوسکے سبزہ خط نو دمیدہ تھا

عاشق نے وقت نزع بھی دیکھا نہ تجکو خوب
تھا بھی جو کوئی دم سو وہ برلب رسیدہ تھا

ثابت ہو کس طرح سے میرا خون اے نصیر
قاتل تو وقت ذبح کے دامن کشیدہ تھا

فنا کا حرف ہے ہستی دامن گیر پہ لکھا
جو قتل شمع گریان عشق نے گلگیر پر لکھا

قلمکاری نقاش ازل ہے جلوہ گر لاکن
میرا نقشہ نہ اوسکے صفحہ تصویر پر لکھا

نہ ہوئے بعد مجنون تا جہا مین سلسلہ برہم
لقب دیوانگی کا خانہ زنجیر کا لکھا

نہین ہے خط پیشانی تیرے ابرو پہ کاتب نے
یہ حرف لافتی الا علی شمشیر پر لکھا

گلے مین طوق الفت شکل قمری ہی یہان تو نے
خط آزادگی جوان سرو کس تقصیر پر لکھا

اسی مضمون سے معلوم اوسکی سرد مہری ہے
مجھے نامہ جو اوسنے کاغذ کشمیر پر لکھا

سواد زلف جانان سے جواب نامۂ الفت
سر لوح مزار عاشق دلگیر پر لکھا

پہلو مین رکھہ اوس تیر کی پیکان کا لوہا
اے دل وہ نگہبان ہے تیری جان کا لوہا

نکلی تھی دم تیشہ زنی کوہ سے آواز
فرہاد یہہ دشمن ہے تیری جان کا لوہا

ہے عجب جہوم کا عالم اپنے رشک حور کا
سرو مین خوشہ لگا دیکھا نہ تھا انگور کا

ماتھے پہ قشقہ قشقہ پہ ٹیکا ٹیکہ پہ موتی ہے یہ کا
نخل پہ شاخ اور شاخ پہ گل ہے گل پہ ہی قطرہ شبنم کا

مین غیر کو کب پاس تیرے بیٹھنے دون گا
گر وہ نہین اوٹھنے کا تو لاحول پڑھ ہون گا

مجھ سے تو جون کمان ابھی دلبر نہین پھرا
کیون کھینچ رہو نمین اوس سے میرا سر نہین پھرا

سو بار بوسۂ لب شیرین وہ دے تو لون
کہانے سے دل میرا ابھی شکر نہین پھرا

جو صاحب عروج ہین گردش نصیب ہین
کس روز آسمان زمین پر نہین پھرا

پیک صبا جو تو ہے ہوا خواہ لا خبر
خط کا جواب لیکے کبوتر نہین پھرا

تیرے خیال ناف سے حلقہ مین کیا ہے دل
گرداب سے نکل کے شناور نہین پھرا

دنیا کی اور بھی کوئی دم کہا ؤنگا ہوا
قاتل کا اس گلے پہ جو خنجر نہین پھرا

خانہ نشین ہون مردمک چشم کی طرح
دن رات اپنے گھر سے مین باہر نہین پھرا

کیا جانے کیا عدم مین تماشا ہے جو وہان
یہان سے گیا ہے آہ سو جا کر نہین پھرا

آغوش مین مہ کے کوئی دم بیٹھ چین سے
ہالے کے درمیان سے انور نہین پھرا

ساقی یہی مدام سے تیرا جہان مین دور
کب میکشون کے بزم مین ساغر نہین پھرا

مجنون نہ کیون تیرے سگ لیلا ہو پاے بوس
لیلی کا ہاتھہ کب ترے سر پہ نہین پڑا

پیئے قلیان تو کبھی شکوا کر چاندی کا
ہالہ نیچا بنے حقہ ہو قمر چاندی کا

قول دیکر میرے ہا تو نے لیا تھا اوسنے
سو گیا یار وہ چھلا ہے مگر چاندی کا

کہکشان مانگ ہی تیری سر ہو فرق نہین
رکھہ نہ تعویذ پے رونق سر چاندی کا

بھلا کس منہ سے اب تم بولتے ہو سرخرو ہو کر
دیا ہے آپ نے کس دن مجھے اک پان کا پتا

ترے ابرو پہ جو گلبرگ دیکھے ہے سو کہتا ہے
نکالا شاخ ابرو نے عجب عنوان کا پتا

جلایا دل کو تیرے سرخ پیشانی کے قشقہ نے
کرے شکوہ نہ کیونکر شعلہ سوزان کا پتا

گلشن عشق مین سر شمع کو کہوتے دیکھا
شجر سوختہ کو سبز نہوتے دیکھا

موج دریائے محبت سے تیرے چین جبین
کشتی دل کو اک عالم کی ڈبوتے دیکھا

کیون نہو طالع واژدون نے قلم کو گردش
روسیاہی کو سدا اشک سے کہوتے دیکھا

ایک عالم سے ہے تیرا فرش رہ الفت یار
سنگ کوچے سے ترے کسکو نہ ڈہوتے دیکھا

ہو گیا حلقہ بگوشون مین ہے یہ ہالہ نشین
ماہتابی مین جو شب کو تجھے سوتے دیکھا

عقی ہوس سوتیون کے ہار کی عاشق کو ترے
تار دامن سے جو آنسو کو پروتے دیکھا

مزرع عشق سے حاصل نہین جز خاک نصیر
دانہ اشک سدا شمع کو بوتے دیکھا

ہجوم خال دیکھ اوس رخ پہ دل سے خط سنبھل نکلا
مسافر ٹہنڈی ٹہنڈی چھاؤن مین تارون کے چل نکلا

شہرت دیکھ اوس خورشید رو کی قطرۂ شبنم
سپند آسا چمن مین مجمر گل سے اوچھل نکلا

عجب آب و ہوا ہی سرزمین عشق کی دیکھو
کہ نخل شمع جلنے مین گل آتش سے پھل نکلا

ہوا سے گل مین بھی صیاد کا کھٹکا ہی بلبل کو
ہزار افسوس ہیا وسکے نہ جیسے یہ خلل نکلا

چمن مین عرس شاید ہے شہید و نکا تیرے گلرو
ہتیلی پر جو لالہ سرخ اک لیکر کنول نکلا

نصیر اوس زلف کی ہے کج ادائی کوئی جاتی ہے
مثل مشہور ہے رسی جلی لیکن نہ بل نکلا

انگور ہوائے خلد کو ہر لحظہ تاک کر
تو کس روش ہے سیر اخوشہ چین رہا
اک آئینہ تھا سو بھی گیا خار غم سے پھوٹ
تیری گرہ مین کیا دل اندوہ گین رہا
جون موج ہاتھ مارتے کیا بحر عشق مین
ساحل نصیر دور ہے اور دم نہین رہا

[illegible] سینے مین یون [illegible]
انگشتری کے خانے مین جیسے نگین رہا
[illegible] خواب مین بھی نازنین رہا
[illegible] شب کو دوچند ہم
حیران ہے مثل آئینہ کی چشم انتظار
دریا بھی بیم موج سے چین بر جبین رہا
ساقی ترے بغیر شب ماہتاب مین
جون نقش پا گرا مین جہان پھر وہین رہا
نا طاقتی سے ہاتھ سے سوئے سبب [illegible]

رہتا ہے کیا تصور دندان مجھکو اوس کا		آنکھون مین لال سر کا پھرتا ہے لنکھیرا

در پے نہ زلف کے ہے یہہ خط نصیر اوس کا
بچھو کا جیسے نے گھر نکلا ہے لنکھیرا

خط سے ترے وصل دل افگار رہنیا یا		مرہم گئے پر مرہم زنگار رہنیا یا
کیا خاک ہو داشک کی ہو نوک مژہ پر		اک پل کبھی شبنم کو سر خار رہنیا یا
دنیا مین غرض ہیچ ہے یہہ زندگی اپنی		جو ہم نے سراغ عمر یار رہنیا یا
کیا تمکنت و شان ہے وحشت سی ہمارے		پھرون سے بھی دامن کہسار رہنیا یا
ہر رنگ مین صورت سے تیری شاہد معنی		ڈھونڈھا ہے تجھے یان کسنے جو زنہار رہنیا یا
افسوس کہ نرگس کی روش باغ جہان مین		کچھہ ہمنے بجز حسرت دیدار رہنیا یا
رنجور ہے نرگس تو تری دیکھہ کے آنکھین		حیرت سے کہ آئینہ کو بیمار رہنیا یا
اکبار جہان دیدۂ تر لیکے گئے ہم		وہان ابر گہر بار نے بھی بار رہنیا یا
یہانتک تجھے دیکھا کہ یہہ پتھرا گئین آنکھین		اور ایک کہلا رخنہ دیوار رہنیا یا

وابستہ نصیر اوس کی یہہ زلفون سے رہے ہر
دل سا تو کوئی ہم نے سیہ کار رہنیا یا

شب دیکھہ تجھکو مہ نہ فقط شرمگین رہا		تا صبح آفتاب بھی زیر زمین رہا
کیا ناوک مژہ سے یہہ دل سہمگین رہا		ابرو کمان خیال تیر ازہ نشین رہا
ہیہات کسکے روبرو فریاد کیجئے		ہمدم نہ کوئی تا بدم واپسین رہا

دل کو اے شاہد معنی جو مصفا کرتا
تو اس آئینہ مین صورت تری دیکھا کرتا

[illegible]

عوض رشتۂ ابریشم گلگون پہر تو ۔ رگ یاقوت مین موتی ہی پرو دیا کرتا
سامنے میرے تیرے کاکل شکین سے اگر ۔ بے سبب دست درازی کبہو شانا کرتا
اس خطا پر اوسے کچہہ اور نہ دیتا تعذیر ۔ صاف یکدست قلم ہاتہہ مین اوسکا کرتا
ق
اکدن مجہسے یہ اوس پردہ نشین نے پوچہا ۔ کنج تنہائی مین گر تجہہ سے نہ پردا کرتا
تو مجہے عاشق بیتاب اکیلا پاکر ۔ سچ بتا تو کہ میرے ساتہہ بہلا کیا کرتا
سنکے اے ہمنفسان مینے کہا یہ اوس سے ۔ مین کسی بات کا ہرگز نہ ارادا کرتا
صفحۂ دل سے تیرے حرف گمان بد کو ۔ تیک قلم دور بآئین شکل نگارا کرتا

سینے آئینہ کے مانند بہ آئین صفا
دیکہتا مین تجہے اور تو مجہے دیکہا کرتا

سرشک چشم نہ رخ پر کبہین ذرا ٹہرا ۔ کہ تہا یہ گوہر غلطان نہ ایک جا ٹہرا
مکان سینہ مین آنا جو یار کا ٹہرا ۔ تو دم میرا پئے تعظیم لب پہ جا ٹہرا
مرید کون سے یہ سلسلہ مین ہو جاکر ۔ تمہارے زلف کا دل ابتو بالکا ٹہرا

اوٹہاؤن کیونکہ نہ ہستی سے ہاتہہ پیری مین
قد دوتا یہ مرا جب کہ شکل لا ٹہرا

نہین کرتا یہ قلقل کیفیت مین جو رہے شیشا ۔ بہ بزم میکشان ساقی عجب پر زور ہے شیشا
انا الحق کہہ رہا ہے حضرت منصور ہے شیشا ۔ نیا خورشید سے سی رشک شمع طور ہے شیشا
یہانتک کیونکہ آئے آبلہ پائی کے ہاتہو نسے ۔ بغلین لا اوٹہا کر ساقیا مجبور ہے شیشا

قبضہ مین جو دل سکے ہے خط رخ نگار کا
شاہ حبش نے ملک لیا سبزوار کا
رکھتا ہے لطف ابر سے برسا بہار کا
عاشق تو دیکھو بکھرے ہوے زلف یار کا
ہو سر سبز کیونکہ شجر میرے مزار کا
مین ہون شہید آہوے چشم نگار کا
پہنچا بنا اون کو کہ نہ بار اشک کے تار کا
ہے ذوق سا تیا بطرہ کے نگار کا
قربان ہو نے تیرے بیمار کا
گریان ہون کی پردہ نشین کے غم مین

قامت نظر پڑا ہے دو پستان یار کا
حیران ہون دیکھ سرو مین پیوند انار کا
کیا کوئی سر بلند کرے دعوی عروج
سایا ہے پائمال سدا کوہسار کا
مجنون سے ہے جو ناقہ لیلی کو دوستی
دشمن ہے اسلئے وہ بیابان خار کا

برق آہ جگر ہے میرے ڈر کو دک دہقان	چھوڑے گی نہ خرمن نہ یہ جوار کا پٹھا

لکھی ہے نصیر ایسی غزل تو نے کہ جسکی
ہر شعر مین ہے معنی تہ دار کا پٹھا

تیرے دانت سا ر سفید مین ہے زیب پان ملکر آ	نہین دیکھی آجتک ابر مین مجھی اب کہانکو اختر آ
شب وعدہ تو اگر آئے ہے تو درنگ کیا ہی میرے گھر آ	کہ یہ آنکھین لگ رہین در سے مین بے شک مہ نجا در آ
میرے سر پہ ہر گھڑی فاختہ کرسکا م کیونکہ نہ آرہ کا	قد دلربا کے حضور تو نہ چمن مین ان کے صنوبر آ

میرے تن سے سر کو جدا کر اب نہین خونبہا کی مجھے طلب
کہ یہ تن پہ بار گران ہے بس کہین تیغ لیکے ستمگر آ

آب مین سایہ فگن گر رخ دلبر ہوتا	شاخ ہر موج سے پیدا گل احمر ہوتا
تجکو دیکھہ آئینہ وحشی جو نہ دلبر ہوتا	صورت حلقہ زنجیر نہ جوہر ہوتا
حیف دیکھے نہ جبین اوسکی مسیحا ورنہ	چرخ چارم پہ تیرے پاس میرا گھر ہوتا
مین اگر کہنے سے اوس بت کے بہنتا زنار	دلمین جون رشتہ تسبیح میرا گھر ہوتا

صاف ہم قطع نظر عکس دوئی سے کرتے
وصل اوس آئینہ رو کا جو میسر ہوتا

آبلے دیکھہ تو مین اس دل سوزان مین کیا	شیشہ گر ہونگے یہ شیشے تیرے دوکان مین کیا
رخ پہ خط آنے دو فرق آئیگا ایمان مین کیا	پر طاؤس کو رکھتے نہین قرآن مین کیا
دلمین گر تو ہو تو ہم آہ بھی کھینچین ورنہ	شمع روشن کرین اس خانہ ویران مین کیا

[illegible]
قابل ہون نفس [illegible]
[illegible]

[illegible]

بی کرے دو آتشہ ابر بہار مین	بگلون کے دیکہتا ہون تماشا قطار کا
خال رخ نگار پہ تریاک خوردہ ہین	کیا اعتبار زندگی مستعار کا
کرتا ہون دوستو یہہ وصیت کہ بعد مرگ	گنبد مرے مزار پہ ہو کوکنار کا
مجہسا بہی کوئی عاشق لاغر نہوگا آہ	عالم دکہاؤن اپنے کسی جسم زار کا
حلقہ مین یون کمر کے مین لگتا ہون ناتوان	نقشا ہے جیسے دیدہ سوزن مین تار کا

ہر شب کو عنکبوت کو جالا لگے نصیر
تجہکو دکہاؤن گر رخ پر نور یار کا

نور تن یار دیر جیب وہ باندہ مہ پیکر اوٹہا	لیلی شب نے رکہا پیرہن کا پہر جہومر اوٹہا
دیکہنے کو تو نہ آئینہ مست کا فر اوٹہا	درمیان جہرہ است سد اسکندر اوٹہا
چشم مست یار کو ڈرتا ہون دل دینے ہو	ہے یہ شیشہ پہینکدے اسکو نہ پتہر یا اوٹہا
ہے نگونساری بہی ساتہہ اوردم دنیا دون	شکل فوارہ نہ اپنا اوج پر تو سر اوٹہا
راندان انکو تصور تہا ترا اے نگار چشم	کیا گونہ آنکہین ہمیں پاؤن سے کیون ٹہکرا اوٹہا
دیکہئے کیا سر پہ ہو آسودگان خاک کی	آج پہر وہ فتنہ برپا کن محشر اوٹہا
میرے ہوتے غیر کی جانب تیری ابرو ہلین	دوستی بالائے طاق اپنی رکہا اے دلبر اوٹہا
ایک شب تو بیٹہ میرے حلقہ آغوش مین	یار مہ پیکر قدم ہالے سے مت باہر اوٹہا
گر یہی تیری نہین ہے جان من تو ہم نہین	ہان بہی کر حرف نہین لب سی سخن پرور اوٹہا
اپنی کشتی کو جلایا تو نے ایک ٹہوکر سے جب	چرخ چارم کو مسیحا چہوڑ یہ ستمگر اوٹہا

٣٣

[illegible]

موجب نام آوری ہے زاہد گوشہ نشین
پانون اپنا جوان نگین گھر سے نہ تو باہر اوٹھا

کیون نہ لکھون حال ضعف اپنا کہ نقش بوریا
صفحہ پہلو سے میرے جون خط سطر اوٹھا

اوسکی مین یاد کمر مین ہوگیا ہون یہ نحیف
گرد دامن سے پھرتی ہے اب میرا تن لاغر اوٹھا

ہوگا برباد آہون سے ملک دل سلطان عشق
اپنے تو یہ خیمہ ہائے فوج غارتگر اوٹھا

راہ و رسم آشتی یہ بھی کوئی ہے حیلہ جو
بیٹھتے ہی دفعتاً پہلو سے تو دلبر اوٹھا

اتفاق شیشہ ساعت ہے رشک آئے نکیون
ایک [illegible] ہوکر جدا کب دو ہمسر ہم ہر اوٹھا

اسکو بجلیان اور دو قالب کہتے ہین آنکھون نے دیکھ
ساتھ ہی بیٹھا جدا اوٹھا ساتھ ہی ملکر اوٹھا

رونق بزم سخندان ہے ترے دم سے نصیر
مرحبا تو نے دگر بھی کیا غزل پڑھ کر اوٹھا

خط کے لیجانے کو وہان کوئی میسر نہوا
دُر ہوا اشک صد افسوس کبوتر نہوا

جلوۂ قدسی ترے آج چمن مین سرپا
سرپہ کب سرو کے [illegible] نشتر نہوا

قطرہ دل سے جلا ہوکے جدا لخت جگر
رخصت اپنا سے یار در سے سبا در نہوا

کیون نہ رشک آئے گل سرخ پہ شبنم کو دیکھ
کہ میرا اشک ترے کان کا گوہر نہوا

سامنے جسکے سدا دعوی ہمچشمی سے
آب حیوان نہوا چشمہ کو ثر نہوا

وائے ناکامی دل ہائے تمنائے وصال
ایک بوسہ کبھی اوس لب کا میسر نہوا

یارو نہین اتنا مجھے قاتل نے ستایا
جتنا کہ میرے دشمن جان دل نے ستایا

وصال یار سنگین دل میسر ہو نہین سکتا
یہہ دن فرقت کے کاٹے کون مر ہو نہین سکتا

ترے لب سے اگر یاقوت ہمسر ہو نہین سکتا
تو روکش اپنے بھی آنسو سے گوہر ہو نہین سکتا

مسی ٹک اپنی لب پر ملکے آئینہ مین تو دیکھو
عبث کہتے ہو نیلم لعل احمر ہو نہین سکتا

ہمارے داغ دل سے کیا چراغ ماہ روکش ہو
کہ اس رو برو سے خورشید محشر ہو نہین سکتا

ہزار آئینہ ساز آئینہ سازی اپنی دکھلاوے
مین ہو نہہ پر صاف کہتا ہون سکندر ہو نہین سکتا

گرفتار تعلق نقطۂ پرکار ساہون
مین اپنی چار دیواری سے باہر ہو نہین سکتا

تنک ظرفون سے کیا ممکن جو کوئی فیض کو پہنچے
کہ لب جام حباب بحر سے تر ہو نہین سکتا

لبان رشتۂ تسبیح سو تدبیر سے اپنے
کوئی جاے ترے دل مین کرے گھر ہو نہین سکتا

تلاش رزق بھی رکھتی ہے سب گرد تیمین
کہ پہرنے سے نہ کبھو سنگ آسیا ٹھہرا

محیط ہستی فانی مین ایک دم سکے لئے
عبث حباب ہے تو باندھنے ہوا ٹھہرا

مین اوسکے چشم کا بیمار ناتوان ہون طبیب
جو میرے حق مین مناسب ہو وہ دوا ٹھہرا

بجاے آب مے نرگسی بتا مجکو
غذا کچھہ اور نہ بادام کے سوا ٹھہرا

دل نے تو الفت پنہان کو نہ اصلا کھولا
چشم تر تو نے میرا حیف یہ پردا کھولا

آہ کچھہ ہم کو نہ تھی فرصت یکدم کی خبر
اے حباب لب جو تو نے یہ عقدا کھولا

بند بند اوسکے جدا کیجیے یہی ہے دلمین
جان من بند قبا جس نے تمہارا کھولا

۱۳۵

جینے کے لئے جنبش لب کا تیرے کشتہ
منت کش اعجاز مسیحا نہین ہوتا

دل کیون نہ بہم ہو تیرے ابرو سے کہ عقدا
ناخن سے جدا ہوکے کبھی وا نہین ہوتا

بوسہ لب شیرین کا تیرے جسنے لیا ہے
کہانے کا اوسے قند کے لیکا نہین ہوتا

کیفیت چشم اوسکے نظرمین ہے جو ساقی
دل شیفتہ نرگس شہلا نہین ہوتا

کاجل کا بنا گوشہ ابرو مین کوئی خال
کیا پاس مہ نو کے ستارا نہین ہوتا

کیا باندہے خیال اوسکی کمر کا دل صد چاک
مجنون یہ مثل سچ ہے کہ عنقا نہین ہوتا

زلف اوسکی یہ کہتی ہے کہ رکہہ دل کو سر دست
بن دیکہے کسی چیز کا سودا نہین ہوتا

پہرتا ہے دہان خاک بسر قیس کہ جبتک
نقش قدم ناقۂ لیلا نہین ہوتا

اسواسطے اسدل کے سویدا کے مقابل
اے زہرہ جبین تل تیرے رخ کا نہین ہوتا

یعنے کہ اوسے اختر تابان ہی سے ہے نسبت
یہہ تخم محبت ہے کہ پیدا نہین ہوتا

پہرتا ہے نصیر اوسکا تصور سے نظرمین
حایل تو کبھی چشم کا پردا نہین ہوتا

بارش گریہ کی میری دیکہہ طغیانی گہٹا
ہو گئی دو دش ہوا پر شرم سے پانی گہٹا

جہومتی آتی ہے ہوکر پائے در زنجیر برق
ہو گئی ہے ساقیا شاید کہ دیوانی گہٹا

اوسکے لب پر دیکہہ کر رنگ مسی حیران ہو
منہہ سے اگلے ہے پڑے لعل بدخشانی گہٹا

یہ دل پر داغ نالان کیون نہو اوس لطف مین
دیکہکر بولے ہے طاؤس گلستانی گہٹا

وہ نہ آیا ڈر کے مارے دیکہہ تو اروسیاہ
آج ہی کیا برق تہی تجکو یہ چمکانی گہٹا

ور دی رنگ حنائی جو کرین ہین اسے نصیر
دی ہے ہاتھون ہاتھ عندہوا ایسے چوردنکو حنا

کر گئی جان حزین تن سے سفر اچھا ہوا
تھی امانت جسکی پہنچی اوسکے گھر اچھا ہوا

رشک آیا تھا کہ یار آنکھین لڑائی غیر سے
ہو گیا آئینہ منظور نظر اچھا ہوا

عشق مین سر کا کٹانا سود ہے ای شمع کچھ
اور سر نکلا ترے حق مین ضرر اچھا ہوا

اوسکے مضمون کمر کی فکر مین عنقا کیطرح
دل ہوا گو بے نشان بے نام ور اچھا ہوا

ربز نکی جانکاہی و محنت کتنی سے چھٹ گیا
مر گیا فرہاد تیشہ مار کر اچھا ہوا

تجکو ان آنکھون سے ہم چشمی نکرنی تھی صنم
تھی اسی قابل ترا چیرا جگر اچھا ہوا

سامنے آنکھین نہ کر سر در گریبان ہو نصیر
تجھسے کیا دنیا مین کام اسے بے ہنر اچھا ہوا

سبزۂ خط سے ترے نشہ بنگ آہی گیا
کیون نہ یہ چشم گلابی ہو کہ رنگ آہی گیا

سر فرد کیا ہے ترے چشم کے آگے نرگس
غنچہ گل بھی دہن دیکھ کے تنگ آہی گیا

ہم ترے معتقد اے جذبہ دل کیونکہ نہون
جو سدا آنے مین کرتا تھا درنگ آہی گیا

ہے ادہر سے نگہ تیر ادہر سے نالے
درمیان معرکۂ تیر و تفنگ آہی گیا

جون نگین گہر مین قدم گاڑ کے بیٹھے تھے نصیر
شہرت نام سے لیکن ہمین ننگ آہی گیا

سینہ پیتے ہی جلا ساقی گلفام شراب
آب ہے کرتی ہے آتش کا دلے کام شراب

۳۷

ہم نہیں مجنون جو ہو بیابان ہاموں نصیب | یہہ زمین کا ناپنا تجھکو ہی ہو گردون نصیب
گل کی کیا تقصیر ہے جو ساقی روز ازل | جام صہبا کےعوض ہے ساغر پر خون نصیب
سرو کے سر پہ قیامت کس روش برپا نہو | راستی ہی جب تجھے ہو یہہ قد موزون نصیب
ہے سر سے ابرو غمزہ کے دل سی تو ادھرا ہوا | گو چڑہاتے ہیں تجھے اک دل مین اچھون نصیب
بعد مردن بھی ہوا باندھے ہی تیرے گرد باد | خوش نصیبی کیا کہون یہہ بھی ہے تیرے مجنون نصیب
گڑ گیا زیر زمین آخر تو جسکے بار سے | ہو نہ تیری سی کسیکو دولت قارون نصیب
خاک ایسی تمکنت پر منہہ سی جو نکلے نہ بات | اپنے کس بہتر سے ہوتے او دل محزون نصیب
خاکسارون سے نہیں منعم ترا رتبہ بلند | سہے ہیں فرش زمین پر خیمہ گردون نصیب
چشم رکھتی ہی یہی نرگس کہ ہو کاش اے صبا | چشم جادوگر سے اوسکے سیکھنا افسون نصیب
لالہ رخ گر لب ہیں تیرے غیرت لعل یمن | یہان بھی چشم تر کے دولت ہین دو گلگون نصیب
جون نگین پیدا کرینگے صفحہ گیتی پہ نام | ہو گئے سینے پہ ہارے گر گہر واتر دان نصیب
شمع کیا روشن ہو تجپہ ہی ازل سے رشک مہر | اوسکو جلنا روز تجھکو حسن روز افزون نصیب
وہ کمان ابرو کشیدہ آہ جو ہونے لگا | پھر گئے شاید ہمارے اے دل محزون نصیب
باغ مین کس منہہ سی ہو تیرے دہن کے سامنے | غنچہ لالہ کو کہانی کیون نہوا فیون نصیب
ق کیا ہوا گر تجھکو عز و تمکنت کے ساتھ ہے | لشکر طفلان ہے سیر دامن ہامون نصیب
اپنی وحشت کا تماشا ہم بھی دکھلائین پر | گر کسی لیلی منش سے اڑ گئے مجنون نصیب
کہہ غزل بحر اور بدلکر قافیہ کو بھی نصیر | سحر مضمون سے ہین تجھکو سہر مضمون نصیب

مردمان کیا لکھوں جو دیدۂ تر کو سیر سے
سطر ہر موج پہ لکھتا ہے یہ القاب حباب

کرے طغیانی یہ آنسو جو شب ہجر میں مرا
یار و ہالہ بنے گرداب تو مہتاب حباب

خون مضمون کرے لاکھ طرح سے لیکن
تو بھی اس رنگ سے بہلا ہے نہ قصاب حباب

ساقیا جلد پہونچ شیشۂ و دارو لیکر
صرف رکھتا بھی نہیں اشک کا اسباب حباب

موج کرتی ہے بغل اپنی زرہ پوشی پر
سر پہ رکھ خود کو پھرتا ہے سر آب حباب

تیسری بھی غزل اس بحر میں لکھ جلد نصیر
جا سکیں قلزم معنی سے نہ پایاب حباب

لا سکے تیغ نگہ کے تری کیا تاب حباب
پھینک دے اپنی سپر دم میں سر آب حباب

دیکھ کر تکمۂ الماس گریبان تیرا
ہو گیا شرم سے گرداب میں غرقاب حباب

جھوم کر سر کو لگا اپنے تو اسکو تک دیکھ
تیغ ہے موج نہ پاؤں کے تلے داب حباب

یہ بھی عاشق ہے کسی پر جو دل اسکا ہے گداز
چشم رکھتا ہے سدا دیکھ تو پر آب حباب

اسکو تو گنبد سمجھا تھا نہ دوڑا اے موج
کف دریا پہ ہے یہ بیضۂ سرخاب حباب

دیکھ اشکوں کو مرے چشم میں وہ کہتا ہے
چشم بد دور ہیں کیا رونق تالاب حباب

کوئی دم سیر کرا اسے مہر لقا دریا کی
شب مہتاب میں رکھتا ہے عجب تاب حباب

بیچوان موج بنی ہے تری خاطر پیا
اور حقہ میں ہے شیشہ کا سر آب حباب

بات پانی ہے یہ مشکل کوئی کیا سمجھے نصیر
زندگی ایسی ہے جس طرح سر آب حباب

ہم گردن زدنی عشق مین کیا جاہئے اب — زہرۂ شمع عجب ہے تہ گلگیر ہو آب

مے کے پینے سے تو سینہ ہے کباب اے ساقی — آتش سوختہ سے کیونکہ نہ تاثیر ہو آب

گنبد چرخ ہو بر روے زمین مثل حباب — گرچہ طغیانی گریہ سے جہانگیر ہو آب

دیکھہ حسن نمکین یار کا ایسا ہے لضیر
شرم سے صورت باشندۂ کشمیر ہو آب

اشک ہو کیونکر روان آہ دل زار شتاب — یعنی منزل کو پہنچتا ہے سبکبار شتاب

غیر وحشت یہہ نہین چاک گریبان بلبل — نوک رگ گل پہ لگا نشتر منقار شتاب

حرف انکار سے تو روز یہہ لب ہلتے ہین — کاسۂ گردن بھی ہلا بر سر اقرار شتاب

وہان تو عارض پہ کہلی زلف سیہ فام یہان — چھا گیا ابر سرے منہ پہ دہنوان دہار شتاب

ق

تیغ ابرو کو تری دیکھہ وہ مطلع سو جہا — کٹ گیا پڑہ کے ہلالی جسے اکبار شتاب

پہر بندہا مجہہ سے جو مضمون بیاض گردن — سنتے ہی لوٹ گیا قاسم انوار شتاب

آہ سے دجہہ رو کے سے ہے ترے سینہ مین لضیر
کاش مٹ جاے یہہ دل سے خلش خار شتاب

ظاہر اوحشت نہین ہے اخضر مانوس حباب — موج دریا جون سلاسل کیون ہی پابوس حباب

تخت واژون نہ ہمنے اوسکو دیکہا سر بلند — تاج شاہی بنگیا ہے جام معکوس حباب

تمنے کیا صورت دکہائی ہے ابتان ہنگام قتل — شور دریا ہے کہان ہے بانگ ناقوس حباب

بحر ہستی مین نہ ابہر و اسقدر اے غافلو — دم مین ہوجاتی فنا ہے جان مایوس حباب

یک قلم کبک دری نے بھی باندازِ دگر / مشق رفتار اوڑائی ہے تری چال سے خوب

جی کو اپنے دل پر داغ سے بہلاتا ہون / یہہ کبوتر مجھے لگتا ہے گلی خال سے خوب

تنگ چشمی ہے یہ منعم سبب گردش آہ / ہمنے دیکھا جو یہان دیدۂ غربال سے خوب

دل کو ہے بوسۂ خال لب شیرین کی ہوس / یعنی ہوتے ہین مزے مین شکری فالسے خوب

تیغ ابرو کے مقابل ہے کیا داغ جگر / چوٹ عاشق نے تری روکی ہے کیا ڈھال سے خوب

حسن بے پردہ کی قیمت نہین جز شوخی چشم / جنس بازار مین بکتی ہے تو دلال سے خوب

مقصد دل ہے برایا الف مینی دیکھ / خوش ہوئے صفحۂ رخ کے ترے ہم خال سے خوب

چاہیئے ہے تجھے کر فکر مکافات نصیر
واقف اس اپنے ہو تو نامہ اعمال سے خوب

تار زلف اوسکے نکیون چہرے کے بل کہائی قریب / دولت حسن خدا داد کو جب پائے قریب

جبکہ حق آپکو شہ رگ سے بھی فرمائے قریب / پہر وہ اللہ ملے یہان جو نہ اوسی پائے قریب

دوربین پہونچی ہے چشم دل آگاہ کو کب / یار سو کوس پہ گر ہو تو نظر آئے قریب

جسکو جون نقش قدم خواہش پابوسی ہے / رفتہ رفتہ وہ ترے پانو کے جم جائے قریب

اے دل اوس سے یہہ نہین دور کہ بھاگے تو / پہر بھی گر دور ہوا وسکا تو وہ بلائے قریب

گرچہ تہا کوہ ڈاے کاہ ربا پر جون کاہ / کشش دل سے اوسی کھینچ کے ہم لائے قریب

خال ابرو جو ترا شام کو دیکھے اختر / تو چمک اپنی سے نہ ٹوک کے نہ دکھلائے قریب

کار پروانہ مگس سے کہین ہو سکتا ہے / اسکا کیا منہہ ہے جو یہ شمع کی شب جائے قریب

۴۱

حیف ہے اس تینگ کے حق مین — شمع محفل بھی شکل وار ہے اب
دل بھی پہلو مین دشمن جان ہے — کوئی اپنا نہ دوستدار ہے اب
نخل مژگان پہ اسکو ٹک دیکھو — اشک کیا طفل نے سوار ہے اب

ساقی بتا شراب کو آتش کہون کہ آب — حیران ہون آفتاب کو آتش کہون کہ آب
ہین اسمین اشک ولخت جگر لالہ وشرر — مین دیدہ پر آب کو آتش کہون کہ آب
وہ بحر حسن آبلۂ دلکو میرے دیکھ — کہتا ہے اس حباب کو آتش کہون کہ آب

جلتا ہے کوئی اور کوئی غرق ہے نصیر
گردون کے انقلاب کو آتش کہون کہ آب

ہے گرہ مین اپنے زر رکھتا برائے عندلیب — کیون نہ دے یکمشت غنچہ خون بہائے عندلیب
ہے قفس تن کا یہ آباد اپنے دم سے ورنہ پھر — آشیان سونا ہوا اور خالی ہو جائے عندلیب
ہمنے تجھ بن دیکھا اس گلشن کو بھی ماتم کدہ — نالہ قمری سنایا ہائے ہائے عندلیب
کار بستہ آن مین ہوتے ہین جس سے وا ہزار — جلوہ گر ہے صدر روشن سے ایک ادائے عندلیب
مست ہین کس گلبدن کے بوی عصمت سے نسیم — چاک ہے پیراہن گل اور قبائے عندلیب
چھپا کر یہ مرے وہ یون جلے درعین وصل — آفرین پروانہ رحمت بر وفائے عندلیب
پھول بیٹھے ہین چمن مین کیا ہزارون رنگ کے — برگ گل ناخن ہے یہان عقدہ کشائے عندلیب
ہے طراوت بخش اوسکو خشک ہو جسکا دماغ — کان دہر کر جب سنے ہے گل صدائے عندلیب
عاشق ومعشوق مین یہ چاہئے الفت نصیر — یون تو دیکھے ہین ہزارون پر درائے عندلیب

ساقی تصور اوسکے جو خط کا ہی چشم مین
ہلتا نہین صبا سے سحر مہد شاخ گل

کچہہ ہمکو سوجہتا نہین جز جام بنگ و خواب
کرتا ہے طفل غنچہ چمن مین شلنگ و خواب

دنیا مقام رنج ہے بیدار ہو نصیر
غافل ذرا تو سوچ کہ قید فرنگ و خواب

مقام مردم دیدہ کو چشم تر مین ہے
کہ گھر مین صاحب خانہ رہے ہے گھرتہ آب

کبہی ہے دیکہہ کے صورت کو اپنے آئینہ مین
نمک ہے حسن مین اور حسن جلوہ گرتہ آب

نہین یہ چمکی ہے عارض ترا عرق آلود
قمر مین نور چمکتا ہے اور قمرتہ آب

ہے لخت دل مژہ پر اور مژہ ہی تر ز سرشک
ثمر شجر مین لگے ہین یہ ہے شجرتہ آب

نصیر ہم مین وہ شامل ہی یون اور اوسمین ہم
گہر مین آب ہے جس طرح اور گہرتہ آب

رات اوس بت کا ہوا بوسہ رخسار نصیب
جھوٹ بولون تو خدا کا نہو دیدار نصیب

بلا ہے ناوک مژگان نازنین کا سانپ
کہ ہے نیستان کے زمین کا سانپ

غضب ہی اس ترے انگیا پہ گو کرو کی لہر
کہ پہر گیا مری چہاتی پہ یاسمین کا سانپ

عمل کئے ہین خدا جانے شیخ کیا تو نے
جو تیرے حق مین ہر اک مو ہی آستین کا سانپ

ڈسے نہ کیونکہ یہ زلف بتان ہند دلا
کہ راہ زن ہے یہہ بالشتیا ہین کا سانپ

بنا ہی عشق کے ہاتون سی دل چراغ طلسم
لگی ہے تار ہر اک زلف مہ جبین کا سانپ

اجل نہ کیونکہ ہو عاشق کی اب کہ دامنگیر
پہیری ہی دل مین ترے جبین آستین کا سانپ

۴۳

نصیر دیکھئے کیا ہو بقول آتش اب
کہ موج اشک بنی اپنے آستین کا سانپ

نقص نور مہر ہے اختر جو اوسکے منہہ چڑہے
اسقدر دور آپکو اک تل پہ کیون کہینچین ہین آپ

قابل صحبت تمہارے اور ہین ہیہات اب
ہاتہہ کو میرے سر محفل پہ کیون کہینچین ہین آپ

دیکھو کوئے یار مین مت حضرت دل راہ اشک
انتظار قافلہ منزل پہ کیون کہینچین ہین آپ

مہر بھی آگے تمہارے دن کو پہرتا ہی نڈہال
تیغ ابروشب مہ کامل پہ کیون کہینچین ہین آپ

خانہ تن مین میرے سہمی ہے جان ابروکمان
تیر مژگان دیکہہ بہال اس دل پہ کیون کہینچین ہین آپ

ساربان ناقہ لیلی سے کیا کہتا ہے قیس
آج ڈورے پردہ محمل پہ کیون کہینچین ہین آپ

کوئی دم دنیا کی اسکوا اور کہانے دو ہوا
تیغ بسم اللہ کر بسمل پہ کیون کہینچین ہین آپ

نقش مہلانا دل شیرین پہ تہا آگوہ کن
اوسکا نقشہ سنگ کے اس سل پہ کیون کہینچین ہین آپ

کوئی اوسکا ہو گریبان گیر یہہ کہتا نہین
باغبین دامان گل کو گل پہ کیون کہینچین ہین آپ

تم تو دانا ہو نہین کیا اے نصیر اتنا یہہ رنج
مزرع دنیائے لاحاصل پہ کیون کہینچین ہین آپ

یکچند مہ کو دی ہو یہ لب ایک نان درست
دونان سی ہو نگاہ تیری آسمان درست

بعد از فنا ہو خاک یہہ تن کا مکان درست
رہتا ہے گھر تو صاحب خانہ سی ہان درست

تاثیر آہ دل مین نہین اے بتان درست
سرو چمن مین پہل نہین لگتا ہی ہان درست

تنگ اسلئے نہین کہ قبائے برہنہ گی
آئی ہے اپنے تن پہ اب اے دوستان درست

۴۵

بدوش غنچہ نہین بے سبب یہہ رخت سفر
بہار ہووے ہی اب گلستان سے رخصت

چمن کو دیکھہ لین چاک قفس سے اے صیاد
ٹک اتنی دے ہمین اپنی زبان سے رخصت

بسان مہر نہ ٹہری یہہ ایک ذرہ نصیر
ہوے جو اوس بت نامہربان سے رخصت

ہو فراموش نہ کیون غیر کے مطلب کی بات
دلگا کہنا نہ تمہین یاد ہی نے شب کی بات

طوطیا دیدۂ و دانستہ نہ باندہو دیکھو
تمنے آنکھون کے اشارے سے بہلا لب کی بات

زلف مشکین کا ترے جا من اب چہوڑو ذکر
ہے خطا چہیڑیئے گر غیر کے اشہب کی بات

شرب مے سے ہے اونہین کام مدام اے زاہد
پوچہہ مت اہل خرابات کے مشرب کی بات

یاد کیون سیلی مژگان نرکہے طفل سرشک
مردمان بہولے ہی کب چشم کے مکتب کی بات

طالب بوسہ عبث ہی کہ وہ کرتا ہے قطع
سنکے مقراض دو لب سے مرے مطلب کی بات

بند ہو جاتی ہین رستے وہین اے رشک قمر
جبکہ چلتی ہی تری زلف کی عقرب کی بات

تجہے اور آئینہ کو دیکھہ نہ کیون حیران ہون
جائے انصاف ہی کیا صاف ہو اس ڈہب کی بات

جلوہ گر عالم حیرت ہے بوجہ احسن
اوس کے تختے کی کہون اب کہ تری جیب کی بات

کان رکہہ کر نہ سنون کیونکہ بہلا مین کہ نصیر
ہے مرے کام سے اوسکی دہن و لب کی بات

فرہاد مجہسے پوچہے ہے کیا داستان کی بات
شیرین لگی ہی تلخ جو اوس بدزبان کی بات

سرکانہ سنکے ناقہ لیلی کے پہلو سے
مجنون نے کردی گوش شتر ساربان کی بات

بنی ہی تھی چمن دہر مین رہ غنچہ صفت
اے صبا کہو بیہات نہ اسرار کی بات

سولی شمع حق مین اگرچہ پتنگ کے	منصور وار سوز ہے اوسکو ضرر کی وقت

بازی قمار عشق مین صیاد سے نصیر
شمشیر لایا جو کوئی پہلے سپر کے وقت

دیکھا نہ تجھے رہگئی دیدار کی حسرت	تا مرگ نہ نکلے ترے بیمار کی حسرت
جون نقش قدم خاک نشینان رہ عشق	خاک ہی مین ملاتے رہے رفتار کی حسرت
سینہ سے نکلتی ہے ہر ایک آہ بھی جون تیر	کیا دل مین ہمارے رہے قد یار کی حسرت
قاتل نے بھی افسوس نہ کی عقدہ کشائی	ہیہات رہے ناخن تلوار کی حسرت
سر کھوئے ہوئے شمع صفت ہین کہ یہان ہے	سر رشتہ الفت سے ہمین تار کی حسرت
جون دانہ تسبیح اب اے شیخ و برہمن	اس دل مین نہین رشتۂ زنار کی حسرت
صیاد قفس کو نہ اوٹھا صحن چمن سے	باقی ہے ابھی مرغ گرفتار کی حسرت
گو جام و جم و کاسہ فغفور گئے آہ	قارون بھی گیا لے زر و دینار کی حسرت

آئینہ نصیر اوسکو ذرا لیکے دکھا دے
رہ جائے نہ جی مین گل و گلزار کی حسرت

جائے تحسین ہے بیمار سے ترے بیمار کی بات	مر گیا پر لب شکوہ سے نہ اظہار کی بات
ہم نہ کہتے تھے نہ کہہ حرف خودی اے منصور	عاقبت دار پہ کھینچے گی یہ پندار کی بات
مہ و خور تیغ و سپر لیکے لڑین آپس مین	گر چلے چرخ پہ ظالم ترے تلوار کی بات
بہوت جائیگی صبا طبلۂ عطار کی بو	ہے خطا کہلئے اوس طرۂ طرار کی بات

ہر ایک ذرہ کو ہے آفتاب سے نسبت
بجا ہے دُرد کو گر ہو شراب سے نسبت

تمہارے ناخن پا کی برابری تو کرے
ہلال کیا ہے جو دے رکاب سے نسبت

نچھیڑ یکنفس سر میں ہے کام تمام
رکھے ہے آئینہ دل حباب سے نسبت

بجا ہے نغمۂ داؤد کو اگر دیجے
صدائے بربط و چنگ و رباب سے نسبت

جنہوں کو نیند نہ آتی تھی فرش مخمل پر
اونہوں کو اب ہے نہ خاک خواب سے نسبت

پتنگ شمع کے صدقے ہے جانی اوسکی بلا
چکور کو ہے اگر ماہتاب سے نسبت

لبوں سے اوسکے ہے کیا کام جام مے کو نصیر
عجب ہے یہ کہ ہو آتش کو آب سے نسبت

سر پہ رکھے تاج شگوفہ ہے وہ افلاک پرست
دانہ ساں مزرع دنیا میں جو ہے خاک پرست

دیدۂ دام محبت سے لگائی ہے نگہ
ہوں نہیں صید کہ عشق میں فتراک پرست

نخوت عشق میں معشوق سے ہے جذبۂ عشق
یہ غلط ہے کہ نہو عاشق بیباک پرست

نرگس آسا ہر ایک انگشت پہ پیمانہ ہے
ساقی اس دور میں ہیں ہم بجز تاک پرست

آستیں صرف نہیں دامن و جیب و رومال
چشم بد دور رہیں کیا دیدۂ نمناک پرست

کیا ہے اعجاز جلا دینے میں فیروزے کی
کب تمنا سا ہے جلا دینے میں حکاک پرست

کام آزاد کو ہے خلعت عریانی سے
جس لباسی کو ہے دیکھئے ہو پوشاک پرست

نہ بڑھ کر اسقدر اے آتش گل کہیو نصیر
آشیانے کیلئے ہوں خس و خاشاک پرست

٤٧

بچپائے گا غنچہ بھی یہان کھول کے مٹھی | کیا جانئے کیا ہے خط تقدیر سر دست
رکھ طایر دل کو مرے صیاد قفس مین | ٹھہرے ہے کوئی مرغ ہوا گیر سر دست
مہتاب ہے اس افعی گردون کے اثرات | لبریز رکھے ہے قدح شیر سر دست
مژگان سے بچے دل تو نگہ اوسکی بچہوڑے | سو تیر ہین ترکش مین تو اک تیر سر دست
آدم کی ہے بنیاد حباب لب دریا | ہیہات کہ ہستی کی ہے تعمیر سر دست
آغشتہ بخون ہے رگ برگ گل ریحان | شب دیکھ حنا کی تری تحریر سر دست

برباد نصیر اپنے نکر اشک مسلسل
رکھ سمجھ یہ اے عاشق دلگیر سر دست

عالم مین اوسکے کیون نہو مشہور پشت دست | رکھتا ہے مثل آئینہ پر نور پشت دست
حسرت سے باغ دہر مین ساقی ترے بغیر | مارے ہے برگ ریزی انگور پشت دست
ساقی کی سیر دیکھیو میخانے مین ادا | سو تلے ہے رکھ بدیدہ مخمور پشت دست
آغشتہ جبکہ یاسے ہو رنگ حنا ترے | مارے نہ کیونکہ وہ برخ حور پشت دست

اوس گلبدن کے عشق مین رکھتے ہین ہم نصیر
جون برگ لالہ داغ سے معمور پشت دست

مژدہ گل باغ مین اب دے ہی گو ما کر بسنت | ہم اسیران قفس کو کون لا کر بسنت
زرد جوڑا پہنکر عالم کو زخمی کر دیا | رنگ ہولی کا مچایا اوسنے دکھلا کر بسنت
حیف عاشق ہی گلے کا ہو گیا اوسکے نہ ہار | طرۂ دستار معشوقان ہوے آکر بسنت

چل دل اوس کوچے مین فوج اشک چشم تر سمیت
بادشاہ ملک تن ہی تو نکل لشکر سمیت

کیون نہ ہم شیشہ کو ٹپکین باغین ساغر سمیت
توڑتا گلچین ہے غنچہ کو گل احمر سمیت

خال کو دیکہا ہے دل تونے لب دلبر سمیت
شکر للہ کر بلال آیا نظر کوثر سمیت

دیکہی آدہی رات کو مانگ اوسکی جب جہومر سمیت
کٹ گئی تب کہکشان دنبالہ دار اختر سمیت

زلف مشکین تحت مین کر دل خط دلبر سمیت
کشور تاتار نے سر کر کے عنبر سر سمیت

دیکہے اے قاتل کمر کو تیری وہ خنجر سمیت
جسنے عنقا کو کبہی دیکہا نہو شہپر سمیت

چشم وہ کیا ہے کہ جسمین ایک بہی آنسو نہین
آبرو تب ہی صدف کی جبکہ ہو گوہر سمیت

قشقہ اوس بت کے جبین پر جون الف یا نہین
دیکہہ لو شق القمر انگشت پیغمبر سمیت

آنسوون کے بوجہہ کی لائے نہ مژگان تاب ہائے
عاقبت ٹوٹی رسن طفلان بازیگر سمیت

ابروے پرخم کے پہلو مین بنا کاکل کا خال
اے قمر طلعت نکلتا ہے اختر سمیت

ناف کے حلقہ سے بچ اوس بحر خوبی کے دلا
ڈوبتی کشتی ہی اس گرداب مین لنگر سمیت

حسن سی آگاہ گر مغرور خوبان کو کیا
گاڑہی دیتا تہا آئینہ کو اسکندر سمیت

ہے نمود خط تری رخ کی اوٹہا درخ سی زلف
رات کو خوبی ہی ہالہ کی مہ انور سمیت

سوزن بے رشتہ آسا پہر نہ ڈہونڈا پاؤ مین
گر نہو تار نفس میرے تن لاغر سمیت

گو ہین یار و پیر ہم پر عشق سی خالی نہین
رکہتے ہین خاکستر افسردہ کو اخگر سمیت

ذکر کسکے جامہ زیبی کا چمن مین اے صبا
کی جو سو ٹکڑے قبا ہر گل نے بالا بر سمیت

مین خط پشت لب دلبر کے ہون کوسی خوش
زہر بہی اوسنے دیا یارو تو ہان شکر سمیت

۴۹

دلکو رُدون یاکہ مین ہراستخوان تن کو عشق — نیستان ہہو نکلے ہے تونے آہ شیر زر سمیت

پڑہہ بہ تبدیل قوانی اس زمین مین اے اضیار
دوسری بہی اب غزل مضمون تازہ تر سمیت

ذکر خطا اپنی زبان پر کہہ رخ جانان سمیت — یاد تفسیر حسینی کردلا قرآن سمیت

آبلہ گر مین دکہادون سینہ سوزان سمیت — ہاتہہ شیشون سے اوٹہا شیشہ گر دوکان سمیت

ہے چمن مین خندہ گل شبنم گریان سمیت — ساقیا دے ساغر می برق ہی باران سمیت

گر نظر خط پر دلا نیت لب جانان سمیت — خضر کو دیکہا ہو گر چشمۂ حیوان سمیت

اوس نے دل سینہ سے کہینچا تیر کے پیکان سمیت — آہ صاحب خانہ بہی آخر چلا مہمان سمیت

دل بہر آیا سرشک چشم تر اپنا نہین — ہم دکہاتے نوح کی کشتی کو ہین طوفان سمیت

زیب رخ خط سی ہی جانان خال کا نقطہ مٹا — زاغ کو بیچا نرکہہ طوطی خوش الحان سمیت

دیکہتی کیا ہے دل بلبل مین اے باد بہار — تیر شاخ گل لگا غنچے کے تو پیکان سمیت

ایک بوسہ کے لئے اتنی بہی ہٹ لازم نہین — نقد دل کیا مال ہی حاضر ہون تمہی جان سمیت

بعد مجنون سنکے چہکے یہ میرا دیوانہ پن — مین ہوا ان اشکون سے دولت لشکر طفلان سمیت

ترک چشم یار ہی گر شہرۂ آفاق ہے — قوس ابرو کو رکہے ہی ناوک مژگان سمیت

مہ جبین دست حنائی مت دکہا کٹ جائگا — پنجۂ مہر شفق گون پنجۂ مرجان سمیت

مت اوٹہا رخ سی نقاب آینہ دکہلا زلف و خط — باغ مین غارت نکر سنبل کو تو ریحان سمیت

وہ ذقن مین اوسکے دیکہے اے عزیز دل مرا — جسنے یوسف کو نہ دیکہا ہو چہ کنعان سمیت

شیخ ابرو پہ ترے غش ہے یہہ دل آنکہون پر
اوسکو مسجد سے نہ ہے اسکو خرابات سے چہوٹ

المدد المدد اے خار بیابان وفا
قافلہ دور گیا رہ گئے ہم سات سے چہوٹ

ناخن تیغ ستمگر نے نہ عقدہ کہولا
قید ہستی سے کے نہین آہ صعوبات سے چہوٹ

کشور عشق مین ہے شور قیامت برپا
وان بھی کیجیے یارب جو ہو اس بات سے چہوٹ

شمع کو کیا ہی خزان سے کہ گیا جلکے یہ نخل
پہول سے پہل سے بری شاخ سے اور پات سے چہوٹ

سیکہ لے حرف نفی غنچہ لالا سے کوئی
اے صبا جسکے زبان تو اس بات سے نہین چہوٹ

لکہہ غزل جلد اسی بحر مین اک اور نصیر
جاے یہہ طایر مضمون نہ ترے ہات سے چہوٹ

زلف مشکین کی سانپ کے جو شب ہاتہہ سے چہوٹ
تا سحر حرف خطا لکے نہ ملی بات سے چہوٹ

خانہ چشم کی کیا خاک مرمت کیجے
طرفۃ العین نہین موسم برسات سے چہوٹ

کہکشان کشتی افلاک مین اک لنگر ہے
کس طرح جاے یہہ آدیدہ تر رات سے چہوٹ

گردبادانہ بہٹکتے ہین لئے خیمہ کو
اس طرح کوئی نہو نا اک بسر ساتہ سے چہوٹ

خط سے یہہ چشمہ حیوان لب یار رہا
دست دل آہ گیا دیدہ ظلمات سے چہوٹ

یاد آئی جو تری زلف چلیپا شب کو
دل گیا خواب پریشان کی خیالات سے چہوٹ

ہے یہی سوچ مجہے روز جزا آہ نصیر
کس طرح ہوگی گناہونکے مکافات سے چہوٹ

نہین کہلتا یہہ عقدہ نہجہ تقدیر کیا باعث
کہ کیون واشد نہین یہہ غنچہ تصویر کیا باعث

داماں وآستیں کے سوا کسکو یاد ہے — عاشق کے تیرے دیدۂ خونبار کا علاج

کھٹکے ہے دل میں کچھہ مژۂ یار اطبیب — کیا کیجئے آہ سرزنش خار کا علاج

رہتی ہے بند شام و سحر یہ کہ بن ترے — ہو کس سے چشم رخنۂ دیوار کا علاج

ق
پوچھا جو میں نے اپنے مسیحا سی ایکدن — یعنے ہے کچھہ بھی درد دل زار کا علاج

بولا نہ درد دل نہ تپ عشق ہے تجھے — بیمار ہو تو کیجئے بیمار کا علاج

ہاں ایک وہم ہی سو نہیں آجتک ہوا — لقمان سے بھی وہم کے آزار کا علاج

مرہم گئے دلے نہ کسی سے ہوا نصیب
اس زخم تیغ ابروے خمدار کا علاج

چمکے ہیں دانت یار کے دونے مسی سی آج — کوندی ہے برق ابر سیہ میں خوشی سی آج

ہے سرزمین حسن خس و خار خط سے پاک — جاروب ہے وہ زلف پریشان کی سی آج

کل کی کسی خبر ہے گلستان دہر میں — جو گل ہے مغتنم ہے جو گذری خوشی سی آج

بھولے سے تونے کیا گذر اک میرے گھر کیا — آیا ہوں میں بھی آپ میں خودرفتگی سی آج

دیکھیں وہ قد تو ارۂ شہر سے قمریاں — یہ قطع پائے سرو کریں اس خوشی سی آج

دریا دلونکی خاک میں مل جاے آبرو — مانگیں جو آب بحر سے تشنہ لبی سی آج

ہے پسلیونکا نقش مرے نقش بوریا — لوٹا ہوں فرش خاک پہ کیا بیکلی سی آج

سرگرم نالہ کونسا گذرا ہے اے نسیم — بہلے جو آہ سرد ہیر اوسکی گلی سی آج

خالی پڑا شکم ہے لب نان جوں ہلال — کسکو دکھائیے نہیں مطلب کسی سی آج

کیا جانے کیا مد نظر اوسکو ہے تجہہ سے	آئینہ جو حیران ہے بنا کر تری سج دہج

رکہہ یاد نصیر اپنے سے یہ بات کہ قاتل
ہووے گی نہین تا دم خنجر تری سج دہج

دیکہے تو جی لگے نہ ترا اپنے گہر کے بیچ	ہے ناچ پتلیونکا مری چشم تر کے بیچ
چلمن مژہ کی چہوڑ دی پیش رواق چشم	اے طفل اشک نکلیو مت دوپہر کے بیچ
اب رحم کر کہ تک اسکی بپتی پہ اے فلک	سوراخ ہے گہر کے ہمیشہ جگر کے بیچ
مضمون تازہ کچہہ دہن یار کا توڑہونڈہ	رہتا نصیر ہیچ ہے فکر کمر کے بیچ

دیکہے لیلی کے اگر زلف گرہ گیر کے بیچ	قیس برپا کرے غل خانہ زنجیر کے بیچ
مرغ جان کیونکہ نہ پرواز کرے دہشت سے	حلقہ دام ہین اوس جوہر شمشیر کے بیچ
اوسکے پہندے سے کوئی نکلے خدایا کیونکر	آہ ہر بات مین ہو جس بت بے پیر کے بیچ
تجکو اے چرخ کہین دیکہہ دکہاونگا زمین	کہ جوان پر نہین چلتے ہین بل پیر کے بیچ
ہل سکے گا وزمین خاک کہ زنجیرین ہین	ریشہ بیخ درختان زمین گیر کے بیچ
اپنی صورت جو ہوا دیکہہ کے وہ دیوانہ	جوہر آئینہ سب بنگئے زنجیر کے بیچ
دل مین گہر گرچہ بتانکا ہی و لے کہلتے نہین	قفل صندوقچہ مخمل تصویر کے بیچ
شیخ کو وجد ہو محفل مین نہ کیونکر یارو	کہینچتے دلکو ہین آواز مضامیر کے بیچ
موج سبزہ کی طرح سے خط رخسار بتان	بخدا پیش نظر ہین تری تحریر کے بیچ
رشتہ شمع کے مانند جلے ہین عاشق	تا فلک پہنچے ہین آہ دل دلگیر کے بیچ

لکھہ غزل اک اور رنگین اس سی بھی بہتر نصیر
اس زمین کی کھب گئی ہی دلمین کھیانکی طرح

چشم تر مین لخت دل اسی یون ہی مژگانکی طرح
آب دریا مین ہو جون سرو چراغانکی طرح

اشک گلگون سے نہ تر کر اپنے دامانکی طرح
گرد ہو جا گی باغ نو افشان کی طرح

سا قیامت یوچہ کچہہ تجہہ بن چمنمین صبحدم
غنچۂ لالہ لگے ہے مجکو پیکان کی طرح

روز و شب جاری رہی ہے آب سیل اشک آہ
روزن کشتی ہی ہی چشم گریان کی طرح

ہاتہہ پر گل کھاکے ہمنے دیکھہ ہا تون ہات آج
اے صبا ڈالی بنائی ہے گلستانکی طرح

ڈوب جا رشک سی ہو پانی پانی اے عزیز
دیکھے گر یوسف ترے چاہ زنخدانکی طرح

جم گیا ہی روتے روتے کیا یہہ خوناب جگر
پنجۂ مژگان ہی دیکھو آج مرجان کی طرح

زور اشک سرخ تو نے آج دکھلائی بہار
جون رگ گل ہی مرے تار گریبانکی طرح

ہون ہوا خواہ بیابان بعد مجنون گردباد
دلمین کھٹکے ہے مرے خار مغیلانکی طرح

روز و شب ہی کیا خیال چشم جانان کے نصیر
یک قلم دل بن گیا ہے نرگستان کی طرح

سمجہہ اور بوجہہ کر اے شیخ ہمنے دور کی تسبیح
دکھلانیکے لئے لوگونکے مت رکھو زور کی تسبیح

جہان سی نام حق کا لیکے اپنی راہ اک سولی
انا الحق تا دم آخر رہی منصور کی تسبیح

عبادت روز و شب کرتے ہین جنت کے لئی زاہد
پڑہین ہین بے سبب کب خالق غیور کی تسبیح

لگے ہی یاد مجکو بے طرح سے خم دختر رز کی
بنایا چاہتے ہے اب دانہ انگور کی تسبیح

جون مہر کہلنے دیتی نہین آنکہ خواب سی
جان مسافران کی عدو ہے ہوائے صبح

رکہتی رخ نگار سی ہے تو مشابہت
کیونکر نہ میرے دلمین تری ہو وجائے صبح

سرگرم مہر غیر سے ہی وہ سدا رہا
ہر چند ہمنے نقش بہی لکہہ کر جلائے صبح

خاک اس کی دوستی کا کرے اعتبار مہر
پٹکے زمین پہ شام کو سر پہ چڑہائے صبح

شکر خدا کہ مین نہوا آج تک دلا
ممنون نالہ شب و آہ رسائے صبح

پہرتے نہین ہی کاسہ بکف مہر کی طرح
ہر روز بن کے کوچہ بکوچہ گدائے صبح

ہم وہ فلک مین اہل توکل کہ مثل ماہ
رکہتے نہین ہین نان تشبینہ برائے صبح

ہے الفت دلی مجہے طفلی سی تیرے ساتہہ
اے یار مہر طلعت و رونق فزائے صبح

کہتا تہا شب کو خواب مین رخ دیکہہ کر ترا
والشمس کا شکے مجہے ملا پڑہائے صبح

افسوس ہے کہ جلد شب وصل کٹ گئی
اور بولنے لگے ہمہ سو زاغہائے صبح

کوئی تو کیا اسے یہی کہنا مرا ہے بس
ہجر انکی اپنے آگے الٰہی یہ بائے صبح

غم الوداع شام جوانی کا کیون نہو
پیری کی اے نصیر یہ جب منہہ دکہائے صبح

نلے سی لیکے دل نے نئی یاد کی طرح
ہردم نئی نکالے ہے فریاد کی طرح

یکدست جا من رگ جا نمین ترے مژہ
ڈوبے رہی ہے نشتر فصاد کی طرح

اصلاح خط کو دے ترے آئینہ کیا ہے منہہ
اس خط سی ملتی ہی خط اوستاد کی طرح

کٹتا ہے کوئی آ مکے تیشہ سے کوہ غم
مر مر گئے ہین سیکڑون فرہاد کی طرح

مردمان کیا دیکھتے ہو یہہ نہین لخت جگر | ق | کچھہ مرے ہمراہ اشک دیدۂ نمناک سرخ
دل نے فوج عشق سے اوسکے جو پائی ہی شکست | | لے چلے ہین تھیلے اب ہرکارے ہاڈاک سرخ

زیب دستار بتان اک روز ہوویگا نصیر
ہے برنگ گل ترا بھی یہہ دل صدچاک سرخ

تھی زلف یا سنبل خلد برین کی شاخ | بالی سے موتیون سے بنی یاسمین کی شاخ
بے فیض آہ پہولتے پہلتے نہین کبھی | سرسبز کسنے دیکھی ہے گاو زمین کی شاخ
از بسکہ نخل سوختہ ہے شمع انجمن | پرداغ عشق سی ہے گل آتشین کی شاخ
شاخین تری ہوین گل بادام کے ہین دو | ہم چشم اس سی کیا ہو غزالان چین کی شاخ
نخل حنا ہے رشک سی جلتا ہے دیکھکر | دست حنائی صنم نازنین کی شاخ
ہر گل کی باغ دہر مین با صد زبان برگ | تعریف کر رہی ہین جہان آفرین کی شاخ
ڈہونڈے زمین پہ گوشہ نشینی ہلال چرخ | دیکھے اگر کمال بت مہ جبین کی شاخ

کیا سرخ خون دل سی ہے اپنی مژہ نصیر
مرجان کے نخل نے بھی یہہ پیدا نہین کی شاخ

یہہ نخل جائیگی اکدن تری چڑہائی چرخ | گر کبھی تجھہ سی زمین ہمنے بھی پنوائی چرخ
گردباد انہ ہوا خواہون سے اپنے تو نے | عاقبت خاک ہر اک دشت کی چھنوائی چرخ
مہر مت سمجھو کٹورا ہے سنہری اسمین | قابل سیر ہے جون گنبد مینائی چرخ
سرفرازی تری معلوم ہوئی تہ کر کہہ | تو یہ نو پارچہ کا خلعت رسوائی چرخ

٥٧

تو لب خندان ہو تو مین چشم گریان کیون نہون
برق خشک ن سے تو ہوتی ہے یار انکی نمود

فصل گل آئی ہے اور ساغر بہرے ہے دہیان
ہی ہوا پر اندنون اس چشم گریان کی نمود

ابر دریا یار کیا باندہے ہے دریا پر ہوا
ہو رہی ہے اندنون اس چشم گریان کی نمود

عہد پیری مین کہلی ہے چشم غفلت آ کے افسوس
صبح کو ہوتی ہے بیچ مہر درخشان کی نمود

کاش ہو جائین مرے دیدۂ تر بند کے بند
کہ وہ رکہتا ہے سدا روزن در بند کے بند

سر قاصد کو مرے گر نہ قلم کرتا وہ
بہیجتا لکہہ کے اوسے شام و سحر بند کے بند

دیکہنے دے اسے گلہای چمن کو صیاد
دیدے بنکر تو نہ کر بلبل پر بند کے بند

کرے ہے کہیت کو سبز ابر نیلگون کی بوند
عجب ہے رحمت باری بہیگون کی بوند

کرے عروج پہ خاک اپنے ناز فوارہ
کہ سر کے بل گرے ہے آب اثر گونکی بوند

زبان تیشہ کی نشتر کا تہا یہ ڈر فرہاد
نہ نکلی خون رگ سنگ بے ستونکی بوند

پڑین نہ سینۂ دریا پہ ہوجائے حباب
عرق کے ٹپکے مرے گر تپ درونکی بوند

کمی کی تو نے بیابان مین ورنہ نشتر خار
کہلاتی گل مرے خون سگ جنونکی بوند

الٰہی میری دعا تو قبول کر اسوقت
پڑے نہ کوئی سحاب سیاہ گونکی بوند

ہوا یہ ہمسری کرنیکو چرخ سے نکل
ہوئے ہے آج مرے یار ذوفنون کی بوند

یون تصور ہے ترا دیدۂ پر آب مین بند
جون شناور ہو کوئی حلقۂ گرداب مین بند

گرچہ لسان وہ تہا ایک پر اوسکو ہمنے
دو ہی باتون مین کیا محفل احباب مین بند

فرش خاکستر پہ منعم ایکدن سونا ہے دیکھ
منزل آسایش دنیا ہے غافل چند روز

مسند زرین بچھا مت اور نہ کر ایوان سفید
کام وہ کر جس سے گھر ہو عاقبت کا ہان سفید

لال جوڑا بر میں گر اوس شوخ کے دیکھے نصایں
پیرہن تہ کر رکھے اپنا مہ کنعان سفید

کیوں نہ کہیں بشر کو ہم آتش و آب و خاک و باد
قدرت حق سے ہیں بہم آتش و آب و خاک و باد

اخگر غنچہ آب جو گرد چمن نسیم صبح
ہیں یہہ گرہ کشاے غم آتش و آب و خاک و باد

حقہ کو اہل معرفت کیونکہ نہ سمجھیں ہمدم اب
یہہ بھی رکھے ہیں بیش کم آتش و آب و خاک و باد

سوزش و داغ آبلہ گرد الم شمار دم
ہجر میں چاروں ہیں بہم آتش و آب و خاک و باد

برق و سحاب گرد باد دشت جنوں میں ساتھ ہیں
ہیں یہہ سبکے رفیق دم آتش و آب و خاک و باد

روے و عرق غبار خط جنبش زلف کی ہوا
چاروں ہیں دل کے ہمقدم آتش و آب و خاک و باد

چشم میں آتشیں ہیں اشک دل میں غبار آہ سرد
دونوں سے لیتے ہیں جنم آتش و آب و خاک و باد

مجکو جدائی کیلئے رکھتے ہیں گھیرے دمبدم
تیرے یہہ عشق میں صنم آتش و آب و خاک و باد

کیوں نہ حواس خمسہ کم اہل سخن کے ہوں نصایں
تجھسے ہی بس ہوے رقم آتش و آب و خاک و باد

نامہ بر کیوں نہ وہاں پہنچے یہہ اوڑکر کاغذ
نامۂ شوق کا ہے بال کبوتر کاغذ

کس گنہگار کے نامہ کا ہے دلبر کاغذ
تو جو قینچی پہ چڑہاتا ہے یہہ لیکر کاغذ

عکس مژگاں سے تیرے صفحہ آئینہ کا
یکقلم دیکھہ رکھے ہے خط مسطر کاغذ

شوخئ چشم جو آئی تری اے یار نظر | رم آہوے مری اوٹھ گئی یکبار نظر

سرمہ آلود تری کیا ہے یہہ دلدار نظر | تیر خاکی کی طرح دل لگی ہوئی یار نظر

تیرے عارض پہ کہان خط سیہ نکلا ہے | ابر آتا ہے ہمین مونہہ پہ دہنوادہار نظر

خال چشم ایک یہہ تعویذ نظر ہے تیرا | چشم بد دور لگی کس کی تجھے یار نظر

حلقۂ زلف ہی دل جہانکی ہی یون رخ پہ تری | جون کرے سوے چمن مرغ گرفتار نظر

وادی قیس مین آنکھون سے قدم رکھتا ہون | چشم پر آبلۂ پا پہ نرکہہ خار نظر

دامن ابر مژہ ہے گہر اشک سے پر | تجھہ پہ کیا کیجیے اے ابر گہربار نظر

کھینچکر تیغ لگاتی ہی ددستی مژگان | اوسکی پڑتی نہین دل پر مری ہر بار نظر

دیکھہ کہتا ہون تجھے کیجو نہ زنہار نظر

دست کاری تری معلوم ہوئی دست جنون | جیب کا ایک بھی آتا نہین اب تار نظر

شمع نازان نہ ہوا سپہ کہ وبال گردن | ہمکو آتا ہے ترا طرۂ زرتار نظر

کیونکہ اک نیزہ پہ خورشید آکر ٹھہرا | یہہ قیامت کے ہمین آئی ہی آثار نظر

کہوج کیا دل کا مگے کاکل جانان مین نصیر
کام کرتی نہین یعنے شب تار نظر

نرکہتا ہے طفل اشک کے ہیہات چہاتی پر | کہ نور چشم تہا یہہ لوٹتا دن رات چہاتی پر

یہہ خط کہکشان کہتی نہین ہے رات چہاتی پر | نکالی اس نے ہی سیدہی رہ ظلمات چہاتی پر

سپر کردہ ابکی روکی نہ کیون دریا کہ ای ساقی | خدنگ تا بارش چہوٹی ہی برسات چہاتی پر

بلبل کے حق مین تنگی صیاد خود بہار
باندہے ہی رشتہ رگ گل سے ندان پر

جلتا نہین کچہہ عشق کی آتش سی داغ دل
آنسو بھی آبلہ ہے مژہ کی زبان پر

گذرا جو وہ رخ عرق آلود سے کہین
یک لخت اوس سیر کئے کچہہ گلستان پر

ق

اے نامہ بر جواب دے کچہہ میری بات کا
انکھان ہوکے ہاتہہ نہ رکہہ اپنی کان پر

گر اوس نے خون پر نہین باندہی کمر تو کیون
نامہ لکہا ہے یہہ ورق برگ پان پر

دنیا ہے فاحشہ نہ لگا اس سے دل نصیر
مرتی ہے پیرزال یہہ ہر نوجوان پر

زلف کا حلقہ وہ جب بالا گوش آیا نظر
حلقہ چشم پری حلقہ بگوش آیا نظر

خواب راحت مین ہر اک مجکو خموش آیا نظر
دامن روز مین بھی پردہ پوش آیا نظر

رخ پر خط ار کہنا تمہین دیکہو بہر صورت ہی کفر
خانہ کعبہ مین پہر سبزہ فروش آیا نظر

بام پر اپنے ہوا کیا جلوہ فرما رشک مہ
آفتاب حشر بھی خانہ بدوش آیا نظر

دور ساغر ہے بعینہ گردش چشم بتان
ہوش مین ہمکو نہ کوئی اہل ہوش آیا نظر

بزم تصویرات کا ہے اوس ہی کچہہ رنگ ڈہنگ
عالم حیرت مین جو دیکہا خموش آیا نظر

کسنے یہہ برپا کیا ہنگامہ محشر دلا
ایک عالم پر بر شور و خروش آیا نظر

سیر گلگشت چمن کو ہوگی گلگون پر سوار
صبح دم گلشن مین کیا وہ بادہ نوش آیا نظر

گل ہی کچہہ تنہا نہین ساغر بکف وہان ای نصیر
یعنے ہر غنچہ بھی مجکو خم بدوش آیا نظر

مثال آئینہ روشن ضمیر ہم ہین نصیر
رہے ہی اہل کدورت کے زنگ سینے پر

رکہتا ہون گر زلف بتان کیا زبان پر
مارے ہی موج عشق کا دریا زبان پر

فوارہ سان نکلتی ہے ہر دم لبون سے آہ
یہانتک ہی تشنگی میری پیدا زبان پر

الفت یہہ ہی کہ خار مغیلان بھی بعد قیس
رکہتا ہی وصف دامن صحرا زبان پر

سرگرم نالہ یہہ ہوئی بلبل کہ پڑ گیا
شبنم سے برگ گل کا پہولا زبان پر

ہر کام پر ہے وہ تری ٹہوکر مین یہہ اثر
رکہتا تہا معجزہ جو مسیحا زبان پر

جو غنچہ باغ دہر مین جز مہر خاموشی
آتا نہین ہے حرف تمنا زبان پر

یون چہپے نکر کہ مبادا ادا کرے
صیاد تیری بلبل شیدا زبان پر

شب موج دود شعلہ آتش نہین ہی یہہ
مارا سیہ ہی شمع کی گویا زبان پر

سوتی پرے ہوئے ہین تری دندان کی وصف مین
تہا کہکشان کی کب یہہ ثریا زبان پر

اقرار وصل یار سے امروز تہا نصیر
لایا وہ لیک وعدہ فردا زبان پر

فوج اشک اب ہو نہ کیون دیدہ تر سی باہر
علم آہ جو نکلے ہے جگر سے باہر

بت بہمر کو ایکذرہ نہ جون بحر ہے چین
شام تک صبح سے پہرتا ہی وہ گہر سی باہر

سر بلندی کی ہوا پر عبث ابہرے ہے حباب
طرفۃ العین مین یہہ ہو جائیگا سر سے باہر

قفس چرخ مین رکہتا ہی بہت دام اپنا
یا الہی کوئی اب نکلے کدہر سے باہر

فقیرونکی نہین دلمین سوا تخت سلیمان کی
چڑھی رہ حرص تو اب طالب دنیا کی چھاتی پر

نصیر اب تک کچہہ نامحرم ونکا ڈر نہین شاید
لگا دیتا ہی ہاتھہ اوس انجمن آرا کی چھاتی پر

ہی خط چین جبین سوا ابروی دلبر کی قدر
مردمان ہوتی نہین ہی تیغ بے جوہر کی قدر

خال پیشانی سے تیری ہمسری کیونکر کری
چرخ پر چندان نہین ہی مہ جبین اختر کی قدر

سیکڑون مر مر گئی ہین کوہکن سی عشقمین
جان شیرین جو کر دی جائی وہی پتھر کی قدر

دور یہہ تیرا ہی اس دور مین ساقی مدام
کیا کوئی کمظرف سمجھی شیشہ و ساغر کی قدر

سر اوٹھائون کیونکہ مین جا ہی ای کبک دری
یہہ سر ژولیدہ میرا یار کے ٹھوکر کی قدر

اپنے آنکہون مین جگہہ نرگس نے دی ہے یکقلم
ای ہوس اسقدر ہی دیکہہ سیم و زر کی قدر

خاکساری کو سمجھتے خوب ہین اہل صفا
دل سو آئینہ کی پوچھی کوئی خاکستر کی قدر

طایر بسمل تڑپنا اس سے سیکہا ہے یہان
برق کیا سمجھی ہے تو میرے دل مضطر کی قدر

مت مکدر اس سے ہوا ئے مایل غفلت یہان
عاقبت معلوم ہوگی خاک کی بستر کی قدر

جب اسیر دام ہوگا طایر دل تو یہان
تب تجھی معلوم ہوگی اپنی بال و پر کی قدر

دیدۂ انصاف سو ٹک دیکھکر یہہ بات کہہ
آگے تیرے لب کی کیا ہے سر اشک تر کی قدر

گرچہ ہی تو لعل تر یہہ بھی در شہوار ہے
تجکو اپنی لعل کی ہی مجکو اس گوہر کی قدر

داغ کہائی ہین جو اوسنے اپنی چھاتی پر نصیر
اسلئے ہی عاشقو نمین لالہ احمر کی قدر

در پئے طایر دل ہی تری شاہین چشم
سر لٹا شمع کا یون سلنے اور تسپہ پتنگ
بچۂ مہر نہین بیضۂ گردون سے سحر
دو دو ابرو کا ترے رشک چمن کرکے خیال
پر کہان دام تحیر سے رہائی اسس کو

ق

تا بارش سے ہر ایک مرغ ہواگیر کے پر
لگے ایسے یہہ نہین سر یہ تحریر کے پر
نہوے آہ گلوگیر بھی گلگیر کے پر
مرغ زرین کے نکالین ہین یہہ تعویز پر
گو نکالے ہین یہہ ہمنے دل دلگیر کے پر
پھر پرواز نہین بلبل تصویر کے پر

کیا غزل اب کوئی بکدست لکھے ایسی نصیر
راستی یون ہی کہ جلتے ہین یہان سیر کے پر

رنگ زرد اپنا ہا یون دل ہمارا کھینچکر
دوستی پر تیری آئے دھقان پسر پھر پڑین
سر بلندی پر ابھرست ایکدم کی ای حباب
پھر لچکتی ہی کمر کی آکے اوسکی شاخ گل
خال رخ سی تیری شکوہ چرخ پر آے رشک ماہ
خندہ زن کس منہ سے ہی مرد دل صد چاک پر
زال رعنا ہمسی جون سیماب تو اوڑتی ہے کیا
جائے حیرت ہی کہ آئینہ نے صاف اب یکقلم
غیر مقناطیس جس دل کی ہے آہن بر زر

کہربا جون خس کو ہے آشکارا کھینچ کر
کیون فلاخن سی مجھے ایک سنگ مارا کھینچ کر
بیٹھہ رہ بحر جہان ہین تو کنارا کھینچ کر
اسکا خمیازہ رہیگی تو دوبارا کھینچ کر
آگیا دور آنکو گردش مین تارا کھینچ کر
پوست اب تیرا رہوگا ای ہزارا کھینچ کر
مار رکھینگے تجھے خام یارا کھینچ کر
صفحۂ دل پر ترا نقشہ اوتارا کھینچ کر
سچ ہی کب لیجاتی ہین یہہ سنگ خارا کھینچ کر

مار کہاؤ گے تم ایسی کہین باتون سے نصیر
دل لیا زلف نے رکھتے ہو پھر آنکھون پر

تیر مژگان سہم اس دلبر لگا دو چار پھر
اسقدر ابرو کمان پر ہمسے مت یکبار پھر

جیب و دامن ہی نہین دست جنون سے تار تار
رہ گئی دستار مین ہے ناصحا دستار پھر

کل تو مجھ سے کر ادا سے کٹ گئی نرگس صبا
سامنے کرتی ہے آنکھین آج یہہ مردار پھر

کب کسیکا ساغر دل ٹوٹ کر تجھسے بنا ہے
چاک کی مانند مت اے چرخ کج رفتار پھر

ہم نکلتے تھے پھر اس چشم دریا بار کو
رو دیا اے ابر تو نے آخر اپنی بار پھر

گر ہوا ہے ہرزہ گردی ہے تجھے اے گردباد
تو مرے گرد آنکر صحرا مین جون پرکار پھر

گوہر اشک اور لعل لخت دل اے مردمان
اب لگی رکھنے نظر مین جو یہہ چشم زار پھر

مجکو کیا سوجھی ہے شاہد عشق کے سرکار سے
انکون اسکو ہوا ہے جوہری بازار پھر

شکوۂ دور فلک بیجا ہے کرتے ہے نصیر
بخت برگشتہ سے اپنے پھر گیا دلدار پھر

مسی مالیدہ دندان مین وہ شک پانسی سب اخگر
کہ اختر یاد مین اونکی لگی ہے وقت شب اخگر

یہہ ہے اوس شعلہ رو کی حسن کی گرمی غضب اخگر
جو تو دیکھے تو جو گن ملکے خاکستر ہوا اب اخگر

نہین یاقوت کی نگمہ کی آئینہ مین مت دیکھو
مبادا ایکدم مین پھونکدے شہر حلب اخگر

جھمک سے دامن مژگان بلبل کی گلستان مین
صبا ہر غنچہ گل کیا نظر آتا ہے اب اخگر

قبای سرمئی سے گردن تیرا کبھو سے جھلکے
ندیکھے جامۂ خاکستری مین اپنی جہب اخگر

کھلا ہی کی تری تا بفلک دہوم ہے یہ — ...شیدکی دستار نہ پائی سر پر
آہ نے پہونک دیا ہے مراد امان [illegible] — دل خبردار کرے کیون نہ ہوائی سر پر
یاد اوس زلف جا[illegible] یا ہمدم — اک بلا یہہ نئی سر سے مرے لائی سر پر
بے حجاب اوسکو لب [illegible]م پہ گردون نے دیکہہ — رات کو چادر مہتاب اوڑہائی سر پر
دم بہر باغ چمن کیون نہ ہوا خواہی کا — شاخ گل جبکہ صبا تو نے جہکائی سر پر
ہمسری کرکے یہان تو نے عبث شانے سی — مول لی اے دل صد چاک لڑائی سر پر

عاقبت لے نگیا یہان سے تہ خاک نصیر
گ[illegible]

[illegible]
کیا عوس ہو عوی [illegible]بت [illegible]یر [illegible]
ناقص کو ہو کامل کا نہ کیونکر اثر فیض — تانبا بہی تو بنجاے ہی اکسیر سے اکسیر
ہے تاج زر اندوہ وبال سر ہر شمع — سرگرم سخن ہی ہی گلگیر سے گلگیر
وحشت اسی کہتے ہین کہ غل کرتی ہی برپا — دست دل وابستہ زنجیر سے زنجیر
کہتا ہے زمرد رقم اوسکے خط ورخ دیکہہ — کس منہہ سے ملاؤن تری تحریر سے تحریر
گو تیغ بکف برق ہے پراے نگہ یار — کیا تاب لڑا دے تری شمشیر سے شمشیر
پہر بوسہ جو مانگون تو زبان کاٹو میری — اب تو ہوئی اس مورد تقصیر سے تقصیر
جبتک نہو تدبیر سے تقدیر موافق — بن آتی نہین صاحب تدبیر سے تدبیر
مٹتی کسی عنوان نہین لوح جبین سے — لکہی گئی جو کاتب تقدیر سے تقدیر

زلفین اولجھ رہی ہین بہم روئے یار پر
اے شانہ تو یہ قصہ کہین انفصال کر

کس کام آیگا تن کا ہیدہ یہہ مرا
دانتو مین لیکے کوئی نہ تنکا خلال کر

صاحبو لو ذرا تو حقیقت مری سنو
سینہ سے لیگیا ہی کوئی دل نکال کر

سچ ہے کہ وہ عذاب سے دنیاکے چھٹ گیا
ہستی سے جو عدم کو گیا انتقال کر

آئی ہے کیا خزان کہین اے شبنم چمن
توگولیان جو ڈالے ہے سانچے مین ڈہال کر

لگے گی دم مین سر جنگ زمانہ سنر اوچہلنے پر
نہاتا سنمو فوارہ سان اوچہلو خزانے پر

کمربندی ہے مشاطہ نے وہان ابرو بنانے پر
چلے گی ہمسے تلوار ایکدن آنکہین لڑانے پر

ہوا خواہو مین کون ایسا ہی ما تدار مجنون کا
بگولہ اب تلک بھی مستعد ہی خاک اوڑانے پر

ادبھتا ہی تری کاکل سی دست انداز یہہ ہوکر
دل صد چاک کا میرے نہ کیون ہو دانت شانے پر

تبسم سے ترے تبخالہ لب کو ضرر کیا ہو
کہ جز خرمن نہین گرتی ہے بجلی ایک دانے پر

دل اوسکا سنگ مقناطیس ہی مین ناتوان سوزن
نہ ٹہیرون گر کہین آجاے وہ دل کے چھپانے پر

جواب نامہ کو کیا روؤن قسمت کا لکھا دیکھو
کہ وہان بندہوا دستی میرکبوتر کے قفس نے پر

ریاض دہر مین ہنا ہی خاک اہل تواضع کا
کہ شاخ پر ثمر کہاتی ہی پتہر سر جہکانے پر

مجھے پانی سی پتلا گل کرے گا قطرہ شبنم
نگر مرغ چمن کے ژالہ بارے آشیانے پر

نصیر اسکا بہروسہ جو کرے وہ محض نادان ہی
بنائے ہستی فانی ہے دم کے آنے جانے پر

از بسکہ داغ ہی دل زار سر بمہر
بیچون جو لے یہ جنس خریدار سر بمہر

ہوا خواہ نہیں اتنا تو کوئی ہو بعد مجنون کے | بگولہ دشت مین جاروب کے دہی خاک مجنون پر
نہ رنگ ان مین دہوپ مین ذرے نہ تابندہ | اتو سے ہی جلا بسے کی کیا دامان ہامون پر
الف کہینچے ہوے نکلے ہی اتبک باسر عریان | کسی آزاد کا سایہ پڑا ہے سرو موزون پر
نہ سمجہو دانہ تسبیح کو نے ہین یہہ زنجیری | کمر باندہی ہے زاہد لشکر عصیان کے شبخون پر
بڑی ہے عشق کے رتبہ کی نوبت تیرے عاشق کی | بظاہر گو نہین نوبت ہی اوس بالین مفتون پر
چمن مین ہین یہہ جو موج نکہت گل تازیانہ ہے | برا شہسوار ہی کون ہی سر گرم گلگون پر

نصیر ایسی غزل تو نے لکہی ہے مرحبا تجہکو
کہ سنکر لوٹتے ہین اہل معنی تیرے مضمون پر

عیان ہی کیا ترے قامت سے آسمان کی سیر | دکہاے کان کے بالے نے لامکان کی سیر
تک آکے دیدہ عاشق کے کرمکان کی ... | ...
... | کہ بس کی ہو میان ملک اصفہان کی سیر
اوٹہاؤ رخ سی نہ زلف سیاہ کو اب تم | خوش آتی ابر مین ہی باغ و بوستان کی سیر
سوا ہے دل ترے مژگان سی کون روکش ہو | جو شیر ہو سو کرے دشت نیستان کی سیر
متاع لخت جگر لیچلین نکیونکر اشک | کہ ہی جہان مین مشہور کاروان کی سیر
ہنسے نہ کیونکہ مرے دیکہنے سی اب وہ شوخ | کہ اوس کی ہی ابہی کشت زعفران کی سیر
نہین ہین سیخ سرشک اب یہہ میرے دامن پر | کرون ہون تختہ گلہاے ارغوان کی سیر
نصیر اوس بت کافر کی آن نے واللہ | چہڑا دی دل سی مرے آن مین جہان کی سیر

موسم گل مین بندہی ہیہات اوس بلبل کے پر
پھولنے میزان شاخ گل مین تہے جو گل کے پر

ترک صید افگن نہ آیا ناوک اندازی سی باز
سہم کر قاتم نے ڈالے دشت مین کالے کے پر

مرگیا عاشق ترا اخلاص مین وا حسرتا
تو نے تربت مین نرکھے جبکے ڈہیلی قل کے پر

رخصت اے فصل خزان گلشن مین بکر کیا کرون
برگ گل اوڑتے کہین ہین اور کہین بلبل کے پر

شامت اے صیاد ہی اوس مرغ دست آموز کی
جسکے تو ہیہات باندہی تار سے کاکل کے پر

یہہ نہین ہی خط سبز اے ہمد موطا وس کا
مصحف رخسار مین ہے میرے رشک گل کے پر

کیا ہوا دار و نمین گل کے ہین یہ مرغان چمن
جہلتے ہین گرمی مین ٹہہا کہول سر گل کے پر

ہمنوایان چمن رونیکی جا ہے کیا کہون
مرغ جو نالہ کنان ہی سر پہ رکہہ گل کے پر

تاب پرواز آہ تا بام قفس اونکو نہین
آج صیاد جفا پیشہ نے کترے گل کے پر

اور پڑہتا ہون غزل اس بحر مین کرم ای نصیر
جلتے ہین یان مرغ طبع طالب آمل کے پر

خواب راحت کیلئے تکیہ سی پہینک اوس گل کے پر
بہر دئے ہین خادمان عشق نے بلبل کے پر

سر پہ اے صیاد پہیلاتے تھی جو ہر گل کے پر
نوچتا ہی تو ہزار افسوس اوس بلبل کے پر

کہولکر بیٹھا جو ہو ہزار سر پہ جسد م گل کے پر
ہو گئے بلبل کے حقمین تیغ بہر بلبل کے پر

جان شیرین کیا بچے تیری طرح فرہاد آہ
کوہ عشق آکر گری جب جیسے ہل کے ہل کے پر

یہان خم ابرو مین لخت دل نہین اشکون کے ساتھ
بہتے ہین مرغابی دریا سے زیر پل کے پر

کیا کہون اے طفل دہقان فلاخن نے تجہے
ایک طائر نے نکھولے تیرے ماری غل کے پر

جلتا ہے جب زمین پہ کھڑاوین پہنکے تو
پیدا کرے ہے اے بت کافر ہلال چار

پانچون تواوس کے ناخن پا اوڑکے چومتا
دیتا کبھی فلک جو تجھے پر ہلال چار

ق

زاہد اگر سمجھے ہے تعجب تو دیکھ لے
جا کر کلال خانہ کے اندر ہلال چار

ملکہ ہر دو گوشہ کشتی دکھاے ہے
موج شراب اور لب ساغر ہلال چار

فضل خدا سے خالق مضمون ہی تو نصیر
پیدا کرے گا کون سخنور ہلال چار

کیا چمکتی ہے تری قبضہ زر سے تلوار
کہہ نہ کے گری میری نظر سے تلوار

مور کے حق مین نہین پر کا نکلنا بہتر
اے میان ہاتھ مین رکھ کھول کمر سے تلوار

زخم دل کیون نہ ہرا ہو کہ ترے ابرو کے
زہر آلودہ ہے وسمہ کے اثر سے تلوار

دست انداز نہ گلچین ہو کہ مرغان چمن
رکھتے پہلو مین ہین شاخ گل تر سے تلوار

لطف ہی اوس کے ہی کیا بادہ کشی کا ساقی
لب ساغر کے نہین کم یہ تبر سے تلوار

کیا اسی تحفہ کے قابل یہ گنہگار تہا آہ
تم میرے قتل کو لاے جو سفر سے تلوار

کی ہے پیدا تیری تعریف کو اسنے یہ زبان
کہینچ مت میرے لب زخم جگر سے تلوار

گذری شب وصل کی گر قتل مجھے تو لیکر
کہینچ مہر گریبان سحر سے تلوار

قتل ہونے کو نہ باندہین اگر عشاق کمر
قطرہ خون کو یہان پہر تری تیر سے تلوار

دم جرانے کا گمان یہ ہی کہ کرتا ہے تیز
میری تربت کے سدا لوح حجر سے تلوار

دیکھتا کیا ہے کہ ہے معرکہ آرائی آج
برق چمکا سے ہی انداز دگر سے تلوار

تجہکو کیون صاحب جوہر نکہین لوگ نصیر
باندہے ہر شعر مین مضمون دگر سے تلوار

نکہ کی مت لگا برچھی بت بے پیر چھاتی پر
ترے قربان کیا کم تہا مژہ کا تیر چھاتی پر

نہ لوٹا آہ طفل اشک دامنگیر چھاتی پر
کہ تہا یہہ نور دیدہ اسکی تھی توقیر چھاتی پر

لکہے جب چہرہ کے مرفوع القلم تقدیر چھاتی پر
نکیون زخمونپہ کہا زخم پہر خط گیر چھاتی پر

مین اون روز ون سے ہی طفل حسین تیر ابون
کہ منت کا گلے مین طوق تہا زنجیر چھاتی پر

جواب نامہ کی تا ہو نہ بعد از مرگ کچہہ حاجت
مصور کھینچ میرے یار کی تصویر چھاتی پر

کرے کیونکر نہ سنگ آسیا پہر شور و غل برپا
دلے جب مونگ اوسکی تو سد تقدیر چھاتی پر

عزیز وہی ہے مردلکو خیال اوسکے خط رخ کا
نہ رکہون سورہ یوسف کی کیون تفسیر چھاتی پر

ہوا ہو جا الدم مین نکیون گنبد حبابون کا
تری اقلزم مواج سے ہے تعمیر چھاتی پر

کرے ہی ذبح مجہکو اگر تو دیکہہ کہتا ہون
چھری مت پہیر قاتل پڑہ کے بے تکبیر چھاتی پر

بت عشاق کش کا کیون نہ پہر بانکپن چمکے
جو سوز یر سر رکہکر مرے شمشیر چھاتی پر

نہین کچہہ خانہ ماتم سے کم یہ فیض کا مطبخ
رکہے ہی دیکہہ لو سوراخ غم کفگیر چھاتی پر

نہ پہنچا نار پستان تک جب اوس ہاتہہ تب یارو
لگا بیٹہا مین گستاخی سے اک انجیر چھاتی پر

چراغ نعبدل ہے سویدا مستلیب اس سے
ترے ہی داغ عشق لالہ رخا گیر چھاتی پر

وبال سر نکیون ہو شمع کا تاج زر آلودہ
جڑ ہارہتا ہی شب کو دیکہہ لو گلگیر چھاتی پر

ق
غلط فہمی ہی اونکی جو فلک دیکہہ کہتے مین
رکہے ہی کہکشان کی رات کو تحریر چھاتی پر

ہمیشہ مین قناعت کے کچہہ آسان نہین رہنا
ہمچشمی شیران سگ دنیا سے ہو کیونکر

حسن رخ دلدار سے ہے ہر جا تجلی
پنہان یہہ مرے دیدہ بینا سے ہو کیونکر

فرقت کو کرے حضرت یوسف کے گوارا
تا مرگ عزیز و یہہ زلیخا سے ہو کیونکر

جبتک نہ چلون کے سر بل ایوای مین جون شمع
طے عشق کی منزل یہہ فقط پا سے ہو کیونکر

ہمسر یہہ تری کاکل مشکین سے ہو کیا بات
جانا ان یہہ خطا عنبر سارا سے ہو کیونکر

گردن جہکی رکہتے ہین مدام اہل تواضع
اے بادہ کشان سرکشی مینا سے ہو کیونکر

اوس چشم فسون ساز کا بیمار ہون یارو
تسکین مری آہوے صحرا سے ہو کیونکر

گستاخی نہین یار کے دامن کو جو چہیڑے
یہہ بات مری دست تمنا سے ہو کیونکر

دلبستگی ہے کان سے جہمکے سی کسی کے
الفت مجہے شب عقد ثریا سے ہو کیونکر

ق

فردا یہہ رہا آج کے آنے کا بہی اقرار
آرام ہتا ہجر کی ایذا سے ہو کیونکر

فردا تری فردا سے قیامت نہین کم
تسکین مجہے وعدہ فردا سے ہو کیونکر

مالک ہے نصیر اپنے تو انداز سخن کا
تحریر غزل ایسی اب انشا سے ہو کیونکر

خط نہین پشت لب شکر فشان یار پر
فوج موران ہو صف آرا ہی چڑہے ہے قند یار پر

خال مشاطہ بنا کاجل کا چشم یار پر
زاغ کو بہر تصدق رکہہ سر بیمار پر

مجہکو رحم آتا ہے دست نازک دلدار پر
مین ہی رکہہ دونگا گلا اے ہمدمو تلوار پر

گر حفاظت رخ کی ہے منظور تو منڈوا نہ خط
باغبان رکہتا ہے کانٹے باغ کی دیوار پر

۱۷

یوسہ نہیں سفے مین ترے رخ کا لیا ہے
جانان خط پشت لب شیرین کو ترے دیکھ
آیا جو نظر خال تو حسرت سے مگس بہی
مشاطہ سلائی سے نہ کاجل کا بنا خال
دیکھا ہے کہ دیتے ہین اوڑا کرکے تصدق

قرآن نرکہہ عاشق دیندار کے سر پر
کیا بیٹھے طوطی شکر خوار کے سر پر
مونہہ پیٹتے ہے ہاتون سی سدا مار کے سر پر
تو چشم بت آئینہ رخسار کے سر پر
بٹھلاتے نہین زاغ کو بیمار کے سر پر

فرہاد کی کیا عرس کی شب ہے جو دضاین آہ
لالہ نے چراغان کیا کہسار کے سر پر

مژگان تر کے ہین جو نمودار تار تار
اشکو نکے اپنے جلتے ہین آیا ر تار تار
یا رو مرا ہے سینہ پر رخنہ خیزی
آیام پر دگر نہ بنا ونگا جیب کے
ڈورے ہین چشم یار مین درکار ہین نہین
ہے فصل گل مین دست و گریبان ترے مرے
شکل رگ سحاب ہو گلگون کی تیری یال
شیرازہ بند کیونکہ ہو مصحف مجید
دامن نقاب رخ ہے وہان آہ غیر کا
نازک تنی پہ اپنے نکیونکر چمن مین گل

مثل رگ سحاب ہین در بار تار تار
تیرے لئے ہین موتیو نکے ہار تار تار
آہ و فغان سے کہنچتے ہیر بار تار تار
بنکر کمند مین بس و دیوار تار تار
بہندے کو تیرے آہوے تاتار تار تار
کرتا ہین ورنہ دامن کہسار تار تار
باران سی کم نہین دم رفتار تار تار
گیسو کے جبکہ ہون برخ یار تار تار
یہان جیب کے گلے پہ ہین تلوار تار تار
ہوولے کہ ہین قبا کے سبکسار تار تار

بعشق شعلہ رخان مین ہی کچہہ نہین جلتا — کہ لوٹتے ہین پڑے مجہہ سے چند آتش پر
بوقت بادہ کشی میرے آہوی دل کی — ق — سپند ہی تو جو کہے خود سپند آتش پر
تو اشک ریز ہوں پہلو بہ پہلو حیرت سے — کباب پر نمک کو سفند آتش پر

نصیر اور بھی ایسی کوئی غزل پڑہ گرم
کہ ہو کباب بکمال خجند آتش پر

نہین ہے یہہ شفق صبح اوڑ گئی ہے دلا — لگا کے جانب چرخ کمند آتش پر
بجہے گی دل کی یہ اشک نے چشم پر نم آگ — عبث تو چہڑکے ہی پانی دو چند آتش پر
ہوا ہے تیرے لب آتشین پہ تل پیدا — عجب ہی کیونکہ یہہ تہر اسپند آتش پر
شرر ہے لخت دل تفتہ اسپہ رکہنہ قدم — کہ پاؤن رکہتے نہین ہوشمند آتش پر
کیونکہ لکہہ کے جلاؤن مین نقش جب شب و روز — ترے لئے بت زنار بند آتش پر
کہ تو نے آہ شرارت سے یک قلم کر چاک — جلا دیا مرے نامہ کا بند آتش پر
رکہون نہ ہمنفسان گر دل طپیدہ پہ ہاتہ — تو جا رہے ابھی بہر کر ذقند آتش پر

نصیر ققنس آتش نفس ہے طایر دل
عجب نہین جو جلے یہہ پرند آتش پر

عشق مین خاک ہی بتان ہی زیر یا بالاے سر — آب و آتش شمع سان ہی زیر یا بالاے سر
فرش و خیمہ چاہئے کیا خاکسار و نکو ترے — یہہ زمین و آسمان ہی زیر یا بالاے سر
خار دشت و داغ سودا آہ مجنون کی طرح — یہان ہے لیلی و شان ہی زیر یا بالاے سر

قمری عبث تو سرو کے جون نٹ ہی بانس پر
ہوتی کبھی نہ چپت کبھی پٹ ہے بانس پر

شب کیون نہ سر پہ شمع کے شعلہ ہو گرم رقص
بازیگر اپنے حق کا یہہ باکہٹ ہے بانس پر

دنبالہ سرمہ کا یہہ نہین ترک چشم یار
نیزہ کی تیرے زور اداہٹ ہی بانس پر

مرغان باغ کیا رہین بے کہٹکے باغبان
کرتا سدا تو کہٹکے کی کہٹ کہٹ ہی بانس پر

ق

کہدو کوئی یہہ بہانتی سے کہ تو حڑہا
پتے کی کیا دکہاتی ہر اوٹ ہے بانس پر

عاشق کے اشک سرخ کو مژگان پہ دیکھ شیر
یہہ جا عجب ہی رنگ سے جبٹ پٹ ہی بانس پر

گلشن مین اے نصیر یہہ غنچہ ہے شاخ پر
یا سر پہ رکہہ سبو کو حڑہا لٹ ہے بانس پر

دیکھے تیرا جو رخ حسن مآب تصویر
تاب لائے نہ ذرا مہر کی تاب تصویر

وہ ہی تیرا لب شیرین کہ ہوس مین جسکے
کہولتی ہے پر پرواز ذباب تصویر

حاجت دام اسیری نہین اوسکو صیاد
خود گرفتار تحیر ہے عقاب تصویر

کہینچ یون اوس ستم ایجاد کا نقشہ بہزاد
تا کہ معلوم ہو چہرہ سے عتاب تصویر

قاتل یہہ ہوس ہے کہ لگا دیجو زمین سے
تو کاٹ کے خنجر سے گلو پشت برابر

سوتے ہین مری پشت سی گر پشت لگی ہو
تو چاک کرا سے عربدہ جو پشت برابر

بوسہ کو جہکا کیا ہون لگا کرنے نہین دیتی
ترے گل رخسار کی بو پشت برابر

سوتے مین جو شب دیکھئے جو بڑا وہ کہوری
دکہلانے لگی نقش اتو پشت برابر

یکدست قلم ہاتھ کر دنگا ترے مانی
اوسکی نہ کہینچے اگر سر مو پشت برابر

تازیانہ نہ بناز لف کا سر تار نہ چھیڑ
توسن ناز کو اتنا بت خونخوار نہ چھیڑ

تا کجا مائل نظارہ رہوں جوں نرگس
آنکھ لگنے دے ٹک اے حسرت دیدار نہ چھیڑ

بال و پر کیجو نہ آغشتہ بخوں اے بلبل
کہ رگ گل کو تہ نشتر منقار نہ چھیڑ

جلگیا کاغذ آتش زدہ ساں نہیں ہنسکر
پھر دم اتنا مجھے بس آہ شرر بار نہ چھیڑ

پرورش یافتہ ہوں کنج قفس میں صیاد
تاب پرواز نہیں تا سر دیوار نہ چھیڑ

محو دیدار ترے کیوں نہوں حیرت زدگاں
شکل آئینہ سدا رہتے ہیں بیدار نہ چھیڑ

موتیا بند ہوا ہے تجھے روتے روتے
ساتھ اپنے نہ رلا ابر گہربار نہ چھیڑ

دل میں سر رشتہ الفت کو نہ یاں کتنا شمع
بات اس تار کے بستار کی زنہار نہ چھیڑ

ساتھ ہے سر کے یہ سودا اے سر زلف نصیر
اس سلاسل کو نہ کہہ تو کہ خبردار نہ چھیڑ

میں کاکل شکیں یہ ہوا غش تو دوا بولے
پائیگا خط از لف معنبر سے بھی مت توڑ

اوس کے لب و دندان میں محبت ہے بہم دل
گر لعل کا خواہاں ہے تو گوہر سے بھی مت توڑ

گو غیرت گلدستہ ہے گلچہرہ مرا یا تھہ
پر مرغ چمن شاخ گل تر سے بھی مت توڑ

گو عالم مستی میں ٹپکتا نہیں ساغر
تو شیشہ مے یار تو پتھر سے بھی مت توڑ

لب چشمہ حیوان ہے وہ اے خضر تصور
ہے راہ تجھے اوس سے تو کوثر سے بھی مت توڑ

زیب ابرو قاتل کی ہے دل میں جبیں سے
پھرتا ہے دم تیغ تو جوہر سے بھی مت توڑ

جانا تجھے مشکل ہے جو خط لیکے وہاں تک
تو نامہ برا شک کبوتر سے بھی مت توڑ

U 664

بہنہ چشم سے مرغ نو مجنون نے — دیکھہ کر محمل لیلامین گلس کی پرواز

ق

ہمصفیران چمن موسم گل مین اکیلے — بہولکر اوسنے نہ تا بام قفس کی پرواز

مرگئے آہ درون قفس تا بوتی — آئی بلبل کو جو یاد اسگلے برس کی پرواز

زلف کیون چہرے سے ہے کیا وہ نہین دیکہے ہے نضیر
تونے مارسیہ شعلہ نفس کی پرواز

قوس قزح سی یہہ نہین بادل ہی سرخ و سبز — ساقی کتاب چرخ مین جدول ہی سرخ و سبز

بہولا کہین ہے ڈہاک کہین موج سبزہ ہے — چل قیس سیر دیکہہ کہ جنگل ہی سرخ و سبز

قاتل نے جو بجہائی تہی تلوار زہر مین — سوا وسکا رنگ خون سی مرہل ہی سرخ و سبز

دنیا وہ زال ہی کہ دو رنگی دہر سے — کیا کیا بدلتی رنگ یہہ شنغل ہی سرخ و سبز

ہم نہین تری سے کان کے — اے نخل باغ حسن یہہ کونپل ہی سرخ و سبز

الکدن وہ ہای فرش زمین پر کرینگے خواب — پابوس جنکی مسند مخمل ہے سرخ و سبز

نردین کہین ہین اور وہ سینہ ہی تختہ نرد — دل بت سمجہہ کہ محرم ململ ہے سرخ و سبز

اللہ رے نشہ دیکہہ کے طوطی کو بام پر — بولا وہ بادہ نوش یہہ بوتل ہے سرخ و سبز

دلکو مرے علاقہ الفت ہی اوس کے ساتہہ — ڈورا جو رکہتی یہہ تری ہیکل ہے سرخ و سبز

رخسار سرخ و سبزۂ خط پر نہ اپنے بہول — دو چار دن کو رنگ یہہ فیصل ہی سرخ و سبز

کب ہی اوس جعد سی زلف سیہ جور دراز — شب یلدا سے نہین ہے شب دیجور دراز

کہینچے ہی سرو چمن آپکو گو دور دراز — راستی یون کہ ترا قد ہے بدستور دراز

کہکشان اسکو سمجھ بیت یہہ الف کھینچا ہے	بینوا بن کے فلک نے بھی بدستور دراز

فکر کر جلد نصاؔبؔ اب تو نہ کوتاہی کر
کہ تجھے اور غزل لکھنی ہے منظور دراز

وہان تو دامن ہے تمنا ای بت مغرور دراز	یہان ہے دست ہوس عاشق مہجور دراز
دل نہین گوشہ ابرو مین ترا اینڈ بتہے	تاک کے چہاؤ نہین ہی یہہ کوئی مخمور دراز
یہہ غلط ہے کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے	ہے سر دار یہ بھی گردن منصور دراز
تک مسیحا سے زمان آ سر بالین کہ ترا	پاؤن رنجور کرے ہر طرف گور دراز
پنجہ مہر بھی لے اوسکی بلائین یک چند	ہاتھہ پردہ سے کرے گرچہ وہ مستور دراز
طرفۃ العین کہلا تجھسے یہہ عقدہ کہ حباب	راہ ملک عدم اتنی نہین کچھہ دور دراز
ہمسری اس سے کرے کیا تری قد گانکی لڑی	تیر آہ دل عاشق بھی ہے مشہور دراز
دست کوتاہ تمنا بھی نہ پہونچا ہرگز	ورنہ دامن ہے کب اونکا دل رنجور دراز
ق شب ہجران مین ترے اشک مسلسل اپنا	تا بدامن یہہ نہین اے بت مغرور دراز
چشم مشتاق ترے آنیکی دیکھے ہے راہ	دست مژگان مین لئے پنجہ کافور دراز

ہمنے جون نقش قدم وادی وحشت مین نصاؔبؔ
بیٹھے بیٹھے ہی کیا طے سفر دور دراز

کردی ہے نخل سوختہ کو برشکال سبز	گریہ سے ہے یہ شمع کا ہی اک نہال سبز
جمکا نہ تیغ ابر کو اے ابر نوبہار	رکھتا ہے جام تنگ سے ساقی بھی ڈھال سبز

تنہا نہ کچھہ فقیر جلالی بنا ہے مہر
قوس قزح نہین ہے کہ سیلی لگے ہی چرخ

تکمے گلے مین دیکھہ ترے ای نگار سبز
دو جسمین تار سرخ ہین اور ایک تار سبز

ہوتا ہے کوئی مرہم زنگار سے نصیر
جز آب تیغ زخم دل داغدار سبز

عشق مین ہی اشک او لخت جگر کا امتیاز
دیدگاہ عشق مین بال شکستہ ہے ہنر

کب نظر مین اپنی ہے لعل و گہر کا امتیاز
کسکو رہتا ہے قفس مین بال و پر کا امتیاز

کون پوچھے ہے جہان مین بات مفلس کی نصیر
ہے جو کچھہ دنیا مین سواس سیم و زر کا امتیاز

دولت ہے نہ جاگیر نہ منصب ہے نہ زر روز
آنا ہے تو جلد کر مانند قیامت
تک چرخ سی بہبود کی امید عبث ہی
برساتے ہین ہان موسم برسات کی جھڑیان

رزاق کے صدقے کہ ملا جاتا ہے ہر روز
مدت سی ترے آنیکی سنتے ہین خبر روز
ہے قول بزرگان کہ زمانہ ہے بتر روز
بادل سے برستے ہین مرے دیدۂ تر روز

جدہر ہے مسافر ہے نصیر عشق کی رہ مین
کر سیر بدن کی کہ ہے گھر ہی مین سفر روز

ہم تجھکو ایک سمجھتے ہین مست غرور چیز
ایجان تو وہ ہی کہے یوسف بھی دیکھہ کر
ہم دل مین دیکھتے ہین تجلی حق کو حق

ہے کیا بلا پری کوئی اور کیا ہے حور چیز
جان عزیز کیا ہے یہ تیرے حضور چیز
موسی تری نظر مین یہہ کچھہ ہوگا طور چیز

گو سالہ پیر شد و نشد گاؤ شیخ جی
بوڑھے ہوے شعور نہ آیا ذرا ہنوز

ٹوٹا نہین ہے گلبد نوکا یہ دل مین جان
خلخال کی تری ہی یہ بے ہی صدا ہنوز

لیتے گہر سے جو وہ رشک قمر آخر روز
مہر کو ہم بھی کرین شہر بدر آخر روز

برگ جہڑتے یہہ نہین ہاتہہ سی اب آندہی کے
مارتے ہین کف افسوس شجر آخر روز

دو پہر دن تری فرقت مین گذارا جون تون
نظر آتا نہین گہٹتا بھی پہر آخر روز

بزم مین یار سی پوچہا جو اشارات مین رات ق
صبح کو آؤن نہ تجہہ پاس مگر آخر روز

کرکے آئینہ سیہ اوس نے ذرا رکہ روشن
مجکو دکہلایا کہ ہان آئیو گہر آخر روز

جون فروشندہ نہین تیغ لئی شام ہلال
مہر بھی چوک مین تہا لیکے سپر آخر روز

اس شوخ کے کسطرح بار نہ دل منزل مین
کہولتا جاکے مسافر ہے کمر آخر روز

کیا ہوا آج جو تشریف نہ گہر لاے
پہر بھی کل آئیگا بار دگر آخر روز

اے صبا باغ مین اک تو ہی ہوا خواہ ہے مین
سیر گلگشت کرین ساتہہ ہو گر آخر روز

صبح قاصد جو گیا تہا نہ پہرا اوس کو سے
کون لاوے تو نصیر اوس کی خبر آخر روز

ہو چکی باغ مین بہار افسوس
آہ اے بلبلو ہزار افسوس

قافلہ عمر کا ہے پا بہ رکاب
زیست کا کیا ہے اعتبار افسوس

میری راتون کو دیکہہ سوختگی
نہ کیا ایکدن بھی یار افسوس

شب سے پروانہ کے لگن مین شمع
صبح تک روئے زار زار افسوس

ہاتم فغفور چین مین مو برابر ہے نہ فرق | دل سے نکلی ہی صدائے کاسۂ چینی او داس
تا سر زلف صنم عارض سے خط پہنچا نکل | دیر کو کعبہ سراب ہو کر گیا حاجی او داس
مرغ جان چہٹ آشیان تن ہی یون سونا پڑا | غیر صاحب خانہ جون لگتا ہی گہر خالی او داس
دل گہٹا طاؤس کا تجہ بن گہٹا کالی کو دیکہہ | فاختہ کو کو پپیہا بولے ہی پی پی او داس
لخت دل آنکہون سے آوارہ ہوے یون پہرتے ہین آہ | لشکر ابتر شدہ کی فوج جون ہٹتکی او داس
یاد اوسکے زلف و رخ کی چہٹ گئی ہی جب سی آہ | روز و شب رہتا ہی اپنا کیا نہایت جی او داس

ملک دل اپنا وہ جب سی کر گیا غارت نصایر
تب سی نظرون مین لگے ہے شہر او بستی او داس

چاہیے قمری تجہے طوق گلوگیر قفس | دام الفت کے اسیرونکو نہ زنجیر قفس
ہمصفیر و دام سے کیا اس دل حیران کو کام | کب ہم رکہتے ہین نسبت مرغ تصویر قفس
سب نے دل پرواز ہمت ہار دی ہی جیسے آہ | ورنہ لیجا اوڑا دڑا کر اے عصافیر قفس
ہے قفس تن کا یہہ آباد اپنی دم سی ورنہ پہر | توڑ ڈالو کیا جلا دو پہینکدو چیر قفس
صحن گلشن ہی اسیرونکا وطن ٹک تو ذرا | ہاتہ سی رکہی دو صیاد ان بے پیر قفس
جاٹ پر طوطی بچا صیاد اب پہرتا ہے دیکہہ | چاہیے آب و دانہ لیکر شکر و شیر قفس

مرغ دل کیونکر بچے ہی قول انشا کا نصایر
زلف و چشم یار ہین دام گرہ گیر قفس

کیون نہ دندان ہون ترے رشک نگین الماس | جنکے پرتو سے دمکتی ہی جبین الماس

قطرے عرق کے ہین یہہ نہین گرد رخ ترے
تارے چمکتے ہین مہ انور کے آس پاس

جون شب کو بھٹکے طائر دل کردہ آشیان
دل یون پھرے ہے زلف معنبر کے آس پاس

افسوس ہی کہ شمع کے مثل سر ترا
اور یون پھرے پتنگ ترے سر کے آس پاس

کسکا ہی منہہ جو پہونچے لب یار تک دلا
بھٹکے ہے تو ہی چشمہ کوثر کے آس پاس

غنچہ نہین ہین متصل گل یہہ ساقیا
مینائے می چمن مین ہے ساغر کے آس پاس

ہر لخت دل ہی دیکھہ مرے اشک کی نمود
کیا چنیان جڑی ہین یہہ گوہر کے آس پاس

نکلا ہے گرد رخ جو ترے خط عجب نہین
ہوتے ہین خارہان گل احمر کے آس پاس

واللہ کیا سمجھ کے دلون کو اپے عاشقو
ق دیتے ہو تم جگہہ دل دلبر کے آس پاس

یعنے کہ واہ عقل تمہاری زہے شعور
شیشون کو کوئی رکھتے ہی پتہر کے آس پاس

لکھہ اس زمین مین ایک غزل اور بھی نصیر
بیٹھے ہین آج یار برابر کے آس پاس

سنتے دُر ہین وہان ہی سر دلبر کے آس پاس
یہان آبلے ہین اس دل مضطر کے آس پاس

سرگشتہ بعد قیس مین وہ ہون کہ دشت مین
پھرتا ہی گرد باد مرے سر کے آس پاس

کیا بیم دست موج ہو دے کہ جون بھنور
کھینچے حصار آب شناور کے آس پاس

کیفیت اوسکے چشم کی مژگان سی کیون نہو
بیٹھے ہین ملکے مست یہ ساغر کے آس پاس

توبھی تو آکے دیکھہ کہ کیا ہے ہجوم خلق
عاشق کے تیرے لاشہ بے سر کے آس پاس

تار سرشک سرخ کی تحریر یک قلم
ق ہو جیسے یہہ نہین مژہ تر کے آس پاس

چھوٹی ہے ہوائی نہین اس آہ کے ڈر سے
گردون پہ لگا اوڑ گئی ہے بال و پر آتش

دل خوشہ انگور ہے چھولون سے بنا ہے
یہہ دیکھی ہے عشق کی ہمکو ثمر آتش

یا عشق مین رکھنا نہین آسان ہے اے دل
ہے شمع شبستان کے سوا تاج سر آتش

ہر سنگ مین ہے دیکھہ نصیر اوس کی تجلی
کچھہ طور ہی پہ تھی نہ فقط جلوہ گر آتش

نہ دل زار کو دے عشق سگے آزار آتش
یعنے ہوتی ہے سمندر کی نگہدار آتش

رنگ پان سے ہو گر اوس لب پہ نمودار آتش
لگ اوٹھی چشمہ حیوان سے اکبار آتش

گرمی حسن کو دیکھہ اوسکے نہ کیون شمع جلے
زلف کی شب ہے دہوان اور گل رخسار آتش

گریہ سے آتش دل اور بھی بھڑکی ورنہ
لگتی پانی سے نہین چشم گہربار آتش

شعلہ رو سے مرے کیجو نہ شرارت واللہ
لکڑیان خوب سی کہا دیگی خبردار آتش

نہ لب بام سے تو پاے حنائی دکھلا
مشتعل دل سے نہو تا سر دیوار آتش

خوف دلکو مرے داغون کے نہین سوزش کا
جون خلیل اسپہ بھی رکھون ہے نہین گلزار آتش

حال دل سوختگان کلک جلی سے مت لکھہ
کہ جلا دے کہین کاغذ کو نہ دلدار آتش

مصحف رخ کو دکھا اپنی کہ ہیو جہ کچھہ اب
خانہ دل مین لگے ہے مرے اے یار آتش

ق
ایک تو صبح چرا دے در اختر اور تو
دل عالم مین لگاتا ہے یہ انگار آتش

اے فلک ہاتھ پہ خورشید کا گولا نہ اوٹھا
کہ جلا دیگی ابھی دزد سیہ کار آتش

ہے نصیر اوسکے تماشے کو ہوائی بنکر
شب کو جہاڑی ہے مری آہ شرربار آتش

تعمیر غم کے ڈہانے کی تدبیر خوب ہے
یہہ درمیان سے آہ کلیجے تو تھم تراشش

کیا خرابی کے کوئی ہو دیکھہ کر آثار خوش
خندہ دندان نما سے کب لگے دیوار خوش

گل پریشان ہی چمن مین برگ پانکی ہے صبا
کا نٹھہ کا پورا ہے غنچہ کیون نہو زردار خوش

مین نے کل شام اوسکو دیکھا تہا ہلال آسا سحر
مہہ کے سر پہ نہ اک ذرہ لگی دستار خوش

سرو ہے یا نخ ہی جوگی کا جو قمری مل بہوت
بن گئی جوگن گلے مین پہن کر آثار خوش

آب ودانہ چشم مین رکہتا ہی طفل اشک ساتھ
جب شکم مین ہی صدف کے یہہ در شہوار خوش

پاؤن مین خلخال ہی اوس گلبدن کے جون رکاب
دل کو لگتی ہی سمند ناز کی آثار خوش

شہپر پرواز ہے ارہ بہال شمع کو
سچ ہے نخل سوختہ لگتا نہین زنہار خوش

زخم تن اپنا لب خندان ادہر اور وہ ادہر
ایکدم مین ہو گیا کیا مار کر تلوار خوش

مبتدی کی کیا ہے صورت جو انہین سمجھے نصایح
منتہی کو آتے ہین معنی کے یہہ اشعار خوش

حباب کا دم ہستی سے ہووے کیا اخلاص
فنا سے رکہتے ہین کب مائل بقا اخلاص

بہار چہرۂ گل کیا ہے صبح شبنم سے
کہ عارضی ہی یہہ آتش کا آب کا اخلاص

ہزار سورۂ اخلاص ہم پڑہ ہین لیکن
یہہ چند روز کا ہے سہ جبین ترا اخلاص

خیال زلف مین لیلی وغنون کے جون مجنون
مجھے ہے خانہ زنجیر سے سدا اخلاص

بنا چمن مین جو چلنے کی تو نے ڈالی ہے
گلون سے تجھکو بھی ہی صرصری صبا اخلاص

جنبش گردن قیامت پاؤن کی ٹھوکر غضب — یہہ تیرے بسمل نے سیکہا کس سے اوستادانہ رقص
برہمن نے کیا بجایا دیر مین ناقوس آہ — دست زاہد مین کرے ہے سبحہ صد دانہ رقص
چشم مین پہرتی ہین ایذ کیا بتونکی صورتین — دیکہتے ہین تیلیونکا مردمان خانہ رقص

شام سے تا صبح پیش شمع محفل اے نصاؔیر
خیمہ فانوس مین کرتا ہے کیا پروانہ رقص

یون تن سے ہوئی جان دم شمشیر مرخص — جون شمع حرم ہوتہ گلگیر مرخص
صیاد سے کہتے ہین اسیران قفس آہ — گر موسم گل مین نہین سب پہ مرخص
آنکہون مین ہے دم آب ترے بیمار کا جل دیکہہ — کوئی دم کو ہے یہہ حامل تغیر مرخص
محفل سے ترے جب اٹہہ سامنے اوس آئینہ رو کے — ہونیکو کیا عاشق دلگیر مرخص
حیران رہا دست بسر ہو کے تیرے ہی وہ چپ — تصویر ہے جون ہو وے ہی تصویر مرخص
کاکل دل دیوانہ کو چہوڑے ہی کب اوس کے — ہرگز نہین کرتی ہے یہہ زنجیر مرخص
شاید یہہ کسی شخص کے آیکا ہی اب وقت — کرتے ہو جو تم ہمکو بہ تز ویر مرخص

ہے دلمین نصاؔیر اینہ کہ لکہہ کر یہہ غزل اب
قاصد کوئی سے کبھی طرف سیر مرخص

نہ کہا رشک قمر تو عرق افشان عارض — چشمہ مہر یہ لائے گا یہ طوفان عارض
نہ تو مہتاب ہے نے مہر درخشان عارض — رحل یہ خط ہی ترا جسپہ ہی قرآن عارض
دل عاشق کہین ڈوبا ہی جو جہاہت سے تری — جہانکتے ہین بہ لب چاہ زنخدان عارض

نکلا ہے سیر سے یار کے رو حسین پر خط
آزاد کس طرح سے ہو تو سرو بوستان
مار سیہ سمجھ کے وہ بد مست ڈر گیا
ہو جدول کبود کی مصحف پہ جون نمود
لب بے نزاکت اوسکی کہ ہو لون کے ار کا
ابر سیاہ و برق کی دکھلاتے ہے ہوا
اوس سیمتن کو بیک صبا تیرے ہاتھ بھی
نادان نہین ہو نہین جو کہون کہکشان کہی
گھوڑے کا تیرے شاہسوار سمند ناز

اے آہ کھینچ دے مہ ہالہ نشین پہ خط
کھینچے ہی با نوا تو سراسر جبین پہ خط
شب نقش بوریا کا جو دیکھا زمین پہ خط
عکس مژہ کا یون ہے رخ مہ جبین پہ خط
زنار ہی گلو سے بت نازنین پہ خط
رنگ مسی کا اوسکے لب آتشین پہ خط
بھیجینگے لکھ کے برگ گل یاسمین پہ خط
یکسر ہے سینۂ شب ظلمت گزین پہ خط
ظاہر ہے پشت توسن چرخ برین پہ خط

رنگ حنا کے رشک رگ برگ گل دکھائیں
ہر ایک لکیر کا ہے کف نازنین پہ خط

کیون نہ ڈھونڈلے ہلالی لکھ کے دیوان بے نقط
تیرے خط کے عکس نے اس صفحہ آئینہ پر
پیش مصرع اپنی آہ سینہ نے موزون کیا
زلف کے حلقہ مین اوسکے خال عارض ہی کہان
قد بھی اوسکا الف ہی صاد چشم و لام زلف
دست برگ گل کی کیا دیکھے ہی تو نقش و نگار

ایک ہی یہہ مطلع ابروے جانان سب بے نقط
شرح بیضاوی لکھی ہے ماہ تابان بے نقط
دیکھ کر یہ مصرع سرو گلستان سب بے نقط
ہے خط پرکار مصحف پر نمایان بے نقط
قاعدہ پڑھتا ہو نہین مانند طفلان بے نقط
ہی خط تقدیر آمرغ خوش الحان بے نقط

٨٥

عشق مین رکہیے قدم سر سے گزر جا اے دل
گر اس راہ مین تو باندہ کے کس شمع نمط

قطع کرتا ہے رہ ملک عدم کو چپتو
غافلو عمر کا ہر آن فرس شمع نمط

حاجت روشنی کچہہ صاحب محمل کو نہین
شب کو ہے شعلہ آواز جرس شمع نمط

سب یہ روشن ہے کہ اب سر سے اوٹہا ہاتہہ نصیر
عشقبازی مین کیا ہم نے بھی جس شمع نمط

لگا نجون کے بل چلنے وہ غارت گر خدا حافظ
ہوا برپا پہر اک ہنگامہ محشر خدا حافظ

قیامت ہی یہ اب ہالہ نشین خورشید کا ہونا
نہین ہی وجہہ خط نکلا ترے رخ پر خدا حافظ

جگہہ دیکر مین اوسکو اپنے دلمین آہ ڈرتا ہون
دہرا ہی مقبل شیشہ کے اک پتہر خدا حافظ

دلا چین جبین کیلئے اوسکے ابرو پر نمایان ہی
نکالے از سر نو تیغ نے جوہر خدا حافظ

تری خال ذقن ہی یہ جبین سے دلکو اندیشہ
کہ ڈوبا ہی کنوین مین لو کر اختر خدا حافظ

نظر آتا نہین اوس زلف کے حلقہ مین تل پڑا
بھنور مین کشتی دل کہا ہے چکر خدا حافظ

حباب آسا یہ کاخ آسمان اک دم مین بیٹہیگا
یہی رونیکی صورت ہے تو چشم تر خدا حافظ

کبہی جاتی نہین کچہہ بات فوج غم کی ای ہمدم
پڑا ہے ملک دل مین آنکر لشکر خدا حافظ

قفس مین اوڑنے لگے بلبل ہوئے اسیر گلشن مین
وبال جان نظر آتے ہین بال و پر خدا حافظ

خیال اوسکی مژہ کا کیا نصیر اب دلمین رہتا ہی
رگ جان مین لگا ہی بے طرح نشتر خدا حافظ

آہ کے ساتہہ ہوے اشک کے قطرات شروع
عین گرمی مین ہوئی موسم برسات شروع

جبتک کسو قلم ہو مژگان تپنگ کے
روشن ہے استقامت مردان راہ عشق
گلگیر کا برا ہو کہ کترے ہے گل نیا
یکسر جلے ہے پردہ فانوس مین کہڑی
کاٹین ہین سر سے راہ عدم مایل فنا

کیا سہہ ہے کہینچے گر کوئی تقدیر پاے شمع
استادگی ہے موجب تشہیر پاے شمع
سر کاٹ کرنے دے ہے تدبیر پاے شمع
اثر ہے جو کہینچے تصویر پاے شمع
منزل دکہائی دی ہو ہمین زیر پاے شمع

شعلہ زبان دراز ہے گو لیکن اسے نصیب
جو سر سے گزرے وہ کرے تقریر پاے شمع

ابرو ہے وہ اور حلقہ کاکل سپر و تیغ
اے چرخ نہ ہر شل فروشندہ کہ اوسکو
داغ جگر لالہ ہے نے شاخ خمیدہ
کیونکر نہ سیاہی کا ہو دل ایک سی دہ چند
رکہہ گردہ نان دست سخاوت مین کہ دینی
گرداب نہین موج نہین آب روان مین
صیاد یہہ تیری نگہ اور حلقہ دام اب
رستم ہی نصیبا آج تو میدان سخن مین

سجتی ہے اسے کیا یہ تجمل سپر و تیغ
بہائی نہ مہ و مہر کی بالکل سپر و تیغ
گلچین کے لئے رکہی ہے یہ گل سپر و تیغ
نقطہ و الف شکل مین ہین گل سپر و تیغ
کام آئینگی یہ اہل تناول سپر و تیغ
ڈوبا ہی کوئی چہوڑ تہ پل سپر و تیغ
ہیریان بر قمری و بلبل سپر و تیغ
پاس اوسکے ہے اے طالب آمل سپر و تیغ

لکہہ صفحہ کاغذ پہ وہ مصرع جو کرے طرح
جانے اوسے ہر جزو سے تا کل سپر و تیغ

بحر مین دیکھو حباب و نقشہ و گرداب کے
خضر بھی رکھتا ہی گنجینے مین فانوس چراغ

زیر ابر ہے نظر آیا اوسکے یہہ چشم و مردمک
باب مسی کے ہین یا شیشے ہین فانوس و چراغ

آہ و نالہ داغ سینا ہین دو شمع و یک چراغ
سوز سینہ کہتے ہین تنہا ہین دو شمع و یک چراغ

قشقہ و مہندی و روے یار سی کس درجہ ہو
دل کے پروانہ کا جینا ہین دو شمع و یک چراغ

سرو شمشاد و گل ترکی عجایب سیر ہے
ساقیا لا جام و مینا ہین دو شمع و یک چراغ

گورے ساقین یاد انکی دیکہہ اور نار شعلہ خو
آ گیا مجھکو پسینا ہین دو شمع و یک چراغ

تیرے سینے سا بھڑکتے ساتہہ شب جہکی نہ کیون
تکیہ زر کا نگینا ہین دو شمع و یک چراغ

احتیاج روشنی ہمکو نہین ہے سیر سیر
دیکہہ ٹک یا چشم بینا ہین دو شمع و یک چراغ

جام و مینا و صراحی انگوشتیان نہ جان
چہوڑ دریا مین سفینا ہین دو شمع و یک چراغ

منہہ ہی کیا تیرے مقابل ہے کرکوئی باندہے نصیب
نکتہ بین شہر کینہ ہین دو شمع و یک چراغ

ہے قمر گردون یہ کیا شب اوسکی قدرتکا چراغ
اے کلال ایسا کہان ہی تیری صنعت کا چراغ

ہم فقیر و نکا ہی دل تن مین ریاضت کا چراغ
خانہ سلطان نہین ہو جسمین دولت کا چراغ

نور حق اپنا دکہا ہی جبکہ کثرت مین ظہور
ہر بہنور پہر کیون نہو دریا وحدت کا چراغ

کشتہ برق تجلی نگاہ یار ہون
اشک شمع طور ہے یہہ میری تربت کا چراغ

آفتاب روز محشر سے کریگا روشنی
داغ پیشانی ہے ہر اہل عبادت کا چراغ

[illegible]

حاصل نماز شکر کی داغ جبین سے کیا | ہوگا نہ بعد مرگ یہہ زیر کفن چراغ
بادل اگرچہ مرگیا اندھیر کیا ہوا | روشن رکھے ہے اسکے عوض انجمن چراغ
آئیگا تو جو اوس کے دہن سے جھڑی ہین پھول | دیتا ہے مجھکو خوش خبر اے گلبدن چراغ
لو لگ رہی ہی تیری تو شیرین سے اب تلک | گل کیون ترے مزار کا ہو کوہکن چراغ

مہتاب کے جو منہہ پہ اوڑتی ہین ہوائیان
دل کا ترے نصیب ہے کیا شعلہ زن چراغ

بلبل سے کیون نہو گل و گلزار کا دماغ | مفلس کے ساتھہ ہو وہی زردار کا دماغ
کیونکر ملے نہ روغن بادام روز و شب | ہے خشک تیرے چشم کے بیمار کا دماغ
دمساز نالہ ہوکے نہ تو چھیڑ ہمکو نے | کسکو رہا ہے گریہ بسیار کا دماغ
تیرے شمیم کاکل عنبر فشان یہہ ہے | برہم ہے بوے مشک سی عطار کا دماغ
فانوس تن مین داغ محبت سے شعلہ رو | جلتا ہے مثل شمع دل زار کا دماغ
ریزش کا یہہ خلل ہے کہ دیکھا کبھی نہ بند | جاری رہے ہے ابر گہربار کا دماغ
کھینچے ہے دور آپ کو کیا سرکشی سے ہے | پاتا نہین ہے چرخ ستمگار کا دماغ
مغز فلوس کہائے ہو سیر تسبیح جی | خالی رہے ہے اندنون سرکار کا دماغ

سنتا ہی دل لگاکے وہ کب میری سرگزشت
اتنا ہے اسے نصیب کہان یار کا دماغ

کیا شب مہتاب ہی بے خندۂ آہوش ایاغ | ہر گریبان گیر شیشہ اور دامنکش ایاغ

٨٩

کیا دل مین نصاین اب ہوس سیر چمن ہو
ہے معنی رنگین سے اپنا یہہ سخن باغ

کیون بے صدا پڑے ہین تہ کشتگان تیغ
کیا سنگ سرمہ تہا کہین سنگ فسان تیغ

دم توڑتے ہین وہ جو تری کشتگان تیغ
تربت کی جا تلک اور دی آب زبان تیغ

قاتل نہ پوچہہ ہے تو اب کچہہ بیان تیغ
لب پر ہر ایک زخم کے ہے داستان تیغ

تک استخوان تن سے بچا کر لگائیو
ناکام ہو مرا نہو تیرا زیان تیغ

مجھکو تو بیم قتل نہین آہ پر ترا
نازک ہے ہاتہہ اور یہہ بارگران تیغ

گر مجہہ پہ تو نے اب نہ لگائی تو کیا ہوا
سو بار کر چکا ہے میان امتحان تیغ

خون شفق مین غرق ہو خجلت سے ماہ نو
دیکھے اگر ترا یہہ لب خون چکان تیغ

اندہیرے ہے جو ہم کہین شب کو یہہ ہے ہلال
گردون کو بہی ہے سر پہ یہہ ترا نشان تیغ

دیکھا ہے تیرے ابروے پرخم کو جو سدا
ہر موج سے نکالے ہے دریا زبان تیغ

دے میرے ہاتہہ مین سر جام سا قیا
ہر شاخ گل لگے ہے چمن مین لبان تیغ

کہلے ابرو کی ہر دم کہ ہے ہو تلوار صاف
تیر مژگان ہو گیا دل کے ہمارے پار صاف

گو بڑا نالہ مین تیر ہے اثر اے عندلیب
ہر رگ گل مین نہ ڈوبا نشتر منقار صاف

عکس رو ہے بہی تر ہرتا نہین ہے اور کا
آئینہ کو اسقدر ہے اشتہا اے یار صاف

اس روش سے چل نہ تو صحن چمن مین گلبدن
کبک کو کردیگی دم مین یہہ تری رفتار صاف

91

کیا ہو بلبل سی تری خوش بیان کی تعریف
رگ گل سی ہے زیادہ رگ جان کی تعریف

دل نہ چھوڑا ابر و و مژگان بتان کی تعریف
مردہی کرتے ہین شمشیر و سنان کی تعریف

جان من مین نے ابھی اسکی کہان کی تعریف
تو مکین ہو تو کرون دل کے مکان کی تعریف

رشک صد لعل مین لب کو بنایا اوس کے
مجھسے پوچھے کوئی اب سرخی پان کی تعریف

ابرو یار کے آگے ہے فلک کیا یہ ہلال
تیغ کے ہوتے کرونگا نہ کمان کی تعریف

نقطہ لا یتجزا ہے وہ اے مردم چشم
ہو سکے تجھسے کب اوس خال دہان کی تعریف

تو گرفتار ہون پوچھو نہ اسیران کہین
حلقہ دام کی چشم نگران کی تعریف

تیغ آغشتہ بخون بنگئی رنگ پان سے
برگ گل کیون نہ کرے تیری زبان کی تعریف

ہے کسے ہمنفسان یاد جوانی کی بہار
اب تو پیری ہے کرونگا مین خزان کی تعریف

موج دریا کی زبان لاؤن کہانسے جو کرون
مین ترے پیرہن آب روان کی تعریف

جام جمشید مرا دل ہے کرون کیا ساقی
تری مینائے می نیم دہان کی تعریف

مین پیشانی دلدار کا لکہہ وصف دلا
قلم انداز کر اب کاہکشان کی تعریف

خط گلزار سے دن رات چمن مین نرگس
لکہتی ہے لیکے قلم چشم بتان کی تعریف

نالہ ہاے جرس ناقہ سنے کیا لیلی
اپنے مجنون کی وہ کرتی ہے فغان کی تعریف

میری قاصر ہے زبان مجھسے نہین ہو سکتی
قیس کے نالہ و ہر اشک روان کی تعریف

اسقدر مائل ہے دل چشم پریرو کی طرف
دیکھہ کر جون طفل رم جاتا ہے آہو کیطرف

بازی قمار عشق مین سر تک لڑا اوُن گا ق آنے دو میرے ہاتہہ ذرا میر کا ورق

تم گنجفہ کے کہیل مین خنجر بکف نہو رکہتا ہے یہہ غلام بہی شمشیر کا ورق

لیلانے جب مرقع عالم کی سیر کی ق دیکہا ہے ایک عاشق دلگیر کا ورق

پہچانکر لگا لیا چہاتی سے آہ پہر مجنون پای بستہ زنجیر کا ورق

سودا نے دیکہہ کر ترے دیوان کو نصاییں

پہاڑا بیاض منتخب میر کا ورق

زلف و رخ دلدار مین دنرات کا ہی فرق اس بات کے اظہار مین دنرات کا ہی فرق

پہنچے بت کشمیر کو معشوق حبش کیا ان دونون طرحدار مین دنرات کا ہی فرق

وہ بادلہ پوش اور مرے دوش پہ کمل ہان مفلس و زردار مین دنرات کا ہی فرق

مین کیا کہون ظاہر ہے زمانہ کی دورنگی اس ابلق رہوار مین دنرات کا ہی فرق

کو جلوۂ اسلام کجا تیرگی نفس چشم اولی الابصار مین دنرات کا ہی فرق

تسبیح سلیمانی زاہد بہی ہے کیا چیز پروانہ و زنار مین دنرات کا ہے فرق

دندان کو نہ آلودہ کرو رنگ مسی سے نیلم و شہوار مین دنرات کا ہے فرق

نرگس تری کیا چشم کے بیمار کو پہنچے اوسمین ترے بیمار مین دنرات کا ہی فرق

ناصح کی بہی کیا گر بڑہی داڑہی ہے تماشا ہر موے نمودار مین دنرات کا ہی فرق

کوئل کی مین کو کوکی کہون کیونکہ نہ بہتی جسکی کہ ہر اک تار مین دنرات کا ہی فرق

دیکہے ہی نصاییں اوسکی عبث راہ شب و روز قول بت عیار مین دنرات کا ہی فرق

جلوۂ شمشیر ہر دم ہمکو دکہلاتی ہے برق
بن ترے آنکہون مین ساقی یون چمک جاتی ہے برق

پردۂ ابر سیہ مین یون چمک جاتی ہے برق
شعلہ رو تیرا تبسم یاد دلواتی ہے برق

اوسکی چوٹی مین کناری کا نہین ہو باف ہے
مسکیشو کالی گہٹا ہے یہہ نظر آتی ہے برق

دیکہلی ہے مست ہاتھی ساقیا ابر سیاہ
پامین زنجیر طلائی ڈالکر لاتی ہے برق

خندہ دندان نما سے تیری کہلتے ہین گل
آگ کی چنگاریان ای شوخ برساتی ہے برق

اور مت اودی دوپٹہ کو لگا گوٹی کی گوٹ
چرخ سو سو بار ہان سر پر تری کہاتی ہے برق

موج دریا کانپتی ہے دیکہہ اوسکے محرم کی نیت
رو کشی کرتی ہے تو اب یہہ تری چہاتی ہے برق

چرخ کے ہاتہون سے اوٹہہ سکتی نہین اہل عروج
عاقبت گرگر زمین مین آہ گڑ جاتی ہے برق

ہے مرا خورشید رو آتش کا پرکالا نصیر
گرمی بازار جس کی دیکہہ شرماتی ہے برق

دیدکر اے قیس ٹک از دیدۂ بینائے عشق
خیمۂ لیلی ہے چشم آہوے صحرائے عشق

گردش چشم پری رو ساقیا جکا ہے ناہ
[illegible]

سنگ مین آتش ہے گل مین بو ہے ذرہ مین [illegible]
تولتا ہے [illegible] عشق

قدر گل کی بلبل نغمہ سرا سے پوچہیے
حسن کا رتبہ ہے جب تک [illegible] عشق

اونپہ روشن ہے کتاب ہفت باب آسمان
روز و شب پیش نظر ہے [illegible] عشق

آشنائی مرد عارف کو ہے اس قلزم سے شیخ
ہاتہہ مین غواص کے ہے [illegible] عشق

از سر نو اسکو اک سودائے تازہ سے ہے کام
کب سر شمع شبستان سے گیا سودائے عشق

بے مسی کی تیرے لب پر کب دہڑی
لگ کے چلے ہے لب کوثر کو جونک

لیجائیو دل داغ نہ انجام تہ خاک
جمشید نہین لیکے گیا جام تہ خاک

ہو کیون نہ ترے چشم کے کشتہ کو تسلی
ساتھ اپنے گیا لیکے جو بادام تہ خاک

ہاتون سے ہین اس دل مضطر کے الٰہی
مر کر بھی ملا آہ نہ آرام تہ خاک

اوس زلف کے مارے کی وصیت بھی یہی تھی
یارو مجھے تم رکھیو سر شام تہ خاک

مر کر بھی یہ آشفتہ قد و زلف بتان کا
رکھیگا خیال الف و لام تہ خاک

عاشق کو ترے بعد فنا بھی گل خندان
رونے کے سوا اور نہین کام تہ خاک

دانے پہ گرے گا نہ کوئی طائر دانا
صیاد بچھا کر نہ چھپا دام تہ خاک

اے غافلو کس بات پہ بھولے ہو کہ اک دن
کھینچیگا قضا کا تمہین پیغام تہ خاک

آرام کی صورت نظر آتی نہین کوئی
کیونکر دل مضطر کو رکھون تھام تہ خاک

اب کنج عدم مین تو مجھے اوس سے ملا دے
اے آرزوے وصل دل آرام تہ خاک

اک بوسہ لب بھی نہ دیا اوس نے قضیا آہ
دنیا سے گئے مر کے بھی ناکام تہ خاک

رکھتی ہین انکھڑیان تری کیا رنگ اور نمک
نرگس بھی جنکو دیکھ کے ہے دنگ اور نمک

عالم مین تیرے حسن کا کیونکر نہووے شور
ناز و ادا ہے غمزہ بھی ہے رنگ اور نمک

شبنم نہین چمن مین یہ بلبل ہزار حیف
دیکھون ہون زخم غنچہ دل تنگ اور نمک

طوطی کا عکس بال نہین اور نہ آبلہ
صورت مین آئینہ کے ہے یہ زنگ اور نمک

چہرۂ روشن سی اپنے چہوڑ دے تو ٹک نقاب
منہہ پہ ٹک مہتاب کے چہوٹے ہوائی کلک

صبحدم ہر روز یارب دریہ اوس بے مہر کے
کہینچئے خورشید آسا جبہ سائی کب تلک

زلف کے حلقہ سے دل کس وجہ نکلے ای نصیر
خانہ زنجیر سے ہوگی رہائی کب تلک

کشتی شکستگا نکا نہین ناخدا شریک
کون اب بجز خدا ہو برے وقت کا شریک

غافل ٹک اپنے آئینۂ دل مین شکل دیکہہ
تو ہی تو ہے کہان ہی کوئی دوسرا شریک

یا بوتراب بحر الم سے مجہے نکال
مین ڈوبتا ہون کوئی نہین آشنا شریک

صورت مین تاج شاہی و کچکول ایک ہین
کیونکر نہو دین نام مین شاہ و گدا شریک

کیا دسترس ہو پا تو تلک اوس نگار کے
جبتک کہ تو کسیکی نہو اے حنا شریک

نسبت اگرچہ ممکن و واجب سے ہے ولے
اوسکا شریک کوئی نہین ہی وہ لاشریک

یوسف سے تمنے کیا کی عزیزان یہ دغا
کوئی بھی اپنا دے ہی کنوین مین گرا شریک

کرتک ہے دم مین سطح رہ ملک عدم حباب
کسکو کرے ہی سیر و راہ فنا شریک

مجنون ترا نہ مرکے بھی زنجیر سے چہٹا
رکہتی ہے اوسکی خاک کو موج ہوا شریک

دلمین رکہو نہ کیون ترے ابرو کا مین خیال
آتا ہے کام وقت پہ اے دلربا شریک

یہ بات سچ ہے آپ سی کہلتی نہین گرہ
ہو جبتلک نہ ناخن عقدہ کشا شریک

کہتا کل جگر سے یہ دل متفق ہو بات
بہائی کا چاہئے کہ ہو بہائی سدا شریک

دو دل نہ جبتلک ایک ہون کیا ٹوٹے کوہ عشق
یا تو مرے شریک ہو کر مجکو یا شریک

کیا جانے زاویہ کے زلف و نکہ کے جہان مین
ہمین کھینچا ہوں دائرہ لام اب تلک
ہین زیر زلف کیا کمل درد اوس کے کان مین
دیکھی نہین ہے ہولی تون شام اب تلک
ہے اوس کی یاد و لیکن ہمارے کرچہ نام
بجلی سے بھی کیا نہ کبھی نام اب تلک
یان ہیں ہے گئے ہمکین لگ گئین اور وہ مہان ... نام
آیا نہ حیف تا بلب بام اب تلک
اگر کبھی ہے اس دل مضطرب کے ہاتھ سے
پیالہ زہر کا کچھ آرام اب تلک
ساقی شتاب آکر ترے انتظار مین
پڑھتا ہے یہان دعائے جام اب تلک
سرگشتہ گو ہون صورت پرکار پر کبھی
باہر رکھا نہ گہر سے کوئی گام اب تلک
صیاد مین وہ صید ہون جی کی جان پر
صید حرم ہیں سے نکلا ان دام اب تلک

مکدر ہو کے وہ آئینہ رو جھٹکے ہے دامن کو
ہماری خاک پہنچے اوڑ کے بھی کیا تا کہ دامن تک

تجھے کیا کام رقص صید بسمل کے تماشے سے
تو اوسکے زین کا تسمہ حلقۂ فتراک دامن تک

مہ نو ہے کہان اے شہسوار اک نقش سم ہے یہ
اوڑا گرد و کن تیرا توسن جیالا اک دامن تک

نصیر اوس کے گریبان گیر روز حشر کو ہونگے
نہین دیتا لگانے ہاتھ وہ بیباک دامن تک

قامت یار کا مضمون نہ چھوڑا او جب تک
مصرع سرو ہو قمری سے نہ موزون ہو تب تک

پر لا اوس پہ ہو داغ ہے مہر صیاد
حکم پرواز نہین بام قفس کے لب تک

سنے ترے سا سا زلف مین بیعت اوسکے
ذکر ارہ نکرے شانہ صفت دل کب تک

تجھکو کیا کام ہے حیرانی دل سے میرے
ہات مین لیگا تو آئینہ کو اپنے جب تک

کیا نہ بدبے اوسکے قد و زلف کا مضمون تنہا
الف و لام ہی واقف نہین تو اب تک

مہ و خورشید نمط آنکھ لڑاوے اوس سے
شب ہے تو تا صبح یہان صبح سی بھی اب شب تک

دمبدم تیغ جفا سے ہوے مجروح نصیر
ہات پر آہ کبھی اوس کے نہ پہنچا اب تک

ہے مجکو زلف و رخ ہی ترے کام اب تلک
میرا یہی ہے کفر اور ایمان اب تلک

سینہ مین تھا جو دل توڑ کہا تھام اب تلک
غم کر چکا تھا ورنہ میرا کام اب تلک

ہم چشمی اوس کے چشم سے کی تھی سو اس لئے
ہم پھوڑتے ہین دیدہ بادام اب تلک

کس وجہ سی ہوئے دل ناکام کامیاب
وہ کھولتا نہین لب دشنام اب تلک

[illegible]

99

وصال لیلی محمل نشین کہان مجنون ۔۔۔ نگاہ بس ہے تجھے اس شتر سوار کی ایک

لگی ہے اوس رخ گلگون پہ مجھکو اب نگہت ۔۔۔ عرق کے قطرے کی اور دانہ انار کی ایک

دل و جگر تیرے کیا ابرو مژہ سے بچے ۔۔۔ کہ ذوالفقار کی انیان ہین اور کٹھار کی ایک

کہان ہو مین کہ نگر میرے دل کے دو ٹکڑے ۔۔۔ ق ۔۔۔ لگا کے ضرب میان تیغ آبدار کی ایک

تو کیا ہوا جو شیشے نہین سنی یہ مثل ۔۔۔ کہ سو سنار کے ہوتے ہین اور لہار کی ایک

سواے صانع قدرت نظیر صنعت ۔۔۔ ندیکھے ایسے کمالات دستکار کی ایک

بنا ہے دیکھہ تو کیا کالبد عناصر کا
اگرچہ طبع مخالف نہین ہے چار کی ایک

زرد اسقدر ہی یار ترے مبتلا کا رنگ ۔۔۔ نکلا ہے منہہ مین خوف سی پان کہربا کا رنگ

غصہ سے سرخ کیون ہو اوس فتنہ زا کا رنگ ۔۔۔ آتش مین دیکھتے ہین محک پر طلا کا رنگ

اعجاز ہے کہ برق سے تارے دکہا دیے ۔۔۔ مت پوچھہ اوس کے خندہ دندان نما کا رنگ

کیا منہ ہے جو کرے ترے دانتون کی ہمسری ۔۔۔ دہشت سی ہے سفید سدا موتیا کا رنگ

خون شفق ہین پنجہ خورشید دست حنا کے ۔۔۔ ہے پانچون انگلیون پہ ترے دہ حنا کا رنگ

گویا کہلا ہے تختہ لالہ مین نیلوفر ۔۔۔ پان و مسی سے ہے یہ لب دلربا کا رنگ

دعوا ہمسری گل اور رنگ گو نہ ہو ۔۔۔ دیکھے تری ۔۔۔

کچھہ بھی نہ ہمدم ہو نہین بلند ہاہے تو بتا ۔۔۔ ق ۔۔۔ کیا اوڑ گیا ہے نرگس حیرت ۔۔۔ کا رنگ

چین مہکتے ہی ٹنگے ہین غزال چین ۔۔۔ گرمی سے ہے وہ چشم میت ۔۔۔ کا رنگ

شہید کرکے ہمین رنگ یہ نکالا ہے — نشہ سی سرخ نہین چہرۂ بتان کا رنگ
ملول نہ کیون کف افسوس مین کرین نظر — بہرے ہی محفل یاران رفتگان کا رنگ

نصیاں یاد جوانی عبث ہے پیری مین
کہ ایک رنگ یہ رہتا نہین جہان کا رنگ

یہ چمکا شب کو رخ یار سیمتن کا رنگ — کہ ہو گیا وہین فق شمع انجمن کا رنگ
شفق سے سرخ نہین مہر شعلہ زن کا رنگ — خم فلک مین ہے یہ بادۂ کہن کا رنگ
جھکاے سر کو پرستش مین کیون نہ ہندوی زلف — کہ آتشی ہے رخ طفل برہمن کا رنگ
کیا ہے کشتہ مجھے یار سرو قامت نے — عزیزو فاختئی چاہیئے کفن کا رنگ
عوض حنا کے کئے دست و پا لہو سے سرخ — نکالا کیا مری قاتل نے بانکپن کا رنگ
نہ آبنوس کا دستا لگاؤ خنجر مین — میان بر ابھی نہین شاخ گردن کا رنگ
بہار تختۂ لالہ نہین بدامن کوہ — کھلا رہا ہے یہ گل خون کوہکن کا رنگ

بہار گلشن معنی ہے اپنے دم سے نصیاں
جدا ہے سب سی ہمارے گل سخن کا رنگ

گلشن دنیا مین ہو کیا خاک میخانے کا رنگ — جبکہ ہو جون چشم تر جون گل پیمانیکا رنگ
تختۂ گل سینہ زخم سنگ طفلان سے بنا — دیکھے لیلی نقش رنگ اپنے دیوانیکا رنگ
پنجۂ مرجان بنا مہندی سی اپنے ہات کو — کیا نکالا آپنے عاشق کے مرجانیکا رنگ
اشک ریزان پا کوبان خاک بر سر چاک جیب — آج ہی بازار مین یہ تیرے مستانے کا رنگ

گریزپا نہین طفلان سنگ زن سے قیس — کہ ہے سلاسل لوا نہ بیشتر رگ سنگ

نصیر کی یہ غزل سن کہے ہے افلاطون
چھٹی نہ نبض شناس سخن سے ہر رگ سنگ

عاشق سوا ہے کسکو ہوا ہے شکست رنگ — دل کی شکستگی سے ہی جاے شکست رنگ
آلودگی سے ہے خون سے مژگانکی مو قلم — نقاش مردمک نے برے شکست رنگ
بیمار نے ترے یہہ کہا وقت الوداع — الواے درد پہلو دہاے شکست رنگ
معلوم ہے یہہ ہمکو دلا روز بازپرس — ہوگا نہ کوئی ساتھہ سواے شکست رنگ
اب آہ سینے نکلے ہے لے فوج اشک چشم — ساتھہ اس شکوہ کے ہے لواے شکست رنگ
پرواز کر گیا چمنستان سے رنگ گل — پہونچے جو اوسکے کان صداے شکست رنگ
ق
کہنے لگا طبیب کہ رنجور عشق کے — جز وصل کب ہو آہ دواے شکست رنگ
چہرہ کا رنگ کسطرح بدلے کہ موج اشک — زنجیر ہو رہی ہے بپاے شکست رنگ

رنگ پریدہ عشق کی دولت سے ہے نصیر
کس منہ سے مین کہون کہ یہہ جاے شکست رنگ

گلشن مین جو دیکھی بہار گل صدبرگ — خورشید ہوا آکے نثار گل صدبرگ
اب کے یہ چمن مین ہے بہار گل صدبرگ — ہے بلبل تصویر شکار گل صدبرگ
داغ آبلہ ہو کسکے ہے یاس نہ دل مین — ہو زلے ہے ہر یجان دو چار گل صدبرگ
عالم مین یہہ آ رشک پری سر پہ چڑہا کر — تو نے ہی بڑہایا ہے وقار گل صدبرگ

۱۰۱

شبنم کبھی ہی دونون یہ یا در رکاب ہین
مین اسلئے ہون دیکھ کے گریان نسیم و گل

ڈرتا نہین ہے کوئی ہوا خواہ و ہمنفس
آتے ہین یاد مجکو بہ زندان نسیم و گل

توام ہین آ کے گلشن دنیا مین رنج و عیش
رہتے ہین خاک بر سر و خندان نسیم و گل

دیکھا ہی کسکا گوشۂ دامان جو سحر
رہتے ہین ہم دست و گریبان نسیم و گل

پرچیا ہتا ہون تجھسی ہم آغوش ہو رہون
جون ہمکنار رہتے ہین جانان نسیم و گل

آوارہ یہ اگر ہی تو وہ بھی ہی ہفتہ دست
ہین طرز بیوفائی مین یکسان نسیم و گل

توان سے دل لگائے ہی اتنا نہ اے حریف
نا آشنا ہین بلبل نالان نسیم و گل

سیر چمن نصیر بقول قتیل کر
ہین باعث نشاط دل و جان نسیم و گل

بلبل نہ بھول دیکھ کے اتنا تو باغ و گل
اک ہفتہ مین چمن ہی نہ تیرا سراغ و گل

لالہ کے دل مین داغ نہین ہین جو کہتی ہین
وہ دور ہی کہ ہین یہ ہم آغوش داغ و گل

جا کر کسی کے پیرہن طرف ٹک خیال کر
خونہ دیئے ہین دیکھ تو کیا اسکو داغ و گل

ق

فصل بہار ہے پہ جامہ دری کرین
دامان و جیب چاک نہ کیونکر یہ باغ و گل

جو روسے شیخ کی لب دریا پہ یہ کہا
اس سے کہین چھڑا و مجھے دو فراغ و گل

نو چندی اتوار کو دلیا پکا کے ہین
خواجہ خضر چڑھا اون گی ہی کی چراغ و گل

گلشن مین آج تیرے شہیدون کے ہین مزار
دیکھون ہون شکل لالہ و گل چن باغ و گل

سرسبز اس زمین مین غزل اور لکھہ نصیر
لگتا ہی عندلیب کو خوش اب یہ باغ و گل

فتنہ کیا وہان بپا عطر نے تو پھر نصیر
دیکھون دکھاتے ہین کیا اپنا اثر یان پھول

عندلیبو نکرو صبح کو غل بر سر گل
گل کی یک ہفتہ کی نوبت ہی یہہ عالم بین
کیا جبین پر تری قطرات عرق کی ہو بہار
کونسا بادہ پرست آج یہان آتا ہے
زر گل باد صبا دان کرے ہی تا ید
پاؤن گستاخی سے رکہہ سر یہ گل کے بلبل

دیدۂ خفتہ نمط غنچہ ہین گل بر سر گل
ساز عشرت کے بجا و نہ دہل بر سر گل
شبنم اس طور سے کب آئی ہی ڈہل بر سر گل
غنچہ کی طرح جو ٹپکا خم مل بر سر گل
عندلیب آج کوئی بیٹہا ہی تل بر سر گل
کیا بنایا ہی کہین تو نے یہ پل بر سر گل

پہولنا اور بہی رونا ہے وہ اب لیس نصیر
عشق مین اوسکے جو ہم کہاتے ہین گل بر سر گل

کس روش تو نہ کیا دیکھین آج گلچین شاخ گل
دیکھہ او سرو نشان قد کو صانع قدرت نے یون
کر ہین آزاد کیا مجھکو اے صیاد تو
صبح مرغان چمن کو کرے شبنم سے چہنو
صفحۂ گلشن پہ کہینچے گر ترا نقشہ بہار
خون دل پر پردہ اوسکا دمبدم بیتی ہی آہ
سینہ پر داغ ہی یہہ رشک بستان خلیل

مثل تیغ خونچکان لگتی ہی گلچین شاخ گل
ہر زبان برگ سی کرتی ہی تحسین شاخ گل
رکہہ سے تو جا کے قفس مین پہر نگین شاخ گل
معنی رنگین گل کرتی ہی تلقین شاخ گل
خانہ نقاش چین بنجاؤ مین شاخ گل
حق مین بلبل کے ہی یہہ منقار شاہین شاخ گل
آہ آتش بار نے یہان اب ہی سوخت شاخ گل

١٠٣

زخمی چمن مین ہین تری تیغ ادا کے پہول
دہشت سے ہاتھ پاؤن گئے ہین صبا کے پہول

بعد از فنا تو رکھہ مری تربت پہ آکے پہول
جب رنگ سے جیتے جی تو نہ مارا اوٹھا کے پہول

دندان کی آب و تاب سے کہاتے ہو جو سکے تو
کوڑی کے تین تین بکین موتیا کے پہول

آسودگان خاک کی شاید ہین محو دید
نرگس کے دیکھتے ہین جو آنکھین نکالکے پہول

قمری بنی ہے سرو چمن کے گلے کی ہار
دیکھی ہر کان پر جو کسی بینوا کے پہول

دیوانہ ہو نہین آمد فصل بہار کا
خوش ہین چمن مین چاک گریبان کیا کے پہول

کرتا ہون روکے ہستی موہوم پہ نظر
ہنستا ہے جب چمن مین کوئی کہل کہلا کے پہول

شبنم دکہاتے آب بہی ہیرے کی تو کسی
آگے مرے وہ غیر کو دیتے ہین ہلا کے پہول

اوس نے برنگ صفحہ باطل ہزار حیف
ہر صفحۂ چمن پہ دکہایا مٹا کے پہول

گلچین روزگار کے ہاتہون سے اے نصیر
دیوار و در کی سیر کرون کیا بنا کے پہول

رو لش اوسکے دیدۂ مخمور سے ہون کس کے پہول
جبکہ مرفوع القلم ہون بالقلم نرگس کے پہول

صبح کو تجہتی کرین گلشن مین تجہ سے نرگس کے پہول
مین تجمل غنچہ دہن اس چشم نرگس کے پہول

رنگ زرد و تر ہے وہ گر تجھکو دیکہین باغ مین
کہاتے ہیرے کی کنی شبنم سے تجہ بن پیاس کے پہول

ترمراز خم جگر ہے دیکہہ تک اسکی بہار
خشک ہو جائیگا اک دن آہ پہر اے پس سے پہول

ساغر و جام سی گل و غنچہ خوش آتا ہی ہمین
تو نہو ساقی تو پہر کیا چمن اور کس کے پہول

کشتۂ تیغ تغافل ہون اوسیکا ہمدمو
چاک رہتے ہین گریبان عشق مین اب جسکے پہول

[illegible]

پہلے ہی سی کم نہین مژگان اشک افشان مرے
کچھہ خبر بھی ہے اٹھو چل فاتحہ کیواسطے

موتیا کے دیکھنا جھڑتے ہین منہ سے اسکے پھول
آج ہین اے شوخ تیرے عاشق مفلس کے پھول

رنگ خوب و زشت مین کیون فرق بھی ہے اے نصیر
خار بھی تو ہے اوسیکا مین ہے جسکے پھول

تجھکو کیا ہے پری رو کان کے بالے مین پھول
قطرہ خون جمگیا او مین نہین لے ہمدمو
بام پر کس نے ایک گر سیج بتا توڑا ہے ہار
واہ رے رشک چمن یہہ نیلوفر کا خال ہے
رات کس دلجلے نے چھوڑی ہوائی آہ کی
لیچلا ہے لخت دل سیل سرشک چشم تر
شانہ رنگین نہین وابستہ ریش شیخ مین

دیکھتے ہی مہ گیا خوشوقت ہو تا مین پھول
خار کی دولت سے ہی پہنایا نون کے چہا مین پھول
جو پڑے ہین اوڑکے یہہ ایجان پرنالی مین پھول
کیا بنایا تو نے ہے سر مہ کے دنبالے مین پھول
جاکے آتش کا پڑا کتے ہین ہنگامین پھول
کیون بہا مردمان لالا کے یہہ نالے مین پھول
یہہ دیکھہ کر رنگیا مکڑی کا ہی جالے مین پھول

ہیبلہ اس داغ دل سوزان پہ مت رکھہ اے نصیر
آپنے کا رکھتا ہی کیون دیکھہ تو کالے مین پھول

رخ سے کیا خوب کہ برقع نہ اٹھانا شب وصل
کیا ہے اندھیر چراغ آہ بجھانا شب وصل
دیکھنا ذکر یار نہ لانا شب وصل
غیر کا ذکر مرے روبرو جانے دے نگر

ساتھہ ہو نامری اور منہ کو چھپانا شب وصل
کس سے سیکھا ہی بتا گل یہہ کھلانا شب وصل
میری ہستی کو کہین تو نہ مٹانا شب وصل
شعلہ خو خوب نہین مجھکو جلانا شب وصل

[illegible]

بلبل ترے جلینگے خس و خار آشیان بولا وہ داغ دل کو مرے دیکہہ رشک گل		اوڑ کر پڑا جو آگ کا اک گلستان سے پہول بے موسم بہار یہہ لایا کہان سے پہول
	کرتا ہے فرش راہ گل اندام اے نصیر لالا کے گلفروش بہی اپنی دوکان سے پہول	
کچہہ کم نہین ہے رسن سے یہہ ہار سیاہ کے قنبر کی چشم کی ہے یہہ پتلی کی آرزو		عارض کا تیرے سایۂ کاکل کے منہ پہ تل یا شیر حق ہون ترے دلدل کے منہ پہ تل
	حیرت کی جا نہین جو نکل آئے اے نصیر سودے مین زلف یار کے سنبل کے منہ پہ تل	
خوشی سے کر رہی ہے غل ادہر قمری ادہر بلبل ہوی حیران خط و زلف و قد و رخ دیکہکر اسکا		چمن مین دیکہہ سرو و گل ادہر قمری ادہر بلبل ادہر سبزہ ادہر سنبل ادہر قمری ادہر بلبل
سنگ جفا سے ہی ترے شیشا تنک ہے دل سیر چمن کی کوئی کرے کیا شکستہ دل مانند جام چینی ہو دار ہون خموش دور فلک مین کیفیت میکشی نہین دیکہا نہ تو نے پردۂ محمل اوٹہا کے آہ مینا سے مے کو عالم مستی مین تو نہ توڑ اے چشم خاک پر نہ لٹا طفل اشک کو		پر پیچ تجکو سیکا شکستہ دل گل ہی شکستہ خاطر و غنچا شکستہ دل ہوگا جہان مین کوئی نہ مجہسا شکستہ دل ساغر شکستہ رنگ سے مینا شکستہ دل مجنون بہلا انکیونکہ ہو لیلا شکستہ دل ہو جائیگا حباب بدریا شکستہ دل ہے نور دیدہ اسکو نہ کرنا شکستہ دل

نفس سرد کے ہاتہون سے ہوی ضبط آہ / ہوگیا آگ کا آندہی مین دبانا مشکل
عشق کمظرف سے پنہان نہین ہوسکتا ہی / کہ سمندر کا ہے کوزہ مین چہپانا مشکل
یہہ ہنر موج تبسم کو ہی تیری ہی یاد / ورنہ ہے برق کا نے ابر کہانا مشکل
دانہ یہان مزرع دنیا مین ہی گو سرسبزی / آپکو خاک مین لیکن ہے ملانا مشکل
عشق آہو نگہان دل تجہی کہا جائیگا / صید کا شیر کے منہ سے ہی چہڑانا مشکل
تن لاغر کی مرے تار نفس سے ہے نمود / ورنہ ہے سوزن گمگشتہ کا پانا مشکل
لٹ ترے زلف کی ابرو پہ ہی اینٹہکر دیکہون / ماہ نو کا ہی گہٹا مین نظر آنا مشکل
پاؤن رکہنا تو رہ عشق مین آسان تر ہے / صفت شمع ہی پر سر کا کٹانا مشکل
خوف لخت دل سوزان کا کرہی کیا مژگان / ہیزم تر کا ہے آتش کو جلانا مشکل
پیچ در پیچ ہے دل زلف کا کوچہ مت جا / خضر خط کو بہی ہے رستہ یہہ بتانا مشکل
آب گریہ سے فرو ہوگی نہ دل سوزش عشق / مشتعل آگ ہے اسکا ہی بجہانا مشکل
ق
زاہدا عاشق جانباز ہون میری تقلید / تو نکر یار سے ہی آنکہہ لڑانا مشکل
سجدہ محراب عبادت مین ہے کرنا آسان / تہ شمشیر ہے پر سر کا جہکانا مشکل
جسکو کشتہ کرے یہہ چشم سفتن تیری / اوسکا پہر خواب عدم سے ہی جگانا مشکل
تو ہی کہدے لب جان بخش سے اپنے قاتل / ایسے مردہ کو ہے عیسی کا جلانا مشکل
آج اوس شوخ کے بر مین ہے بسنتی پوشاک / دل بیتاب او سے قابو مین ہی لانا مشکل
کون ہان دام بلا مین ہو گرفتار نصیر / دل لگانا تو ہی آسان چہڑانا مشکل

پہر احتیاج ثالث بالخیر کی نہین	اک تو ہو پاس دوسرے بس ہو فراغ دل

لکہ اس زمین مین اور شگفتہ غزل نصیر
کہل جاسے جس کے سنتے ہی یارونکا باغ دل

روشن دو چند مہ سے ہو اپنا چراغ دل	اے شمع عکس وہ ہوتا ہے داغ دل
آنکہونمین صبح و شام نکیونکر رکہون کہ اشک	لڑکا ہے نور چشم ہو اپنا چراغ دل
دیکہا نہ تنگدل کو شگفتہ بسان گل	غنچہ کو کب چمن مین بہلا ہے فراغ دل
برباد ہو گئی ہے صبا خاک چہانتے	پایا نہ تیرے گم شدگان کا سراغ دل
کسکو دل و دماغ ہے گلگشت باغ کا	کچہہ اور بو کہے ہے صبا اب باغ دل
کب اسکے ظرف کو یہان پہنچے ہی جام جم	کم ظرف کیا سمجہتے ہین کیا ہی ایاغ دل

کب اس یہین سے ڈہال کا پہول اوسکے ہی نصیر
رکہتا ہے جو بہار ہمارا یہ داغ دل

ہمارا دشمن جان ہے تو ہو وہ مہربان درد دل	مثل مشہور ہے یار و حساب دوستان درد دل
خیال اوس شوخ کے ابرو کا اپنے جی مین آتا ہے	کہ ناخن شیر کا کہتے ہین بہر حرز جان درد دل
یہان ہر ایک نے اپنے من مین لا کہہ من کا	محقر آنکو سمجہے ہین کب یہہ ناکسان درد دل
نشان اون شہسوارونکا نپایا نام کو ہمنے	کہان وہ رکہتے تہے جو خواہش فیل و نشان درد دل
نہین ہوسکتے ہین ہو سماتے پیرہن مین اے ہو خندان	ہر اک گل باغ مین گویا ہے شاخ زعفران درد دل
نصیر آسان نہین درویش ہونا دیکہہ ہر بنا ق	صفائی کچہہ تو پیدا کر ذرا آئینہ سان درد دل

بولا کہ عاشقی مین قدم رکہہ کے تو نہ بہول — یہان کس شمار مین ہی سنا یہہ قطار گل

رخ پر نصیر اوسکے ہی خط سے بہار دیکہہ
اپنی نظر مین خار سے ہے افتخار گل

کرینگے روکشی گر صبح کو تجہہ سے چمن مین گل — نور کہہ جاینگی ہیرا لیکے شبنم سی دہن مین گل
ہوے ہین شاد تجہکو دیکہکر ایسے چمن مین گل — نہین پہولے سماتے آج اپنے پیرہن مین گل
نزاکت کیا کہون اوسکی کہ شبکو بستر گل پر — بدلتے کروٹین جون خار چبتے ہین بدن مین گل
ظہور رنگ الفت دامن کہسار مین دیکہو — گریبان چاک ہین لالاے عشق کوہکن مین گل
تحیر مین ہو نمین وہ دیکہہ خال گوشۂ ابرو — لگا ہے نیلوفر کا شاخ آہوے ختن مین گل
عجب ہی رنگ سے محفل مین کی کل اوسنے مینوشی — کہ شکل غنچہ شیشہ تہا پیالہ انجمن مین گل
تری چہپا کلی مین یہہ نہین سوتی ہین آویزان — کہلے ہین موتیا کے زور سورج کی کرن مین گل
بہار آئی ہے موج صبا زنجیر پہنا دے — گریبان چاک آتے ہین نظر دیوانہ پن مین گل
مزار کشتۂ الفت پہ کیا حاجت ہی پہولونکی — کہ داغ سینہ کو سمجہے ہے وہ چاک کفن مین گل

نصیر اب تو ہی ہی طرز کا ہی ایک عالم مین
کہ ہین مضمون و معنی کے ترے باغ سخن مین گل

چمک رہا ہے چمن مین ابہی ستارۂ گل — شعاع مہر جو ہے صبح گو ستوارہ گل
چمن مین سوزن منقار سے ترے بلبل — رفو ہوا نہ گریبان پارہ پارہ گل
کہے ہے مرہم کافور صبح زخمو نپر — نہین ہی اسکے سوا اور کوئی چارۂ گل

١٠٩

[illegible]

اے دل اک کوچہ بستہ ہی اوس شوخ کی مانگ | چشم جون آئینہ اس رہ مین سدا کہولکے چل

چشم تر آئینہ سان کیون ہے شب در نور انصیر
بیٹہ جا اپنی حقیقت کو دلا کہول کے چل

چشم تر بہیک اون اشکونکو نہ تو خاک کے مول | در شہوار ہین انجم افلاک کے مول
تو ہزار اسکی ٹرہا باغین قیمت بلبل | گل کو لیگا نہ کوئی ہزار صد چاک کے مول
تیری اک جنبش مژگان پہ ہی سو دل کا | جنس دل بیچتے ہین ہم خس و خاشاک کے مول
گر فلک سیر ہمارا ہے یہہ شبدیز خیال | پر لیا کس نے ترے توسن چالاک کے مول
زاہدا اس دل صد چاک کی قیمت ہے تو جیب | یہہ وہ دندانہ نہین کی ہی جسے مسواک کے مول
غنچہ کیون نہ کرین زحمت چمن مین اپنا | کہ بہر رنگ نہین وہ ترے پوشاک کے مول
عقد پروین پہ نہین چرخ پہ ہے بادہ کشو | دیکہو اس خوشۂ انگور کا تاک کے مول

کیون نہ اس سلطنت فقر پہ نازان ہون نصیر
تاج اپنا بہی یہ ہے افسر ضحاک کے مول

اوس خیال قد سے لوٹی ہی دل زار مین بال | جیسے آجاتے ہے مینا سکسار مین بال
مشک تاتار کی بو آئی ہے اے باد صبا | کسکی چوٹی سے اوڑا لائی ہے گلزار مین بال
مرغ دل گو ترے شاہین نگہ سے چھوٹا | لیگئے نوچ کے پرپنجۂ منقار مین بال
رشک صد تختۂ سنبل ہوا گر زلفون کے | کنگھی کرنے سے جہڑین دامن کہسار مین بال
تجھسے یہ چشم نہ تہی آہوے بت آہو چشم | کہ مجہے شیر کا دے تو مے گلنار مین بال

ترے قدسے ہملب پاتے ہین ہم
سرو کا سر کاٹ کرلاتے ہین ہم

گوہر دندان دکہا دو ہنس کے آج
ورنہ ہیرے کی کنی کہاتے ہین ہم

چشم سے مژگان پہ آئے اشک سرخ
تیری رتی آج چمکاتے ہین ہم

چہوڑدہ ابرو گرہ دل کی ہلال
تیرے کب ناخن سے کہلواتے ہین ہم

زلف خوبان کیون گلے پڑتی ہے تو
کوئی تیرے دام مین آتے ہین ہم

اے میان تیری کمر کا کر خیال
لامکان مین آپکو پاتے ہین ہم

جلوۂ موج تبسم یار کا
برق کو دکہلاکے تڑپاتے ہین ہم

ابتو اوس کوچہ مین جو کچہہ ہو سو ہو
جان جائے یا رہے جاتے ہین ہم

ق

دیکہنے کو اون کے رخسارون کے تل
ہند ہو جب ہاتہ دوڑاتے ہین ہم

ہو خفا کہتے ہین کیا رہ تو سہی
تجہکو اب کولو مین پلواتے ہین ہم

ق

مین نے جب پوچہی تپ غم کی دوا
ہنس کے کیا بولے کہ فرماتے ہین ہم

شربت عناب مین
لو اگر ہووے تو بتلاتے ہین ہم

عرض کی مین نے کہ اے بندہ نواز
اسکی تاثیر اور کچہہ پاتے ہین ہم

بوسہ خال دہان ولب اگر
لطف سے دیجے تو بچ جاتے ہین ہم

صفحۂ ہستی سے اوٹہتے ہین کوئی
نقش نو جو مہر ٹہلاتے ہین ہم

ولہ

چشم مین کب اشک بہرلاتے ہین ہم
راتدن موتی ہی برساتے ہین ہم

جبکہ وہ تیر نگہ کہاتے ہین ہم
سہم کر بس سرد ہو جاتے ہین ہم

آزار تپ عشق مین رکہتا ہون طبیبو
تم کیا یہہ سمجہکر مجہے دیتے ہو دوا گرم

سمجہے کی جو چیڑہ جائیگی اپنے یہہ کبہی تاپ
ہوتی ہی ترے پاس سے لپٹنے کو حنا گرم

تک شعلہ رخ شمع کو انصاف سے دیکہو
اس گورے بدن پر نظر آتی ہی یہہ کیا گرم

پہلو نہ تہی کیجئے مانند مہ نو
اک شب تو بغل کیجئے ای ماہ لقا گرم

کہنے کو صبا بہی تہی ہوا خواہ ولیکن
زخم جگر گل ہی چمن مین نہ سیا گرم

اس خانہ خراب آنکہہ کا کیا کیجئے شکوہ
اسنے تو کبہی شوخ کو ہونے نہ دیا گرم

سرگرم سخن سب ہین سخن سنج ولیکن
لکہے تو نصیر ایسی غزل کوئی بہلا گرم

اوس لعل لب کے ہین جو تمنا خوانیون مین ہم
کہلاتے اسلئے ہین بدخشانیون مین ہم

کیا جانے کسکی زلف نے سودائی کر دیا
رہتے ہین اب جو سلسلہ جنبانیون مین ہم

تو مصر حسن مین مہ کنعان ہی ای عزیز
گنتے ہین اسلئے تجہے لاثانیون مین ہم

گردن مین طوق پاؤن مین زنجیر ڈالدے
تا حشر گواہ ٹہین ترے زندانیون مین ہم

رکہے ہین اشک دامن مژگان مین اسلئے
موتی پرو ٹینگے ترے جودانیون مین ہم

یہہ تو نہوگا عشق کے مسلخ کو چہوڑ کر
قاتل گلا کٹائین جو قربانیون مین ہم

اے سادہ رو تبا کہ سکندر کو کیا کہین
تو دیکہے آئینہ رہین حیرانیون مین ہم

افغان سے تیرے رات کے نیند اپنی اوڑ گئی
ہیچین گے جاکے دل تجہے افغانیون مین ہم

غنچہ کے زر ہی گانٹہہ مین خاطر کیون ہو جمع
گل کی روش مین آہ پرشانیون مین ہم

آئینۂ دل کا صاف کریگا صیقل گر یہی ہم
اپنے سوا دکھہین کسے نہ یہی ہم باہری ہم

جان بر ہوا اون کیونکہ دل اپنی ہین پلکین یار کی
نیزہ بہی ہم ناوک بہی ہم برچہی بہی ہم خنجر بہی ہم

اشکونکی دولت کیبو ہین سلطان اقلیم جنون
رکہتے ہین ساتہہ اپنے سدا اشکونکا ایک لشکر بہی ہم

جنون کے ابرو مجہے کیا وہ ہنسکے فرمانے لگے
اس تیغ کی دم سے سدا دکہلائینگے جوہر بہی ہم

کیا خاک کیجے سیکشی ایساقی گلفام آ
گریان ہین مثل ابر کیا جون برق ہین مضطر بہی ہم

کہتے ہین وہ پان خوردہ لب یاقوت سے کمتر ہی تو
کہلاتے لیکن آج ہین برگ گل احمر بہی ہم

ایشوخ دانتونکا ترے یہان ہے تصور ہی بندہا
دریائے چشم تر سے یہان بہلاتے ہین گوہر بہی ہم

رکہتے ہوئین گرداب ہم پر دردیہہ اے چشم تر
گرداب دریا کیطرح کہاتے ہین ہیہات جگر بہی ہم

جو چاہے کر جور و جفا پر دلکا مہر داغ سے
روز قیامت کو سنا دکہلائینگے محضر بہی ہم

قدسے نصیر اوسکے سدا اک شور محشر ہی بپا
چہوٹے عذاب قبر سے کیا خاک یہان مر کر بہی ہم

آغوش مین کہینچ اوسکو باندازد گر ہم
مالہ مین دکہاتے ہین گہڑے دلکو قمر ہم

جون ذرہ نہین ایک جگہ خاک بسر ہم
اے مہر جہانتاب جدہر تو ہے اودہر ہم

اس فرصت یکدم پہ دنیا کرکے نظر ہم
مانند حباب آہ اوٹہاتے نہین سر ہم

روتے ہین سر شام سے ہر واسطے جون شمع
رکہتے ہین یہان روز قیامت کا خطر ہم

خودبینی اگر عیب ہے نزدیک تمہارے
تو بے ہنر واسکو سمجہتے ہین ہنر ہم

صاف اپنے سوا غیر کو پاتے نہین واللہ
کرتے ہین جب اوس آئینۂ دل مین نظر ہم

[illegible]

وہان غیر سے سرگرم سخن شمع صفت ہین — یہان شعلۂ آتش کی طرح دہنتے ہین سر ہم

ہو جائیگا اک دم مین دو عالم تہ و بالا — زلفونکو کرین شانہ سے تو درہم و برہم

کیا تو بہی کسی زہرہ جبین سے ہے گرفتار — پاتے ہین جو شب داغ بدل تجہکو قمر ہم

کہتے ہین وہ میوہ نہین رخسار خط سبز — یہہ سنکے کہتے ہین قرآن مین طاؤس کا پر ہم

عصیان کی چہٹی داغ کی مجسے نہ سیاہی — اے اشک سے دہوئینگے صابون سحر ہم

وہ رخنۂ دیوار سے جہانکنے کہ نہ جہانکے — کرتے ہین سدا اوسکے محلہ مین گذر ہم

فرماتے ہین وہ رخسار پہ زلف کا حلقہ — دکہلاتے ہین یہہ حسن کے دریا کا بہنور ہم

اچہا ہوا عالم کے چہٹے سنگ زنی سے — کیا لیتے یہان ہوکے ثمردار شجر ہم

جا کر نہ وہان سے کوئی پہرا ہے جو پوچہین — یاران عدم رفتہ کی احوال خبر ہم

چہیڑی تری گر زلف معنبر تو خطا ہے — ہے مار سیہ کیون نہ کرین اس سے حذر ہم

ق

پستان تو چہپا تا ہی تو اے یار سہی قد — پر تجکو ملائینگے بانداز دگر ہم

کوچہ مین لگا کر ترے نارنگیون کے نخل — تو زین گے ترے سامنے بہر دہ ہی ثمر ہم

ق

جیون کی طرح دیکہہ بہراتے ہین شب و روز — اشکونکو تا بر مژۂ دیدۂ تر ہم

اے طفل حسین چہوڑکے مت جا یہہ تماشا — جو شعبدہ باز اپنا دکہاتے ہین سحر ہم

ق

کیون در پے تکلیف ہوا ہی گردش ایام — تا ہون سے ترے چہوڑکے گہر جائین کدہر ہم

دیتی نہین تو خانہ نشینی مین بہی آرام — جون مردمک دیدہ ہین سرگرم سفر ہم

ق

یا دیسے کوئی کہتی ہے یہہ عشق کی منزل — جب تک نکرین بوالہوسان سے سر گذر ہم

[illegible]

صاف کر لیتے ہین جب جاروب مژگان سے نصیر
اوس کے کوچہ مین قدم آنکھون سے تب رکھتے ہین ہم

گردش چشم اپنی وہ مجھکو اگر دکھلائی جام
آبرو کیا ہست تیری خاک مین ملجائے جام

کشور دلپر گذارا لشکر غم کا ہے آج
کہدے ساقی کار جا داری ساقیا دکھلائی جام

بزم رندان مین جو بیٹھے شمع محفل تو اگر
موج مے سے ہو وہین مینا جبین اونچائی جام

جلوہ گر آنکھون مین داغ شہپر طاؤس ہے
کب ترے آشفتہ کو صحرا مین ہی پروا جام

گرمی بازار دختر رز نہین تہی اسقدر
میکدہ مین کیون نہ ہاتہون ہاتہہ ہو سودا جام

خواہش ساغر کشی ہو گر تجہے اے رشک ماہ
چرخ مینا فام بہی خورشید کا بہر لائے جام

کاسۂ سر کو دہمک پہونچی ہے ستون کے دلا
محتسب سے کوئی کہدیو نہ اب ٹہلائے جام

چشم سے اوس بحر خوبی سے ملائی ہی آنکھ
جون بہنور اس در مین کیونکر نہ چکر کہائی جام

ساقی کوثر کا رہ مداح دل سے اے نصیر
اون کے چشم لطف سے تا حشر کو ملجائے جام

جون ذرہ نہین ایک جگہہ خاک نشین ہم
اے مہر جہانتاب جہان تو ہے وہین ہم

شب حلقۂ رندان مین عجب سیر تہی ساقی
ساغر کو سمجہتے تہے مہ ہالہ نشین ہم

سینے مین سدا رشک تو ہی قلمی دیکہہ
ہر تار سرشک اپنے سی دامان زمین ہم

اے رشک نسیم سحری کیون ہے مکدر
گلشن مین تجہے دیکہتے ہین چین بجبین ہم

برپا نہ کہین کیجیے اب شور قیامت
وحشت زدہ اے خانہ زنجیر نہین ہم

ہار پھولون کا پہنتے ہو تو ہم بستر ہی ہو | ورنہ انگارون پہ کیون مجھکو لٹا جاتے ہو تم

سر پٹکنے مین پڑے ہم حلقۂ در کیطرح | جا کے در سے جب کبھی آنکھین لڑا جاتے ہو تم

کان کا موتی چھپاؤ طفل نادان ہی ہے دل | اسکو لولو سے ہمیشہ کیون ڈرا جاتے ہو تم

چین سے سوتے دو تک آسودگان خاک کو | پھر اک شور قیامت کیون اٹھا جاتے ہو تم

ہون گرفتار قفس اے ہمصفیران چمن | نالہ ہاے زار کیون اپنے سنا جاتے ہو تم

کیون نہ ہنس ہنس کر جلون جون شمع آتش زیر دہ | جس تماشا کے لیے مجھکو جلا جاتے ہو تم

جان کہو بیٹھے گا ابھی یہ نصیر خستہ دل
اسکے پہلو سے اب اوٹھہ کر گھر کو کیا جاتے ہو تم

لکھدے مشاطہ تو ابروے دلارام پہ نام | یعنے استاد کا ہی جاتے صمصام پہ نام

کوئی کس شکل سے بچشم ہوے بستہ دہن | چشم رکھتی ہے تری نرگس بادام پہ نام

کیونکہ روباہ صفت پائے قناعت ڈگہ جاے | اسد اللہ کا لیتا ہون مین ہر گام پہ نام

روسیہ گرچہ مین پر ہمنے ترا احسان | کھود رکھا ہی نگین دل ناکام پہ نام

کیون نہ آنکھون سے لگا کر مین پیون اے ساقی | ہے رقم ساقی کوثر کا لب جام پہ نام

گردش چشم کا اک تری نہین ثابتی مین | رکھتے آئے ہین تہی گردش ایام پہ نام

کیون نہ انگشت نما جون مہ نو ہون کہ مرا | آج مدت مین لیا اوس نے لب بام پہ نام

دالۂ و شیفتہ و زار و حزین و مجنون | ہمکو کیا کیا تری الفت مین ملے نام پہ نام

ق
بات منہ دیکھے کی آئینہ نے جب دل ہی کہی | یعنے رکھا اوسکے رخ و زلف سیہ فام پہ نام

ہے ہدف آہ مرغ دل اے ترک چشم یار
اسیر لگا خدنگ نگاہ غضب سے کم

جون نقش پا ہون جلنے کی طاقت مجھے نہین
اپنی گلی مین دی نہ جگہ اک جب سے کم

تو دستگیر ہو نہین اب آ کے عصاے آہ
تاب و توان بدن مین ہی رنج و تعب سے کم

اب ایکدم تو ہے [illegible] فلک سے
واقف ہون رنگ گلشن عیش و طرب سے کم

جو گاہی ہے مردمک چشم مہر و ماہ
جو گاہ نصیر سمجھتا ہے سب سے کم

ہے ابرو و مژگان ترے تیغ و دو سپر چشم
کردہ یہہ سیاہی کا نہین ہی سپر چشم

کرتے ہین بزانع مین سپر بطا دس
آئینہ انصاف ہے پیش نظر چشم

باور نہین تو دیکھہ لے جا کشتی دریا
قائم نظر آتی ہے تجھے ہی سفر چشم

رکھتا ہون تصور سے تری تیر قرہ کے
جون دیدۂ غربال مشبک جگر چشم

سرمہ سے نہین خال بنایا ہی یہ اوس نے
ہے بچہ مژگا نمین گل نیلوفر چشم

رکتے ہین تری گو کہ ہوس خاک نشینان
جون نقش قدم سب سے انہو نکا

پرواز کبوتر کو ہے بیضہ سے نکل کر
کیونکر نہ روان اشک ہے ن بیرون در چشم

رونے نے مرے اوسکے نہ تاثیر کی دلمین
کچھہ سود ندیکھا ہے سواے ضرر چشم

سن جسکو غزالان ختن وجد کرین یہان
لکھہ اور نصیر ایک غزل مختصر چشم

ہے سایۂ مژگان مین نہ یہہ اشک تر چشم
پروردہ ہے حسن خانہ مین نور بصر چشم

117

وہ مے ہے گر جام بلوریں میں تو ساقی
بن جائے حباب کو بھی دریا ہمہ تن چشم

نرگس ہی چمن میں تری آنکھوں کی ہے مشتاق
بادام کا ہے نخل نہ تنہا ہمہ تن چشم

ق

مجنوں کی طرح کیوں نہ ہوں میں طالب دیدار
داغوں سے ہے ہرن تیرا لیلا ہمہ تن چشم

اے غنچہ دہن ہے جو ترا طالب دیدار
داغوں سے ہے طاؤس چمن کیا ہمہ تن چشم

ملک میں ہے افزوں دل نظارہ کی خاطر
گل گوش بنا نرگس شہلا ہمہ تن چشم

ہر چیز کو الٹ پلٹ جو کرتا ہے تو پاتیں
اب میں ہمہ تن گوش ہوں تو پا ہمہ تن چشم

آنکھوں کے تصور میں اے مصور اسکے شب و روز
دل صورت آئینہ ہی اپنا ہمہ تن چشم

صاف ہے یہہ تیری خوشنمائی یار چشم
فرد باطل صاف ہے آئینۂ بیدار چشم

جاگتے ہی وہ فتنۂ خوابیدہ جب سے مثلا
پنجۂ مژگان سے اپنے دور ہیں ہشیار چشم

نگاہ جوں ناسور بہتی ہے نہیں رہتی ہے خشک
روزن کشتی ہے پاسے رخنۂ دیوار چشم

شہسوارانہ نگہ کرتی ہے کیا کیا ترکتاز
ہمعناں دوڑیں ہیں ابلق رہوار چشم

رشتۂ الفت میں باندھی ہے پرپرواز آہ
مرغ کی مانند جو بیٹھی ہے ناچار چشم

قد ترا باغ جہاں میں نخل ہے بادام کا
لگ رہی ہے جس سے مت عاشق کی اے دلدار چشم

دامن صحرا سے لیکر پاشت تک دریا کے ایک
تختۂ گلزار کر دوں گر چہ ہو خونبار چشم

بام پر اک ذرہ اسے بے مہر آ لکدن کہ تو
جوں گل خورشید اپنی طالب دیدار چشم

گل سے دل الجھا ہے اسکا گلشن میں بیٹھ
مت لگا اے آبلہ پا خار سے زنہار چشم

ایسا نہو کہ چوٹ لگے آن رات کو
پردہ مین کب رہے ہے یہان حسن جلوہ گر
روتی ہی کیا پتنگ کے ماتم مین زار زار
پہونچی ہی نوبت عشق تلک اسکی ہی بجا
نسخہ تمام سوختگی کا پتنگ کو
نیرنگیان دکہائے ہے ہستی کے داغ سے

بن اے پتنگ اب کہین جاسوس شمع بزم
فانوس مین چہپا نہین ناموس شمع بزم
شعلہ نہین یہہ ہی کف افسوس شمع بزم
گر عشق مین بجے ہی تو نہین کم س شمع بزم
حاصل ہوا ہے دیکہہ کے قاموس شمع بزم
ملک یکہتا یہہ جلوہ طاؤس شمع بزم

روشن ہے حال سوختگان پوچہہ مت نصیر
شام و سحر ہے دوزخ و فردوس شمع بزم

جو گزرے ہی بر عاشق کامل نہین معلوم
بے تہاہ ہی کیا بحر حقیقت پہ شناور
کیون رستے مین نت ریوڑی پہیریا عاشق
جراح یہہ کہتا ہی مجھے دیکہہ کے بیدم
جون آئینہ حیرت زدہ یہان دیکہو ہون سبکو

جبریل ہے ہر آن مین نازل نہین معلوم
جسکا کہین آخر لب ساحل نہین معلوم
اوسکے لب شیرین پہ کہین تل نہین معلوم
کس تیغ نگہہ کا ہی یہہ گہایل نہین معلوم
کیا جانے کس پر ہون مین مایل نہین معلوم

چل چل کے رہ عشق مین جون نقش قدم ہم
تہک بیٹھے نصیر اب نہین منزل نہین معلوم

کچھہ سرگزشت کہنے لگے روبرو قلم
کاغذ کا ناو کیا ہے ترے روبرو قلم

گردش نصیب روز ازل سے ہے تو قلم
ہے موج یعنے صفحہ دریا کی تو قلم

ہے ہمین سے وہ شاہد معنے	حرف مطلب کے مدعا ہین ہم
جام سے ساقیا شتابی نے	کون کہتا ہے پارسا ہین ہم
شمع سان ہے دراز رشتۂ عمر	کہ فنا ہونے سے بقا ہین ہم
تیرے کوچہ تلک کی طاقت ہے	نہین استے شکستہ پا ہین ہم
بانگ سنکھ اور نالۂ ناقوس	کہیے ہمدم جو کم نما ہین ہم

چشم بد دور کیا غزل ہے نصیر
خوب اس فن مین مرحبا ہین ہم

چھیڑے کس گل کے دہن کی تھی کہانی شبنم	منہ مین غنچہ کے جو آتی ہے جو پانی شبنم
بارش گریہ سے مٹتا ہی کوئی داغ جگر	الفت لالہ رخا کی ہے نشانی شبنم
ہو گی کس منہ سے تو اوسکے در دندان سے	آبرو یہان تجھے مشکل سے دوبارہ پانی شبنم
صبح پیری مین ہوی تری طرح سے پامال	خاک مین ملگئی ہیہات جوانی شبنم
دامن گل سے لگی اب تو غلط کہتی ہے	بات مانگی نہ یہہ تری زبانی شبنم
ہر سحر اوس نے تو گلشن مین پیرہا یا سر پر	کس روش گل نے تری قدر نجانی شبنم

آنکھ کیون ہی تو موتی سے نہ جیکے کہتا ہے نصیر
بزم مین صبح اسکے تبا زور سے دہانی شبنم

سحر دیکھین جو رنگ شاہدی تابان گل و شبنم	تو ہون لعل و گہر گلشن مین قربان گل و شبنم
ریاض دہر جائے عشرت و اندوہ ہے دیکھو	لب خندان اور چشم اشک ریزان گل و شبنم

ہے شب و روز ہمین زلف و رخ یار سے کام
نے غرض کہتے ہین کافر سے نہ دیندار سے کام

دل کو ہو کیون نہ ترے ابروے خمدار سے کام
جو سپاہی ہے اوسے ہے تلوار سے کام

پردۂ زلف مین لیتا ہے یہہ دل بوسۂ رخ
چور رکھتا نہین ہو جہ شب تار سے کام

ند کہا ہو ہجر کا درد و الم تجھی دیتا ہون خرخ خدا کی قسم
ہے یار کو مجھ سے نکہو جدا تجھے ہے سر و سر کی قسم

وہ صنم کبھی دن ہے مجھ سے خفا نہین تا ادھر نہ ہو خدا کی قسم
دل مشفق من او کہینچ تو لا تجھے جذبۂ کاہ ربا کی قسم

نہی جا ہی جی کہ گلے سے لگو دراہے مرد من نہ دہن ملو
نہین غرفے سے آنکے تماشا تک تو تمہین ہے اسی تری حیا کی قسم

کبھی سینکو الم جو یاد ہے تجھے تو گلی سے پہرا نگاو ن ہے
کبھی چھاتی سے تری اسلاد ہے تجھے ہے عشق کی خوردگی قسم

ترے تہتے اوہی پہلو مین درد اٹھا ترے جا بہی دم یہہ دم علیم کو چلا
مجھے چھوڑ کر آہ تو گہر کو چلا تجھے ابھی ہے قلق بلا کی قسم

مجھی پہر خدا کہین اس سے جہر اتر ہجر کی شب ہے یہہ کالی بلا
نہین چھوٹے مین کتنا کچھہ اس مین ذرا مجھے ہے تیری زلف دوتا کی قسم

ابھی دیکھو کیسی وہی کہتا ہی عیش کا دن ہے اور آ مزا
کرو یاد کسی مرتا ہے تھا تمہین بتاتا ہون ابرو کی قسم

ابھی جاتی ہے آج تو وصل کی شب مین کیون ملایا ہون لب
مجھے تو نے اور ادہی عیش تو اب تجھے اپنے ہے مہر و وفا کی قسم

لگے تیری بلا مجھی آفت جان کبھو پہر بہی یہہ کہلا گیا ہان
مری سر کی قسم مر جانے کی قسم مرے غمزہ و ناز و ادا کی قسم

مرین غیر آپ مین تم یہہ مرو مجھی کیا ہی غرض تمہین کیونمین چلون
یہی جی مین ہے تم سے نہ بات کرو مجھے اپنی اس آہ رسا کی قسم

کسے دیکھون گلون کس کے گلے شب وصل مین تجھ سے جو لو یہہ
کہ یہہ بادۂ سرخ تو پی ہے تجھے مرا ہاتھون کے رنگ حنا کی قسم

ردیف نون

صبح جو تجھہ بن باغ مین بیٹھے غنچو کی رنگین بجین
رو گیا شبنم گلون سے آہ یہہ آئین بجین

سیج کے دستار سے کلتے مین وہ کیا عاشق پر
باندہتا ایک نیا شاہد و ... باندہتے ہے

کیا غزل خوب کہی تو نے یہ شاباش انصبو
زور مضمون با آئین دگر باندہے ہین

آتش سینہ سے ہون سوختہ تر پانی مین
گرچہ ماہی کی طرح رکہتا ہون گہر پانی مین

روز و شب ہاتہ مین آئینہ نہین رکہتا ہون
پڑ گئی تہی کہین اکدن نظر پانی مین

پڑگئی چہاتی پہ دریا کی پہپولے سے حباب
گرم آنسو کا مرے ہے یہ اثر پانی مین

زاہد خشک سے ہو کیون نہ فضیلت اوسکو
بن سیکہے جو چلے شیخ اودہر پانی مین

اکدن عکس بناگوش کا دیکہا تہا ترے
کان پکڑے ہوئے رہتے ہے گہر پانی مین

اشک سے پر ہے صدف گریہ کی دولت یہ جام
ڈوبے ہی رہتے ہین مثل دیدۂ تر پانی مین

مردم چشم کو ہے آب مین نزہت آرام
کچہ یہ تشنا در کو نہین خوف خطر پانی مین

اوس فرنگی کے پسر سے ہی نہین خوف ہے
یاد ہے آگ لگا دیگا ہنر پانی مین

آشنا ہے بحر ہو دیدۂ دل بستہ حباب
آنکہ مین ہے مرا تو [illegible] پانی مین

خضر اوس لب کی حلاوت کی تو کچہ پوچہیہ بات
کیا کہون ... گہولی ہے شکر پانی مین

وہ بہادر ہے انصبو آج کوئی باندہے ہے
در مضمون با آئین دگر پانی مین -

باندہے کیا سرو چمن اپنی ہوا گلشن مین
قد قیامت ہے یہ بوٹا سا ترا گلشن مین

عمامہ زیب آج گیا کون بلا گلشن مین
گل پہنے سو کڑے ہے جو کی اپنی قبا گلشن مین

روتے روتے آہ بیٹھی کشتی چشم ای نصیر
شاد ہون کیا خاک سے اک غم گیا دریاے خون

کوچۂ سربستہ سے زلف چلیپا کم نہین
خضر یہ ظلمات کی گلیان ہین پیچ و خم نہین

ہے لباس شب سیاہ اور چاک جیب صبح آہ
شامیو کس روز یہان شبیر کا ماتم نہین

کس سے دل خالی کرین جوش تپش تا ساہم
حاصل عمر عزیزان خاک بھی ہمدم نہین

زخم پر گل کے ہزار افسوس چھڑکا ہے نمک
بلبلو کیا دیکھتے ہو قطرۂ شبنم نہین

دست رو کونین پر مار ہو کے بیٹھے ہین وہ
جنکو جینے کی نہ شادی مرگ کا کچھ غم نہین

مرقد عاشق پہ کیا حاجت چراغ و گل کی ہے
داغ سینہ کا چراغ و گل سے اسکو کم نہین

جنبش سبزہ کف افسوس کی صورت ہے آہ
شمع بالین پر اگر با دیدۂ پرنم نہین

جھانجھ کرتا ہے عبث تو محتسب ای چرخ دون
صاحب نوبت نہین سازندۂ زیر و بم نہین

جزو سے کل ہوا اور کل جزو سے ثابت نصیر
کون کہتا ہے کہ قطرہ فی الحقیقت یم نہین

ہمسر ہے زلف کے کیا خط سبز خال پری مین
ملا ہے خضر سے جا کر بلال پردے مین

نہین ہوا ہے نمد پوش آئینہ بے وجہ
تھی حضور سے کچھ انفعال پردے مین

نہ کیونکہ صورت وارستگان ہو خانہ بدوش
کہ بوئے گل کو ہے رکھنا محال پردے مین

کوئی گھٹے ہے یہ اے شمع تیری گرمی حسن
رکھے ہے آپ تو جیسے جمال پردے مین

جھانک رہا ہے ہر اک برقع حباب مین بحر
[illegible] وصال پردے مین

جهومے کہین ہین تو کہین ایند تا ہی تاک
دامن سے برگ گل کے چمن مین نصد خوش
غنچہ بہی پہول بجاتا ہے چٹکیان
دیتا ہے تال ہاتہہ سے جلتی ہے جب صبا
سب چہچہا رہے ہین غرض طایران باغ
مت خاک عاشقانکو برباد کر صبا

نرگس جهکاکی چشم کہڑی ہے بہار مین
مطرب ترانہ چہیڑ رہا ہے ستار مین
لالہ بہی خوش ہے اپنے دل داغدار مین
ہر برگ نخل سبز ہے سرشاخسار مین
سو مین کہون پکار کے بلکہ ہزار مین
شاید ہو شہسوار کوئی اس غبار مین

دیکہا نہ نخل شمع کو جز سوختن نصیر
پہولا پہلا کہین چمن روزگار مین

بس نیوار تنگ گر رخنہ دیوار بیٹہے ہین
اوٹہائے سے سکے کب اوٹہین ہین جو کہ جم کر
پیاسا خونکا پہرتا ہی گر قاتل تو پہر ہی دو
او لیجئے کیون ہوئے آخر بیابان وفا دیکہو
اوٹہے جو بلبلے کیطرح سے بحر حقیقت مین
ترے محفل مین کیا ہے بزم تصویر کا عالم
گذر ہو کسطرح عاشق کا اوسکی محلہ مین
کرے گا کوچ جب تو کاروان عمر کہہ دینا
کہان جاتا ہی [illegible] فرنگی زادہ پہلو سے

ذرا تو دیکہہ عاشق طالب دیدار بیٹہے ہین
ترے کوچہ مین جون نقش قدم اے یار بیٹہے ہین
کہ ہم بہی تشنۂ آب دم تلوار بیٹہے ہین
تمہارے ہم تو دامن سے لگے ناچار بیٹہے ہین
وہین پہر کہو دیتے ہی آنکہہ کے اکبار بیٹہے ہین
خموشان مین کہڑے دو مین اور دو چار بیٹہے ہین
خبرداری کو ہر ناکے پہ جو کیدار بیٹہے ہین
کہ ہم بہی مستعد چلنے کو یہان تیار بیٹہے ہین
مسیحائی تو کر پہلے کہ ہم بیمار بیٹہے ہین

125

بند کئے آنکھیں وہ اپنی نشہ کے مارے سوتے ہیں
وقت یہی ہے گھات کا اب دل دیکھ کے کاری سوتے ہیں

آیا تہا وہ ماہ جبین اقرار پہ آدہی رات کو آہ
یارو کیونکر جاگتے رہتے بخت ہمارے سوتے ہیں

فرصت پا کر ہاتھ لگایا پاؤں کو اون کے جب مینے
کہنے لگے چل دور سرک مت ہاتھ لگا رے سوتے ہیں

بستر گل کی بالش پر کی اونکو نہین کچھ حاجت ہے
سر کو ترے زانو پر رکھ کے جو شب کو پیارے سوتے ہیں

کیا جانے اس خواب عدم مین لذت ہے جو اہل قبور
اپنے اپنے گھر مین ہان یون پاؤن پسارے سوتے ہیں

اک مدت مین پہر پہر تے منہ سے سنی دربان کی یہ بات
شکر خدا کا اپنے وہ گھر مین آج تو بارے سوتے ہیں

چور ہی ہے ہم تکو پہنچے پاؤن تلک جو ان درد حنا
لیکن جو کہ بیدار کبھی نزدیک تمہارے سوتے ہیں

اوس کے قریب چشم کہان ہے خال دلا تک غور سے دیکھ
کیفیت سے مست پڑے دریا کے کنارے سوتے ہیں

وہ تو کبہی بیدار ہی ہین جز خواب نہین ملتے یارو
کوئی ہمین ہرگز نہ اوٹھانا ہجر کی مارے سوتے ہیں

مانگ مین ہے تیر کیون نہ کرین عشاق کے دل آرام بہلا
ہین یہ ہی فرشتہ مین منزل کے مارے سوتے ہیں

چشم ملاقات اون سے رکہئے تو ہی بتا کس وجہ نصیر
غیر کی جانب ابرو سے وہ کر کے اشارے سوتے ہیں

ترا جب قد و قامت دیکھتے ہین
سراپا ہم قیامت دیکھتے ہین

نہین آئینہ رو کچھ اور منظور
کدورت دل مین ندامت دیکھتے ہین

مبارکباد ہم دیتے ہین عاشق
کہ قاتل کو سلامت دیکھتے ہین

بسے ہے وہ صنم آنکھوں مین دن رات
خدا کی ہم کرامت دیکھتے ہین

دل دیوانہ سے ہم شیشہ جان
رگ سنگ ملامت دیکھتے ہین

اوسکے مژگان پہ رسائی ہو مرے اشک کو کیا
ساغر مے کیطرح ہمنے نہ پایا آرام
خط کو کہتا ہے وہ کیا دیکھ کے آئینہ مین
لکڑیان کہائیگی تو یہ بہت آتش عشق
سیر دریا سے نہین سیر ہوا دل اپنا
ٹوٹ جاتا ہے یہ امواج کہین جام حباب

شاخ نرگس مین لگا ہی گل بادام کہین
ہات سے تیری تو اے گردش ایام کہین
نظر آیا نہ اس آغاز کا انجام کہین
رہ گیا پکنے مین دل کچہ بہی اگر خام کہین
تو ہی سمجہا دے اسے ساقی گلفام کہین
ہاتہ رعشہ سے ترا کانپے ہی کٹ تمام کہین

جون نگین گہر مین قدم گاڑ کے اب بیٹہ گئے
تا رہے صفحہ گیتی پہ ترا نام کہین

جون بوئے گل یہان تلک از خود رمیدہ ہون
تہہرو مین کیونکہ اوس بت کافر کی زلف کو
ماتم سرائے دہر مین تیری طرح حباب
سیخ کباب بن کے بدلتا ہون کروٹین
بے بال و پر اگرچہ ہون صیاد پر یہان
خون ہوکے دل قطرہ یہ کہے ہی نسیم سے
تو چاہتی ہے اے طپش دل کہ بعد مرگ
دشت جنون مین کیونکہ میری ہو نہ بند سے
کہتی ہے شاخ تاک نکہ یہ وہ ہر کشتی

وارستگی کے ہاتہ سے دامن کشیدہ ہون
ڈرتا ہون یہان ہی کہ افعی گزیدہ ہون
اک دم کی زندگی پہ مین خود آبدیدہ ہون
اے بادہ نوش آگ مین تجہ بن طپیدہ ہون
پرواز مین بہی طایر رنگ پریدہ ہون
اس تنگ سے مین تنگ گل نودمیدہ ہون
کنج مزار مین بہی نہ مین آرمیدہ ہون
مانند گرد باد گریبان دریدہ ہون
مین دست باغبان سے سراسر بریدہ ہون

۱۲۷

خار تک بے قسمت اہل فیض سے حاصل نہین
آب باتر کبھی کرتا لب ساحل نہین

بیٹھے بیٹھے مین کرون گا طے عدم کی شاہراہ
نقش پا ہنو مجھکو فکر دوری منزل نہین

حسرت دیدار مین بجا ہیگی وا چشم قیس
آج کیون لیلی شگاف پردۂ محمل نہین

چھوڑتا ہرگز نہین دل اوسکی زلفونکا خیال
کون سی شب ہے کہ پھر سے اک بلا نازل نہین

غنچہ ہے تیرا دہن یا درج گوہر سچ بتا
یہ کسی صورت سے کھلتا عقدۂ مشکل نہین

یاد آتا ہے لچکنا اوس کمر کا مجھکو آہ
شاخ گل موج صبا سے صبح اتنا ہل نہین

اے تپ تاریک ہجر یار سوزش مین مرا
آفتاب حشر سے کچھ کم یہ داغ دل نہین

مرہم کافور کا پھاہا بناتا مین اوسے
کیا کرون پر صبح تک نکلا مہ کامل نہین

چشمۂ خورشید مین نکلا ہے نیلوفر نصیب
روے عالم تاب پر اوس سیم تن کے تل نہین

خال یون اوسکے ذقن پر ہین بلا تنک روشن
جیسے کرتے ہین لب چاہ پہ جومک روشن

جلوہ گر کیا سحر و شام وہ تحریر شفق
نیل گردون کی ہے یہ رنگ سے مستک روشن

کیا شرارت ہے ترے حسن کے شعلہ مین کہ برق
سامنے ہو نہ سکے یار کے جشمک روشن

شمع کو گرمی صحبت ہے یہ پروانے سے
شبکو دیکھو ہو نہین فانوس کی اتبک روشن

ماہ رو یہ نہین خورشید سر شام غروب
کر کے تجھ سے او تارے ہے یہ صحنک روشن

یون فلک پر ہے مری آہ شرربار کہ جون
آگ دینے سے ہوائی کے ہو یولک روشن

آہ کس منہ کے تمنا سے ہم آغوشی مین
رات کو تھی شب مہتاب سے توشک روشن

دل کسکے سنے کو تری ناگن توتہی زلف سیاہ
حلقہ قوس قزح کو آسے فلک دیکہا تو کیا
دیکہکر تیری صفائی ہات کی آئے جو حسن
دیکہہ تو آنکہونکی اندہی کچہہ بہی ہے تجکو شعور

یہ ستم ہے یہ بلا ہے ناگہانی چوڑیان
تہین کسکی سست حنائی کی دکہانی چوڑیان
ہوگئین خجلت سے جون گرداب پانی چوڑیان
یہہ تو میری نوجوانی اور پرانی چوڑیان

دسترس او سکی کلائی تک ہو کیونکر اسے نصیر
سیل سے آتین نہین مجکو لگانی چوڑیان

چراغ داغ سینہ سے نہین ہے اس مکان روشن
ہے جینے کی کچہہ پروا نہین ہے شمع وتجہکو
ہمارے لخت دل یون اشک مین چمکے ہے اب جلتے
چنے چین جبین پر تو افشان اگر مہ رو
سان نقش قدم افتادگی کا سر پہ احسان ہے
نہین حرف کدورت نام کو بہی سین اب دیکہو
ہما نشین ہے حلقہ زندان مین جام جم
بجا ہی تجکو کہنا محتسب کو دیکہکر ہر دم

یہان آنکہونکی روشندان سے ہے دلکا مکان روشن
کرے فانوس تن مین شمع سان ہر استخوان روشن
یہ چراغ چشم ماہی ہوتہ آب روان روشن
فلک پر رات کو ہووے نہ خط کہکشان روشن
ہوا ہے خاک پیمائی سے حال رفتگان روشن
دل اہل صفا ہر لحظہ ہے آئینہ سان روشن
رہے اس دو زمین یارب یہ بزم مے کشان روشن
کہ چشم مدعی ہو کور چشم دوستان روشن

نصیر اس صفحہ گیتی پہ جون نقش قدم میرا
رہیگا روز محشر تک سدا نام و نشان روشن

کہان ہے غنچہ صبا یک دہن ہزار زبان

کسیکا دل ہے سنا یک دہن ہزار زبان

قد سے پہنچا مصرع بالا کہ تا مطلع بخوب
ہے وہ اک مصرع موزون بدیوان چمن

پاے در زنجیر مت کر مجکو اے موج نسیم
چاک دامن تک کرونگا مین گریبان چمن

گرد رخ تیرے نہین ہے وجہ یہ خط کی نمود
راستی ہی چار ہوتے ہین نگہبان چمن

شاخ نافرمان سے ہر لالہ احمر نہین
غور سے دیکھا تو ہے دود چراغان چمن

آئینہ مین دیکھ رو سے پر عرق کی آب بہار
قطرۂ شبنم مین کیا دست و گریبان چمن

شمع پر پروانہ قربان گل پہ ہی بلبل نثار
مین ترے صدقے ہون اے رشک عروسان چمن

ق

دوش پر غنچون نے جب رخت سفر باندھا تو پھر
یہہ کہا شبنم نے اے خانہ بدوشان چمن

توڑ کر مہر خموشی مجھسے ٹک ہنس بول تو
گر مسافر تم ہو تو مین بھی ہون مہمان چمن

اس دل پرداغ مین ہے تیری آنکھون کا خیال
کیون نہ اب حیران ہون اے سرو خرامان چمن

آہوے صحرا تو ہم کانون سے سنتے تھے یہان
آج تک دیکھے نہ تھے لیکن غزالان چمن

گر خط مشکین کو دیکھے اوسکے رخ پر اے نصیر
اپنے جامہ سے ہو باہر گوے ریحان چمن

خط آنے پر بھی وہ مشق ستم سمجھتے ہین
ہم ایک ورزش اپنا قلم سمجھتے ہین

ہمارے منہ سے نہ لگ تو نئے نیستان ہم
نئے یہہ تیرے بہت ایسے دم سمجھتے ہین

نہ کیونکہ لخت جگر لیکے نکلے طفل سرشک
کہ مردم اوسکو جواہر رقم سمجھتے ہین

رکھا ہے دیدۂ تر پر ہمارے اوس نے قدم
ہم اپنے اشک کو آب قدم سمجھتے ہین

نہین ہے یکسر مو زلف و داغ دل مین فرق
کہ وہ ہے دام اسے ہم درم سمجھتے ہین

١٢٩

گردن جو ثریا کا تصور کہ خیال گردن — زندگی ہو گئی ایجان وبال گردن
شمع نے کچھ نہ دیا عاقبت کار جواب — شب جو گلگیر لگا کرنے سوال گردن
سطح عشق مین اب اپنی سرافرازی ہو — تیغ قاتل سے ابھی ہو جو وصال گردن
شفق و صبح بہم دست و گریبان ہے دیکھ — یان کہان سے ترا ہی جو جمال گردن
لگ گئی مردمک چشم ہے یہ عاشق کی — اختر صبح نہین یار کا خال گردن

سرفرو نرگس بیمار چمن مین ہے نصیر
یک قلم ضعف سے ہے اوسکا یہ حال گردن

حسرتین یکدست جی کی سب نکلیان دیکھیان — آنکھین جب پانو تلے ظالم نے ملیان دیکھیان
وہ سر مژگان پہ دیکھی لخت دل جسنے نہ یہان — شاخ مرجان مین لگین لالہ کی کلیان دیکھیان
رنگ تیر نولک کے آگے قند کا کیا ہے سفید — پانی پانی شرم سے مصری کی ڈلیان دیکھیان
ہم مین اور مجنون ازل سے خانہ پرورد جنون — اوس نے کی صحرا نوردی ہمنے گلیان دیکھیان
بلبل بے پر رہیگا پھر گرفتار قفس — گر ترے صیاد نے کلیان نکلیان دیکھیان
گرد تصویر رہے ہر نقش پائے رفتگان — خاک مین شکلین ہزارون آہ رلیان دیکھیان

اپنے نخل آرزو کی باغ گیتی مین نصیر
حیف ہے پہل سے کبھی شاخین نہ پھلیان دیکھیان

شب فراق مین اشک ایسے تو نکلتے ہین — تمہارے دیکھنے کب لڑکے پانو چلتے ہین
پہنچ گئے سبھی منزل کو ہمرہان افسوس — اور ایک ہم ہین ابھی آنکھین ہی ملتے ہین

[illegible]

پھرتا ہے وہ گلپوش مرے دیدۂ تر مین	ہے شعلہ جوالہ کے تصویر بہنور مین
آدیکھہ یہ ہنس ہنس کے رولا مجہکو ستمگر	اک نوح کا طوفان ہی مرے دیدۂ تر مین
عکس لب پان خوردہ سے دندان مین تر سرخ	یا آتش یاقوت ہی یہ آب گہر مین
باز آ و تُند کا رانگنی سے ہاتہہ اوٹہاو	بہلانے کو میان کیلئے رکہتے ہو کمر مین
رہتی ہے بہم زلف بنا گوش سے تیرے	کچہہ فرق نہین ہی سر و شام و سحر مین
ہے اسمین رقم حال سیہ بختی عاشق	یہہ نام کوئی باندہ داب زاغ کے پر مین
ق یہہ بہی کوئی انصاف ہے اے خانہ خراب	اوروں کو تو لیجائے ہی تو دن کے گہر مین
اور ہم جو مین سو دیکہنے کو بہی ترسین	دیوار مین رخنہ ہے نہ سوراخ ہی در مین

کس وجہ نصیلو اوس لب شیرین پہ نہو خال
ہوتا وطن مور تو ہے تنگ شکر مین

مجہے کیا کام ہے بادام تیری پہوٹی آنکہون سے	غرض اوس سے ہے جسنے دل کی بستی لوٹی آنکہون سے
ہوا میہات آنسو تار مژگان سے جدا میرے	در شہوار کی تسبیح یہہ کیا ٹوٹی آنکہون سے
مرے دل مین لگا یا کس نے یارب نشتر مژگان	جو دامن تک لہو کی ایک چادر چہوٹی آنکہون سے

نصیلو اوس نے جو ہمچشمی کی سیل اشک سے میرے
حبابون نے وہین دریا کی چہاتی کوٹی ہاتہون سے

سر مژگان بوقت نالہ آنسو کو ترستے ہین	یہ سچ ہی جو گرجتے ہین وہ بادل کم برستے ہین
نہین کب ظاہر و باطن تصور و خیال اوسکا	کبہی آنکہون مین پہرتے ہین کبہی آ دل مین بستے ہین

[illegible]

[illegible]

آپکا خط منہ پہ کہدواون سے اب آوین نہین
اسکے سننے پر دلا کیون شتاب لاوین نہین
خاک نے نام و نشان اپنا کہ جون نقش قدم
سایۂ مژگان مین رکہہ پر لخت دل کو چشم تر
سرکشی بیوجہ کرتی ہین یہ زلفین آپکی
تو نواک پرچہ بہی وہان سے نامہ بر لایا نہ آہ
عرش پر سے دیکہا ان رہ جبینونکا دماغ
ہمسری کس منہ سے تو کرتا ہی اے چرخ پر

ہم یہ بختونکو باغ سبز دکھلاوین نہین
برق وہان چمکی تو ہم یہان پہ لاوین نہین
راہ الفت مین مٹے تو بہی ترے بہاوین نہین
یہ گل باغ محبت دیکہہ کملاوین نہین
مجکو سوجہے ہے کہین بار رکیاوین نہین
زندگی کیونکر ہو گر ہم دلکو برچاوین نہین
ہے بجا خاطر مین اپنی تجکو گر لاوین نہین
تو تو کیا ہی مہر یہہ پانون دہلواوین نہین

چشم الفت سے جو وہ دیکہا دہر کو لے نصیر
اپنی آنکہون پر وہین ہم کیونکہ بٹہلاوین نہین

عجب ہے سخت کچہہ اے سنگدل ہمارے دن
جو کل ہی ہو ترے وعدہ کا اے پیارے دن
غرور و عجز ہے دو نو طرف سے اب بیجا
سواد زلف مین کیونکر لٹو نہ حضرت دل
دو چند تو بہی صفائی ہی تیری عارض کی
لگے ہے سایۂ مژگان کو دیکہہ قاصد شک
الہی کوئی ملاقات کا بہی دن ہوگا

جو تیرے ہجر مین ہم مر مریان گذارے دن
تو کہئے اس شب مہ کو خوشی کے مارے دن
نہ ہم رہے نہ وہ مین اب رہے تمہارے دن
نہ کوئی ساتہہ نہ تم دیکہکر سدہارے دل
چڑہے ہے چرخ پہ گو آفتاب سارے دل
نہ چہپ گیا مجہہ دریا ہی کے کنارے دل
بہت گذر گئے گرتے ہوے اتارے دل

[illegible]

آپ کا کون طلبگار نہین عالم مین | ایک بندہ ہی گنہگار نہین عالم مین
کبک نے کب کے تری چال اڑائی ہوتی | پر جو دیکھا تو یہ رفتار نہین عالم مین
گل خو شیف ہے گریہ دل افگار نہ تو | اس روش کا گل رعنا نہین عالم مین
اشک کو دامن مژگان سے لگا رکھ اے چشم | دیکھ یہ گوہر شہوار نہین عالم مین
دار پر چڑھ کے ہی منصور انا الحق بولا | پر کسیکو سر پندار نہین عالم مین
پھینک دون جنس گران مایہ دلکو کیونکر | اسکا کیا کوئی خریدار نہین عالم مین
وائے قسمت کہ جلاتا ہے یہ دل مجکو بھی | کوئی جینے کا روادار نہین عالم مین
دل بیتاب کے ہاتون سے جو دیکھا تو کسے | آہ یہ حسرت دیدار نہین عالم مین
نرگس و آئینہ ہی دید کے مشتاق نہین ہان | مین ہی اک محو رخ یار نہین عالم مین
سرو شمشاد و صنوبر تو ہزارون دیکھے | پر یہ بوٹا سا قد یار نہین عالم مین

بستر خاک کفایت ہے فقیرونکو نصیر
خواہش تخت ہوادار نہین عالم مین

قہر دو زلفین ہین اے دلدار کسکا ہو رہون | دو ہین کافر ایک مین دیندار کسکا ہو رہون
جا ہے حیرت ہے کہ شکل نرگس و آئینہ آہ | یعنی اب مین طالب دیدار کسکا ہو رہون
مست کہا مژگان ابرو دیکھ اے قاتل مجھے | تیر وہ کھینچے ہے یہ تلوار کسکا ہو رہون
برہمن زنار پہناتا ہے اور تسبیح شیخ | کہہ دلا نہین ہے اب اکبار کسکا ہو رہون
کھلتا ہے سنمزدن تیری لبون کے ہے حضور | دو مسیحا ایک مین بیمار کسکا ہو رہون

[illegible]

زبان ہی غنچہ سان گو اس چمن مین لا آئے دم		کہ ورد دل ہے نام صاحب لولاک سینے مین
کیا کیا اوس ستم ایجاد نے تاراج ملک دل		یہ بستی ہے جب سے ویران اوڑی ہی خاک سینے مین
نہین داغ سیہ پیدا ہاتون سے آب تیرے		چہپائی غنچہ لالہ نے ہے تریاک سینے مین

نصیر اب تو ہی کیا دریائے معنی کا شناور ہے
در مضمون ہے اہر سے صاحب ادراک سینے مین

دل ساتہہ زلف کو ایک پیچ و تابیان ہین		شانے نے انگلیان ہی منہ مین دبائیان ہین
پردہ حجاب کا آنکھون سے کاش اوٹھے		منظور عین اوس کے اب بے حجابیان ہین
مخمور ہو کے ان ہے خمیازہ شاخ ہر گل		ساغر بکف ہے نرگس غنچے گلابیان ہین
قامت دوتا نہین ہی محراب در جہکے ہے	ق	پیری مین قصر تن کی خانہ خرابیان ہین
گردون کے ہاتہہ سے ہی عالم کو سوخت حاصل		اور بدقماشیون سے کیا اضطرابیان ہین
اوراق کہنہ کے سیر و زیرین یہہ		کب آفتاب و مہ کی و نور کا بیان ہین

کیا کام محتسب کو گہر سے نصیر بہرے
خم سرنگون پڑے ہین گویا شرابیان ہین

ہے عجب خال نے اوس رخ پہ دہرا ابرو کو پاؤن		کرسپند او چلے ہی رکہتے ہی سر آتش پاؤن
اے دل اوس حلقہ گیسو مین دہر اب جم کر پاؤن		گہر سے جون نقطہ پرکار نہ رکہہ باہر پاؤن
بخت بیدار کہان ہے جو مین وان تک پہنچون		آہ سو جاتے ہین ہر شب کہ مرے اکثر پاؤن
باغبان کیون نہ ترے سرو کو قلمہ کر ڈالے		شاخ تاک ایڈہی ہر تو باغ مین پہیلا کر پاؤن

[illegible]

کیونکہ دریا مین نہائے وہ ہمارا سرو ناز | جو قدم رکھتے ہوے کرتا ہی سن سن آب مین
آسیا آب کے مانند پہرتا ہے بہنور | کیون نہو اسکو تلاش شست از زن آب مین
نوح کے طوفان سے عاشق کو ترے کیا ہی خطر | ہے بدولت چشم تر کے اسکا مسکن آب مین
کوئی امن دل کرے کیونکر سبک روحونکی ریس | تیرتا ہے خار و خس ڈوبے ہے آہن آب مین
دیکھنے کو اپنے پہلکاریکے ہے کی بہار | وہ لب دریا ہوا جو سایہ افگن آب مین
ہوکے حیران یہ لگا کہنے کہ پہولون سے لدا | آج تک دیکھا نہین تہا سبز گلشن آب مین

ق

کل جو دریا مین نہانیکو ترا مجنون گیا | موج تہی کیا صورت زنجیر آہن آب مین
بلکہ اسے لیلی منش دیکہا تو اوسکے واسطے | بنگیا گرداب بہی تہا طوق گردن آب مین
کردیا پایاب دریاے سخن تونے نصیر | ہے روان فکر رسا کا تیرے توسن آب مین

اور بہی پڑھ کر غزل اب نکتہ دانونکو دکہا
دانہاے گوہر مضمون کا خرمن آب مین

ابر سے ہین تار بارش ناوک افگن آب مین | موج دریا کیون نہ پہنے تن پہ جوشن آب مین
عکس ابرو کو جہکا کر دیکہہ گردن آب مین | دیکہتے ہین ماہ نو اے شوخ پرفن آب مین
دلکو لیتا ہے تو رکہہ پہر شگفتن آب مین | یہہ کنول کا پہول ہے اسکا ہے مسکن آب مین
رتبہ اہل صفا ہے سب سے بالا تر یہان | پست لگتا ہے فلک ہے سب یہ روشن آب مین
ساحل دریا کا دامن ترہے ہی متعرض موج | تو بہی کر اے خامہ ماہی گل رفوزن آب مین
تشنہ لب مت چہوڑ آب تیغ سے قاتل مجہے | روح بہی بہٹکیگی میری بعد مردن آب مین

کام پروانہ کا جلنا ہے اڑ کر آگ مین ۔ منہ ہے کیا اے شمع جو مارے مگس پر آگ مین
رزق دونو نکو ہی پہنچاتا ہے وہ روزی رساں ۔ آب مین رہتی ہی ماہی اور سمندر آگ مین
مجھکو سوجھی ہے کہ تو بھی آتش خون سے ملکے آہ ۔ جھونک دیگا ایکدن اے دل تو گھر آگ مین
دیکھے تبخالے ترے وہ لعل آتش رنگ پر ۔ گر نہ دیکھی ہو کسی نے کا گوہر آگ مین
آتش دوزخ کا ہم تر دامنو نکو کیا ہے خوف ۔ واعظا جلتی نہین ہے نیم تر آگ مین
پیتے ہی یکجرعہ مے ہو گیا سینہ کباب ۔ فرق کیا اس آب مین ہی اور دلبر آگ مین
دہاک سے جنگل مین بھولا یا ترا آہون سے قیس ۔ جل رہے مین یکقلم اشجار بے بر آگ مین
حیف تو چمکا نہ داغ اس دل کے رہ کر آگ مین ۔ کوئلا تو ہان دیکھا ہے اکثر آگ مین
عشق کی دولت دل مضطر کا ہے گھر آگ مین ۔ کیون نہو اکسیر پارہ کشتہ ہو کر آگ مین
ہون گرفتار قفس اے شعلہ آواز دیکھ ۔ مت جلا دینا کہین تو بال و پر آگ مین
جون جون روتا ہون بھڑکتی آتش دل ہے دوچند ۔ کار روغن کر نہ اشک دیدۂ تر آگ مین
ایدل اس چاہ ذقن مین گر کے تو پیرا تو کیا ۔ بے تامل کود پڑتے مین دلاور آگ مین
آتشین رخ پر ترے دیکھی عرق آلودہ خط ۔ جسنے گر سنبو کبھو دیکھا نہو تر آگ مین
کوچۂ دلدار تو فردوس ہے پیک صبا ۔ اڑ کے پہونچے نامہ بر بے پر کبوتر آگ مین
برکرامت سے قبای سرخ مین تیری کمر ۔ ورنہ مو ثابت نہین رہتا ہی دلبر آگ مین
گھر سے اپنے ہو کے مضطر دوڑتا وہ شعلہ خو ۔ مین جلاتا نقش جب گر کوئی لکھ کر آگ مین
گر پلادون زاہدا تجھکو مے دو آتشہ ۔ پھینکدے تو یکقلم تقوی کا دفتر آگ مین

تو ہی خلاق معانی تجھے آسان ہے نصیر
باندھنی ورنہ ہے اشکال زبان آنکھون مین

نہ ذکر آشنا نے قصۂ بیگانہ رکھتے ہین
حدیث یار رکھتے ہین یہی افسانہ رکھتے ہین

چمن مین سرو قد گر جلوۂ مستانہ رکھتے ہین
برنگ طوق قمری ہم خط پیمانہ رکھتے ہین

خیال آنکھون کا تیرے جبکہ ایجانانہ رکھتے ہین
تو جون نرگس ہر اک انگشت بر پیمانہ رکھتے ہین

بجز آئینہ معشوقونکی کب ہے زلف پردازی
کہ عکس پنجۂ مژگان سے دست شانہ رکھتے ہین

بجاے حلقۂ کاکل ہین خال اس دزد صید افگن
بچشم دام جاے مردمک یان دانہ رکھتے ہین

بسان چوب نقارہ مین خار و آبلہ پائی
بوادی جنون انگیز نوبت خانہ رکھتے ہین

نہین اشک مسلسل یہہ گریبان گیر یا ساقی
گلے مین اپنے عاشق سبحۂ صد دانہ رکھتے ہین

صداے آشنائی مثل ہمدم ہو سودہ جانے
کہ مثل بانسری انگشت بر ہر خانہ رکھتے ہین

یہ الجھوا سقدر بے وجہ سلجھانے مین زلفون کے
دل صد چاک تو ہم بھی برنگ شانہ رکھتے ہین

دل بینا کیون نہو ہر جہان مین جون گہر قانع
تلاش آب ہے ہمکو نہ فکر دانہ رکھتے ہین

نہ کیونکر بزم مین روشن ہو اپنی بے سبب سوزی
کہ الفت شمع رو سے ہم بھی جون پروانہ رکھتے ہین

بہار آئی ہے اب تو لے جنون ہو سلسلہ جنبان
کہ ہم مدت سے قصد رفتن ویرانہ رکھتے ہین

نگہ تک بر چشم بتان پہ جھوڑ بد
کہ یہ محراب مسجد کے تلے میخانہ رکھتے ہین

بٹھائین سرو شمشاد اپنے سر پر کیون قمریکو
ترے قد کے ہم بندہ وضع آزاد رکھتے ہین

ٹھکانا کچھ نہ پوچھو ہمسے ہم خانہ بدوشون کا
جہان جون بوے گل ٹھیرے وہین کاشانہ رکھتے ہین

ترے بغیر کب وسکے یہ رات کٹتی ہے
کہ شمع کا کوئی دلسوز اور تنگ سا نہین

گدائے خاک نشین ہون نہین تری کوچہ کا
ہوئے بالش اب و رخواہش پلنگ نہین

ترے سے عشق سے اللہ کے آ دگا گدا کا
کسی بیکسی کو اسباب دنیا ننگ نہین

ہماری چشم مین رہ آ کے اے شہ خوبی
عجب طرح کا تماشا ہے کر درنگ نہین

بنا پتلی کا ہے خیمہ ترے لیے استاد
یہ اسکے بیچ سیاہ و سفید رنگ نہین

ق

رہے ہے صورت دلدار جلوہ گر اسمین
نصیر آئینہ دل پہ اپنے زنگ نہین

واقف ہین محبت کی یہ آثار سے آنکھین
تک ہم سے ملا رخنۂ دیوار سے آنکھین

آتے ہی خط سبز نہ توتے کیطرح پھیر
اے حسن نظر باز رخ یار سے آنکھین

جون حلقۂ زنجیر در اپنے تو شب و روز
رہتے ہین لگی کوچۂ دلدار سے آنکھین

ایجان ہین اپنے دل وحشی کی نظر مین
بہتر ہین ترے آہوے تاتار سے آنکھین

بیٹھے ہوئے زنار ہین یہ عشق بتان مین
اے شیخ ترے افسون کے تار سے آنکھین

سوجھی ہے کہ اک ابھی نہین لگتی کی تہ نیاک
تا حشر ترے سر سے بیدار سے آنکھین

آلودہ در اشک سے ہین دامن مژگان
بہتر ہین نصیر ابر گہر بار سے آنکھین

کہیا چمن مین گل ایسا وہ یار آنکھون نہین
نظر سے گر گئی اپنی بہار آنکھون نہین

بسا ہے جب سے کہ آ کر وہ یار آنکھون نہین
نقہ و ارد سکا ہے بلبل و ہزار آنکھون نہین

[illegible]

کلیان لالہ کی تو کہہ چہن شہر انگیز چمن — کچھ چلی جاتے مین آپ ہی جلن مین پرین
نقش ... تماشی ... مین — جا بیر لالہ سے بہتر ہون کیہن بین مرچین

تھا آنکھوں مین عدو سے نہو کسو جو نصیر
تو نے یون ہی مین گلستان سخن مین مرچین

نہین ... آنکھوں نہین — تری خاطر رکھا ہے جو تیون کا بار آنکھوں نہین
تصور کسی ابرو کا ہے ... روشن یار — چلے ہین مردمان دیدہ سے تلوار آنکھوں نہین
کوئی کیا طوطیا ... قاتل — نہین ہی نام کو ستر ... آنکھوں مین
مژگان چشم نقش پا ... لگتی — کیے ہی جب سے اوس کے بیان ... آنکھوں نہین
نہین حیران اک چشم گل خورشید نرگس ہی — رکھے ہے یک قلم کیا حسرت دیدار آنکھوں نہین
... اگر دل ... سکندر ... ہو جائے — لگے آئینہ ہی خشت در و دیوار آنکھوں نہین

نصیر اوس گلبدن بن کب فقط ہے گلستان گلخن
گل رنگین ہی لگتا ہے ہمین اب خار آنکھوں نہین

چاک در سے یہ نہین اوس نے دکھائین ہمین — صف عشاق سے درپردہ لڑائین آنکھین
سینہ ... کے ترے عشق مین افسانہ خراب — صورت حلقہ گرداب بنائین آنکھین
دیدہ نقش قدم ایک نہین ہے پامال — سیکڑون خاک مین گردون نے ملائین آنکھین
محو نظارہ ترا کیون نہو اے غنچہ دہن — فلس ماہی کی طرح تن پہ لگائین آنکھین
آبلے سرزنش خار سے یہ پھوٹے نہین — اے جنون ہمنے تری نذر چڑھائین آنکھین

[illegible]

[illegible]

اپنے عاشق کو کل اوس طفل فرنگی نے کہا
رکہیو آگے نہ قدم دیکہیو ول دریا مین

لجہ عشق مین دم سیکے لگا مات نصیر
بازو تیر اک کے ہو جاتے مین شل دریا مین

شب مسی آلودہ دندان نہ جو دکہلائی کہین
گوہر شب تاب بہی بیتاب ہو جائے کہین

اوسکی زلفون کا تصور مت کیا کر ہم نفس
سانپ کے کاٹے کی شاید لہر چڑہ جائے کہین

ہاتہہ دہو بیٹہے نہ جبتک زندگی ہی تب تلک
نقش پائے رفتگان کو کیا کوئی پائے کہین

سخت بے چینی ہی یارب اضطراب دل کی تا
مین کہون ہائے کہین اور وہ کہین وائے کہین

خاکسار بے ریا دام ریا مین کب ہو بند
موج نقش بوریا ہر چند لہرائے کہین

ہاتہہ مین تلوار مت رکہنا ہمارے قتل کو
تو نہ لگ جانا میان غیرون کے بہکائے کہین

عشق مین پروانہ جانسوز کے انگشت پر
شاخ گل آسا نہ کیونکر شمع گل کہائے کہین

ایک پرچہ اوس طرف سے نامہ بر لایا نہین
کسطرح سے اپنے دلکو کوئی پرچائے کہین

اس زمین مین اور لکہہ ایسی غزل ایک اے نصیر
کلک معنی بند سے مضمون نہ جہڑ جائے کہین

فندق دست نگارین تو جو دکہلائی کہین
پنجہ مرجان سے عاشق کیون نہ مرجائے کہین

مین ہون سرگرم سخن آگے ترے گر شعلہ رو
شمع کہتی ہے زبان تو میری جل جائے کہین

خانہ زنجیر سے اوسکو سدا رہتا ہے کام
یہ دل وحشی ہے لگے ہر کسیکے سمجہائے کہین

خاک ہونے پر ہی گردش عاشقون کے ساتہہ ہے
کوئی کوزہ اور کوئی جام ہو جائے کہین

بوسہ کا ہمیشہ نکرا انکا زبان سے
گاہے تو ہلا جا نمن اقرار سے گردن

رکہہ ہات وہین دل پہ لگا ٹوٹنے ساقی
شیشہ کی جو ٹوٹی کسی میخوار سے گردن

اے غنچہ ذرا سیر تو کر باغ جہان کی
رفتہ قمری کی نہ جہکا بار سے گردن

دل ہے یہ تری زلف مین اولجہا کہ بندہی ہے
نخچیر نے نہ سرکی ہے تلوار سے گردن

جینگا نہ کبہی نرگس بیمار کو دیکہا
نقوے کی پہری رہتی ہی آزار سے گردن

گلگیر کی تقصیر نہین کچہہ سر و شمع
کٹتی ہے ترے افسر زرتار سے گردن

ہے ملک عدم مین بہی سرافراز منصور
انگشت نما کیونکہ نہو دار سے گردن

پایا ہے یہہ منہ کسنے کہ اقلیم وفا مین
موڑے جو کوئی حکم جفاکار سے گردن

شب عقد ثریا یہ نکالے ہوے دندان
ہستی ہے ترے موتیون کے ہار سے گردن

کیا کون و مکان مین ہے نصیر اوسکا ٹہکانا
پہیرے جو در حیدر کرار سے گردن

دیکہا کیا چشم سے سیر ہوا نہین
ہے ذرہ سا ہوا کچہہ اسکا بہا نہین

افسوس یہ دل ہنوز پہلو تہا نہین
عشق اب خدا کیواسطے آنکہین دکہا نہین

برباد رفتگان محبت کی خاک ہے
اے قیس دشت مین یہ بگولا اوٹہا نہین

کیون مست کے پینے سے کرون انکا اصحا
زاہد نہین ولی ہنوز کچہہ پارسا نہین

واے لیسان پہر الفات ہنوز چشم
قاصد جواب خط کا ہے لیکر پہرا نہین

ہیہات کیا کہون کہ وہ کہتا ہی بد گمان
یاران کو میرے سینہ پہ ہات دہرے لگا نہین

[illegible]

مطلع

عین فصل گل مین ہے صیاد بے پروانے آہ
درس کے پرکترے تو کین آنکھون دس کی تیلیان

مو چلی ہوا نہے چوری کو حس کی تیلیان
اندیشہ خوبان یہہ دشمن مین نگس کی تیلیان

نحل تو ند کا یہ ترے سایہ ہے ای رشک پری
نگین مین سبع کہہ کر شاخین کرس کی تیلیان

حرص دنیا چاہتی ہی یہہ کہ سیم و زر کی ہون
ہر چراغ خانۂ اہل ہوس کی تیلیان

زینہار مت شوح تو کاغذ کا گہوڑا لے نہ مول
کب سواری کی ہین قابل اس فرس کی تیلیان

دام رکہتا ہے تو ای صیاد لا ساعت بنا
قیر مین طائر کے حق مین و ستلے بس کی تیلیان

بہر تسکین دل اے بلبل سر شک سرخ سے
شاخہاے گل بنا بام قفس کی تیلیان

نغمہ داؤد سے ہے ہم صدا تار رباب
انگلیون نہین یہہ دم عیسی نفس کی تیلیان

ق

قاصد پوچھے جو حال ناتوانی وہ مرا
رکہیو مسند پر بت فریادرس کی تیلیان

کیون نہ قایل ہون مری دانندہ جو تقصیل
جب ثنا خوان ہو وین مجہہ ہیچ کس کی تیلیان

آج مین وہ ہون کہ یارو باندہ کر تشتہ مین لوٹ
اوس مین دنگا نا ہین اگر ہو دس برس کی تیلیان

تجہکو کیا جینے سے اسکو بنا کر دیو نکی طرح
پا بہ گاہ خلق و بیلہ بہ نجس کی تیلیان

انتباز نیک و بد خود ہو نہ سکتا اے ضمیر
اوسکے نزدیک ایک ہین خاشاک و خس کی تیلیان

نیشکر کی کر سکین کیا ریس خس کی تیلیان
کانٹہہ کا پوا یہہ ہے محتاج رس کی تیلیان

موجہاے بحر سے کیا تم ہو یارو حباب
جب اوڑا لین ہون برج اسس کی تیلیان

گر تجہے سینا ہے چاک جیب گل تو عندلیب
توڑنا مت بہر تار قفس کی تیلیان

[illegible]

ابر سیہ مین دیکہی تہے گلونکی قطار اس شکل سے ہم نے
یاد دلائی پہر کے تری دندان و مسی سا ہی ہین

چمن مین گل یہ نہین کہل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
یہ دیکہنے کا ہی مجنون کو شوق لیلے کو
عیان ہے میکدہ مین محتسب کی کم ظرفی

دل فگار عنادل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
کہ روز پردہ محمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
پڑے ہوے جو خم گل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

نصیر دیکہہ تو دریا یہ بہی نصیب ہے شرط
کہ پیاس سے لب ساحل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

سایہ قامت ترا جس پر پڑا بازار مین
خوشۂ انگور پہر کوئی نہ لیتا ہمدمو
دستگیری جو پر کو کرتے مین گہر بیٹہے تبان
لاش میری قابل تشہیر ہے قاتل نہین
دو قدم تو بہی تو پس ساتہ اسکے اے قاتل ذرا

اوسکے سر پر اک قیامت تہی بپا بازار مین
گر دل پر آبلہ مین بیچتا بازار مین
کس نے دیکہا ہے بندہا دزد حنا بازار مین
اسکو تو کہنچوا نہ اے بیدرد بازار مین
دیکہہ تو کرتی ہی ماتم خلق کیا بازار مین

فکر انجام دل دلگیر مین بیٹہا ہون نہین
دیکہئے سودا کہ دیتا ہے سوج سر اب
تشنگی سے جان بلب ہون گو میں اوس قاتل کو لاؤ

جسطرح لکہا مری تقدیر مین بیٹہا ہون نہین
آپ آکر خانہ زنجیر مین بیٹہا ہون مین
خواہش آب دم شمشیر مین بیٹہا ہون نہین

اوٹہی گہٹا ہی کسطرح سے بو وہ زلف اٹہا کہ یون
دنکو فلک پہ کہکشان نکلے ہے کیونکہ غیر شب
جیسے کہا کہ عاشقان رہتے ہین کیونکہ چاک جیب

برق چمکتی کیونکہ ہی منہ سے یہہ پہر کہا کہ یون
چین جبین دکہا مجہی اوس نے دیا بتا کہ یون
اوسکو گل چمن دکہا کہہ کے چلی صبا کہ یون

دم دے کو کمن اب تیشہ زنی خوب نہیں
جان شیرین کو نہ کھو کوہ کنی خوب نہیں

تنگ تو نہو ہوں اے غنچہ دہنی خوب نہیں
رشک گل اتنی بھی ہان کم سخنی خوب نہیں

فصل گل نے دے دکھلانہ بہی سے زنجیر
یہ روش موج نسیم چمنی خوب نہیں

منع منعت سے توکرتا نہیں اے برق وشو
پھر شرارت سے یہ چشمک زدنی خوب نہیں

ہو سکے تجھ سے تو کر مرغ چمن گل کا علاج
اسکو بیماری اعضا شکنی خوب نہیں

کوئی دم اور بھی اس ابرو سے پر خم کو جہو
اصفہانی یہ اہی تیغ بنی خوب نہیں

چشم سے اوسکی نہ کر اے [illegible] ہم چشمی دیکھ
کہ خطا ایسی غزال ختنی خوب نہیں

سر یہ [illegible] کو تہبا یا تو سب تو نے پہر مرد
تیری آزاد وشی بے کفنی خوب نہیں

[illegible] خیال کہ جیب تیرے سے
بند جامہ کیلئے تاک بہنی خوب نہیں

منہ کو دیکھ لے تو اوس کے اب [illegible]
رو کشی اوس سے عقیق یمنی خوب نہیں

ترک چشم [illegible]
مرغ دل بھی ہے ناوک فگنی خوب نہیں

شانہ گل ہے کہ کر باد سے لچکے ہے تری
اے میان اتنی بھی نازک بدنی خوب نہیں

میں بھی ہوں بادیہ پیما سے جنون اے مجنوں
اسقدر آگے مرے لاف زنی خوب نہیں

جہیلنی کانوں [illegible] گو مرد تلوی لیکن
دشت وحشت کی اہی [illegible] خوب نہیں

نہ رہا جاتا ہو نگاہ سے ساقی پیمانہ شکن
باز آجا نظر سے یہ [illegible] شکنی خوب نہیں

تیغ کیا رکہتا ہے قاتل ہاتہ میں
[illegible] ہاتہ میں

کسی بوٹے سے قد پر تو نے اپنی جان دی ہوتی
ردش کیا سرو کی تیری تجھے بھاتی ہی گلشن مین

خزان نے یکقلم اوراق گل کیا کر دئے برہم
تماشے تیری نیرنگی یہہ دکھلاتی ہی گلشن مین

نسیم صبح چل جا اب گریبان گیری وحشت
ہوا خواہی سے کیا تو مجکو سمجھاتی ہی گلشن مین

مرے دیوانگی کا غلغلہ مجنون یہان تک ہے
کہ موج آب جو زنجیر ہوتی ہی گلشن مین

نصیر اس عالم ہستی مین دیکھا کیا فراغت ہے
کہ شاخ تاک ہر سو پاؤن پھیلاتی ہے گلشن مین

لگا کیا عکس ابرو دیکھنے دلدار پانی مین
بہا نا تو نہ اے رشک پری زنہار پانی مین
ہم ہر موج سے چلنے لگی تلوار پانی مین
حباب پیالہ ہشت [illegible] اکیا پانی مین

جھلک اس تیرے کفش پشت ماہی کی اگر دیکھے
کرے تا لب [illegible] ماہی [illegible] پانی مین

نہین لخت جگر یہہ چشم مین پھرتے کہ مردم نے
چراغ اب [illegible] زمین دہ چا پانی مین

لب دریا پہ دیکھ آ کر تماشا آج ہولی کا
[illegible] موج آیا پانی مین

کہون کیا ساتہ غیرون کے تو اوس بے دید ہمدم
[illegible] پانی مین

کہا مین سنے جو اشعار کہہ قدم اس [illegible]
لگا کہنے کہ آتی ہے مری پیندار پانی مین

نصیر آسان نہین یہہ بات پانی ہمت مشکل ہے
اوٹھائی ریختہ کی تو نے کیا دیوار پانی مین

ابھی تلوار سے ہی گلو پر کھینچا کیون ہے
ذرا تو دم سے ابھی تا کہ آب تیغ دم لے لینا

نہ گریان ماتم شبیر مین جو آنکھ ہو پھوٹے
جگر اپنا سنبھل کہیں مین اس غم سے رو دینا

ازبسکہ ضعف سے ہی مثل کمان یہ قامت
سینہ سے آہ پیہم جون تیر کھینچتے ہین

اے شہسوار تونے فتراک سے نہ باندھا
صحرا مین آہ حسرت نخچیر کھینچتے ہین

بنیاد شکل ہستی آمادۂ فنا ہے
کیا خاک نقشہای تعمیر کھینچتے ہین

کھلتا مرید پر ہے جب جذبۂ محبت
دل کو کشش سے اپنے تب پیر کھینچتے ہین

تدبیر سے تو کچھ بھی حاصل ہوا نہ یارب
مدت سے انتظار تقدیر کھینچتے ہین

واشد ہوے ہزارون دیکھا بفصل غنچے
حسرت ہنوز ہم اک دلگیر کھینچتے ہین

حرم کو شیخ مت جا ہے بت دلخواہ صورت مین
اگر ہے مرد معنی دیکھ بیت اللہ صورت مین

نظر کر اوسکی اک نیرنگیون پر چشم حیرت سے
کہین گل ہے کہین کانٹا کہین ہے کاہ صورت مین

صنم کی سطر ابرو کاتب قدرت نے لکھی ہے
کلام اللہ معنی ہی ہے بسم اللہ صورت مین

سبو جام پر کم ظرف کرتے مین نظر ورنہ
بنے ہین ایک مٹی سے گدا و شاہ صورت مین

مراد طفل ابجد خوان پڑھتے کیونکر اب ہجے
بغیر اوس قاعدے کے ہو سکے کب راہ صورت مین

جدا دیوار سے کب طاق ہے کوئی بتاؤ تو
دکھائی دی ہے پر احول کو دو اک ماہ صورت مین

گر اپنے دلکو صیقل آپ سے کرتا کہ ہو روشن
صفا سے آئینہ کے کب خلل ہے آہ صورت مین

گیا ہوگا طرف کعبہ کی جو مجرم نہین اوس سے
کہ حاجی اوسکے آمد رفت کی ہے راہ صورت مین

نصیب اوسکے دفن مین بند ہی وہ یوسف کنعان
نکلتے ہے عزیزو دیکھلو کیا چاہ صورت مین

دلا نہ کیونکہ کرون اختلاط کی باتین
سمند ناز پہ جب ہم چڑہا وہ شاہ سوار
حجاب کیا ہے اب او س سے حجاب کے گہر مین
قیامت اک ہوی برپا رکاب کے گہر مین

نصیر دیکہہ تو کیا جلوہ خدائی ہے
ہمارے اوس بت خانہ خراب کے گہر مین

مین ڈرتا ہون وہ دل یا دون سے بد دستور ملتی ہین
یہ شیشہ ہی ایسے کیون سنگ سے کر چور ملتی ہین
لب شیرین ہم او نکا لب سے تا مقدور ملتے ہین
رقیبان جون مگس تا تو نکو میٹھے دور ملتی ہین
نجہیڑ اس دل کو ہی نیش غم سے زہر آلودہ
وقصور فہم ہے چیکی سے جو زنبور ملتے ہین
لیس انسے مرنے ہی تیرے خاکسارونکا یہ ہی رتبہ
کہ لوگ اپنے جبین سے اونکی خاک گور ملتے ہین
قران آفتاب و ماہ اے ساقی نہین اچھا
وہ منہ سے دیدہ مے ہو کر نشہ مین چور ملتے ہین
ہے قتل جہان دست مژہ سے مردم دیدہ
دلا شمشیر ابروے بت مغرور ملتے ہین
مرا زخم جگر وہ ہے کہ سب جراح ہات اپنے
تاسف سے لگا کر مرہم کافور ملتے ہین
سدا مشتاق دیدار تجلی ہین جو اے موسی
وہ گرد گوشہ دامان کوہ طور ملتے ہین
حنا پاؤن سے ملنے دے ہمین تو بیستا کیون ہے
نہین اسکے سوا کچہہ اور ہے منظور ملتے ہین
ق
بآئین دگر آئینہ لیکر اپنے ہاتون مین
مسی جب شب کو معشوقان رشک حور ملتے ہین
نصیر اک اور ہی ایسی غزل لکہکر سنا ہمکو
شہانا تجہکو خوب آتا ہے تا مقدور ملتے ہین

سواد ہند مین تو آج خلاق المعانی ہے
کف حسرت سخنجان نیشاپور ملتے ہین

ق

کف افسوس لیتے بال و پر سے آہ پروانے
نہ تنہا شمع کے جلنے ہی سے محجور ملتی ہین
سحر تک شام سے بلکہ ہزارون شمع ارمان بی
بدلسوزی بدن پر شمع کے کافور ملتے ہین
نصیر اس تیغ دل پر آج جو ہو بی ای ہیمولی
گلال العذار ولکی نسبت سے مسرور ملتے ہین

سے گلشن سے چھپا کلی یا کسی کے — ہین لخت جگر ہمکنار گریبان
لگائی نہین اوس سے گوشیکی مغزی — ہوے برق آ کر نثار گریبان
نہین طوق سینے سے قمری کے ہے اب — یہہ زیب گلوبند و بار گریبان
گلستان مین یہہ معتکف ہے جو ہر اب — سر غنچہ صحبت برار گریبان

لضیرا ب یہان چشم سوزن ہی محرم
ز سر رشتہ ہاے وقار گریبان

کس دست یار قصہ زلف دوتا لکھون — سودا نہین مجھے جو مین یہہ سلسلہ لکھون
جاتی ہے مثل شمع زبان قلم جلی — قاصد مین سوز دل کا اسے حال کیا لکھون
دیتی نہین سر کنے مجھے کوے یار سے — کیونکر نہ موج اشک کو زنجیر پا لکھون
واشد برنگ غنچہ جو دل ہو تو اے صبا — ہر برگ گل کو ناخن عقدہ کشا لکھون
سطر کشیدہ صفحہ دریا ہو موج سے — طغیانی سرشک کا گر ماجرا لکھون
مجھے [illegible] کے کاکل شکین سے ہو مجھ — کس وجہ دل کے حق مین نہ حرف خطا لکھون
پاے سرنو [illegible] یاران رفتگان — پھر چشم نقش پا کو نہ کیون رہنما لکھون
تیغ [illegible] سے ہاتھ تو قلم — ظالم اگر مین شکوہ جور و جفا لکھون
[illegible] لگا یا ہے [illegible] — اے مرد مان ہین کیونکہ بھلا تو تیا لکھون
[illegible] ہوا سے خنگ — احوال گنج فقر کہا تک بھلا لکھون
[illegible] پوش اے لضیر — اس نقش بوریا کی مین تعریف کیا لکھون

دودمان عشق مین کشاکش سے سر مانند شمع
عالم حیرت دکھاتا ہے صحیح ہم کو [illegible]
چشم کو دا صورت نقش قدم [illegible]
[illegible]

موج نگاہ یار کے آنا نہ سامنے
ای دل بہ رستے کہ یہ ہے ذو الفقار حسن

کیا زلف سے بہم ترے ہالے کے پھول ہین
جنبے کہ ہو بہم ہے نمایان بہار حسن

ٹک آئینہ مین رشک پری آج سیر کر
پھولے ہی زور رنگ سے شام دیار حسن

ق

اتنا نصیر سے نہ تو کیجیو غرور
دولت یہ عارضی ہے نہین اعتبار حسن

جور کے ہاتون سے تیرے تا لبِ فریاد ہون
ہون عجب مین بھی کہ اتنا کہ ستم ایجاد ہون

دام ہستی ہی کوئی دم کو مین آب آزاد ہون
ہمصفیر و کس لئے منت کش صیاد ہون

جون سلیمان وہ تو باندہے ہی ہوا رشک پری
اور مین اوسکے ہوا عشق مین برباد ہون

جب سے ہے تائین الفت تجھسے آئینہ رو
اور ہی صورت سے محو عالم رو دلو ہون

ابروے جانان مونہپری کہ ہو نہین تیغ تیز
اور وہ مژگان یون کہی خنجر فولاد ہون

آئینہ مین جلوہ رخسار و قامت کو و دیکہہ
پھول کر کہتا ہی مین رشک گل و شمشاد ہون

کس سے اب فریاد کیجے تیرے جور و ظلم کے
تجھ سے بیداد گر امیدوار داد ہون

گل گریبان چاک اور بلبل ہی سرگرم فغان
یار واس ماتم کدہ مین کسطرح سی شاد ہون

ہے اکار نمایان اہل جوہر کے حضور
گو نہین کہتا مین یار و دشنہ فولاد ہون

دشت گردی مجنے اور خارا تراشی سیکہ تو
ہون خلیفہ قیس کا فرہاد کا استاد ہون

ہے مجھے ربط دلی اوس یار جانی سے نصیر
گو وہ بھولا مجھکو لیکن مین تو ر کہتا یاد ہون

ابروے قاتل سے مجھ کو ...
وہ نگاہ ... کمان ... اور ... مین ...
ہون بہر صورت دل عشاق کا عقدہ کشا
بر سر ... مین ناخن ... تقدیر ہون
... آئینہ ... نصیر

نظر میں اپنی وہ پھرتی ہیں صورتیں ہیہات | فلک نے خاک میں کیا کیا ملائیاں دیکھیں

کسی نے لی نہ خبر غرق بحر الفت کی | ان آشناؤں کی ہم نے یہ آشنائیاں دیکھیں

ہمارے اوسکے کدورت کی وجہ کچھ نہ ہی | کہ آئینہ نے نہ تونکی صفائیاں دیکھیں

ہم اپنا تجھکو ہوا خواہ جانتے تھے صبا | بہار میں تونے بھی تنہا اوڑائیاں دیکھیں

بیان کس سے کروں اپنی تیرہ بختی کا | اندھیری راتیں وہ اے دل جدائیاں دیکھیں

نصیر کیجے وفا کب تلک بقول میر
جفائیں دیکھ لیاں بیوفائیاں دیکھیں

کسکی نظر میں یار کا خال دہان نہیں | حیرت ہے خال خال کوئی نکتہ دان نہیں

یہ وجہ ہے کہ خط ترے رخ پر عیان نہیں | آتش جو شعلہ زن ہو تو اوٹھتا دھوان نہیں

تاثیر اپنی آہ میں کب گلرخان نہیں | پھل سرو میں غلط ہی کہ لگتا یہان نہیں

شام و شفق کی چشمۂ حیوان پہ ہی نمود | وان لب پہ جلوہ مسی و رنگ پان نہیں

تا استخوان ہے تن میں مرے دیکھ داغ عشق | اس گھر میں کب چراغ سر شمعدان نہیں

تیری طرح سے کہیئے کیون چرخ نے بلا | ہمکو فلک سے آرزوے نیم نان نہیں

دریا میں گھر ہے خضر علیہ السلام کا | عکس خط اوسکا آئینہ کے درمیان نہیں

زلف سیہ میں اس دل افگار کو نہ باندہ | سنبل میں لگتے دیکھا گل ارغوان نہیں

کب وہ قدم رکھے ہی مری چشم تر پہ آہ | اس جو پہ جلوہ سرو روان نہیں

تاروں سے جلوہ گر ہے خط کہکشان چرخ | قطرے عرق کے جبین پہ نمایان نہیں

تری چاہ ذقن کی چاہ ڈالو اڈول رکہتی ہے
ہمارا دل نہ کیون ہو صورت دولاب چکر مین

بگولا تیری تربت پر نہ کیون جاروب مجنون ہے
کبہی بد نظر تیرا اوسے آداب چکر مین

شب فرقت مین کیونکر مجہکو خواب آئے کر کہتا ہی
مرے سرکو خیال بالش کمخواب چکر مین

برنگ طایر قبلہ نما یہ مرغ دل اپنا
ترے ابرو کی ہی کیا دیکہکر محراب چکر مین

فقط کیا ماتہہ سے اس گردش گردون کے ہی یارو
پے یک قرص نان ہی مہر عالم تاب چکر مین

بہرے مین جون فانوس خیالی آہ تصویرین
بکاخ چرخ یون ہے محفل احباب چکر مین

نصیبا آتی ہی جنکو ایسی پر مضمون غزل کہنی
رکہے ہی اونکو فکر معنی نایاب چکر مین

گہٹا ہے دلمین سینہ عشق کے جلنے سے دہوان
کہ جلے آہ کلتا ہے ادب من سے دہوان

برنگ شمع ہی روشن ہماری دلسوزی
نہ کیونکہ اوٹہے ہر اک استخوان تن سے دہوان

جلا ہون عشق مین مانند شمع فانوسی
عجب نہین ہی جو اوٹہے مرے کفن سے دہوان

سیاہ کیون نہ فلک ہو کہ میری آنکہون کا
لپٹ رہا ہی یہ اس گنبد کہن سی دہوان

تری زلف کے مارونکا یہان جو مذکور ہے
سمجہ نہ سنبل اسے نکلے ہی چمن سی دہوان

پہنچ ستم کی اودہی ترے دوپٹے مین
بہم ہوا کہ یہہ خورشید کی کرن سے دہوان

وہ اشک گرم ہی اپنا گرے جو دریا مین
اوٹہے حباب کے اکدم مین پیرہن سے دہوان

تمہارے در پہ مین دہونی رما کے بیٹہون گا
چلے ہو آج کدہر تن کے اس پہن سی دہوان

جلے ہی آتش نالہ سے دامن کہسار
بہلا نہ کیونکر اوٹہے قبر کوہکن سے دہوان

شمع تو کب تربت پہ میری روشن کرکے لاتی ہیں
بلکہ گمان ہے یار و گل ہی میں وہ جیرانے ہیں

بال زلفوں کے اپنی کنگھی سے سلجھاتی ہیں
ہاتھ میں لیکر نشتر وہ کالی ناگ کھلاتی ہیں

بیٹھ کہاں جاتا ہے تو ای یار قمر طلعت اوٹھ کر
آج تجھے ہم ہالہ نشین آغوش میں تیرے اٹھاتے ہیں

رخ کی تمہاری تل کو کن نے ہاتھ سے گر چھیڑا تو کیا
آپ اتنی تقصیر پہ یوں کو لو میں مجھی تلواتے ہیں

آمد و شد کوچہ میں ہم اوس کے کیونکر کرتے بند نفس
زندگی اپنی جانتے ہیں سوا اس کے آنے جاتے ہیں

عطر قبا میں سامنے میرے غیرت سے کیوں لگواتی ہو
سوتی ہوئی فتنہ کو ناحق دیکھو تپ جگاتے ہیں

کیسا وصل کہاں کی فرقت دونون سے ہیں نفع نہ ہم
یار کو جب پاتے ہیں آپکو بھی نہیں پاتے ہیں

کیا پروا ہے کسیکی تمکو کوئی ڈوبے یا تیرے
آپ تو اپنے گھر میں بیٹھے گنگا اولٹی بہاتے ہیں

رکھہ بالاے طاق اپنی مہر عنبا دست تو زاہد
زیر خم شمشیر قاتل عاشق سر کو جھکاتے ہیں

آہ عبث کھینچا ہے دل اوس کے خیال ابرو میں
ہے وہ قبلہ پر نہیں قبلہ کیطرف لگاتے ہیں

کوچہ تک تو اوسکے پہنچا قصد نکر آگے کا دل
اوڑتے ہیں افزون ہادال یا ہوں نہیں پھیلاتے ہیں

دیکھو مت کہتا ہوں تمکو رخ سے پینا مت پوچھو
شبنم ہے گلہای چمن گلشن میں ہم کملاتے ہیں

عقل و فراست رخصت میں مژدہ ہو تمہی خواہش نو
آج ہماری دیر سے ہو روز روہان کہتاتے ہیں

آب علاب طفلان غنچہ کس سے ہوں شستہ تیری سوا
جیکا لگ جاتا ہے جب پانی منہ میں جو آتے ہیں

بیل و نہار آئینہ اپنے چشم کو کیونکر نہ کرے
محو سیر عالم حیرت آنکھ نہیں جھپکاتے ہیں

رنگ گل مضمون و معنی ٹپکے ہیں اپنے سخن سے نصیر
دوسری بہر ہم پڑھکے غزل اس بحر میں آج سناتے ہیں

کام جنہون کو لب سے ہی تری عیسی کی امت ہین | عشق کمرسی جور کہتے ہین موسائی کہلائے ہین

پیری مین جہڑتے ہین وندان سوتا ہی کس نیند نصیر
صبح ہوی بیدار ہوا تبو تارے چہٹے جاتے ہین

دُرِ غیر نے ٹانکے تری چیکن پہ ہزارون
آنسو نہ گرین کیون مری دامن پہ ہزارون

مو خال رخ یار پہ ابدل نہین خط کے
ہین مورچگان دانۂ خرمن پہ ہزارون

تیری جو سی زیب ہین دیکھے تو پڑ جائین
پانی کے گہڑے غنچۂ سوسن پہ ہزارون

تو وہ ہی کہ تصویر کش اے ترک ہزارون
حیران ہین تجہے دیکھے توسن پہ ہزارون

جوڑے مین تو مت باندھ ستمگر دل عشاق
کیون لے ہے وبال اپنے تو گردن پہ ہزارون

اے پردہ نشین رکھہ نہ ہوس سیر چمن کی
ہین بو قلمون گل تری چلمن پہ ہزارون

سمجہین نہ حرم دیر جو دل لکو وہ نہین کیون
نادانی ہے ہر شیخ و برہمن پہ ہزارون

اوس لب کے خریدار ہین کس منہ سے یہ کلرک
لو من جو یاقوت کے معدن پہ ہزارون

مت میرے سوا جہانک سیکو لگی ہین
آنکہین تری دیوار کے روزن پہ ہزارون

قربان رخ یار ہے کیا ایک مرا دل
جان دیتے ہین چکورین مہ روشن پہ ہزارون

اک بوسہ پہ برہم کے ہون بوسہ کا گنہگار
بل پڑ گئے کیون آپکی چتون پہ ہزارون

فولاد تن از خود نہین ہوتے کبہی سیدہے
یہ ٹین لگین آہن کی مین [illegible] پہ ہزارون

بے فیض مین فوارہ کے مانند تو نگر
اپنے ہی گہر مین [illegible] نخرن پہ ہزارون

لٹو ترے چوٹی پہ نکیو نکر ہو دل حور
پریان ہون فدا جب ہی جوبن پہ ہزارون

حضرت یونس نے لی تھی بطن ماہی مین پناہ
کیون نہ ہون نازان یہ بحر جانفزا کی مچھلیان

ریگ ماہی کی حقیقت انکی آگے خاک ہے
مین یہ تیری ہیر دو چشم سرمہ سا کی مچھلیان

بالی کانونکی ترے گرداب بحر حسن مین
دلکو تو بنا سمجھین مین نہین طلا کی مچھلیان

رتبہ اوہم ہوا کیا چھوڑ کر شاہی بلند
لائین جو دریای سوزن اوس گدا کی مچھلیان

کیون نہ حیران ہو نمین دست اہل ہمت دیکھکر
انگلیان مین یا کہ مین بحر سخا کی مچھلیان

پارہ ہاے دل نہین وابستہ تار مژہ
تجھکو دکھلاتا ہون لعل بے بہا کی مچھلیان

ان کے آگے یار قلیان کش یہ پانی بھرتین
چلمن زنجیر دار خوشنما کی مچھلیان

شب ہوائی چھوڑ کر اوس طفل آتشباز نے
اپنی صنعت کی دکھائین ہر ادا کی مچھلیان

یعنے بن پانی لگین دوش ہوا پر تیرنے
ہر طرف کو آتش جلوہ نما کی مچھلیان

آشنا ہے بحر مضمون معانی ہون نصیبو
طرفہ تر مین کیا مرے طبع رسا کی مچھلیان

سدا ہی اسکی ... خورشید ترے ملک پہ تجلی زمین پہ باران
... ملک تجلی زمین پہ باران

... ہے ... یوسف مین ... ماہ وان
... ملک تجلی زمین پہ باران

... حیران کہ شمع شگلو کہاری
عزیز دیکھو ... طرز ملک تجلی زمین پہ باران

نہاکی ... پہ چھوڑ بالونکو بعد اسکے
... زبان فتح تاج زر ملک تجلی زمین پہ باران

کہان ہے جون شعلہ شاخ پہ گل کدہر ہی فصل بہار شبنم
دکھاد عاشق کو اس ... ملک تجلی زمین پہ باران

... اعجاز طرفہ ... ملک تجلی زمین پہ باران

سمند ناز کی خوبی ہے زفند الف کو چھوڑ
لگام چاہئے ہر اسکے میری جان منہ مین

سوال بوسہ کرون کیا مین یار کے منہ ہے تنگ
کہ تونے پہلے ہی بھر دی ہے کہکشان منہ مین

فریب شعبدہ کہا دل زلال دنیا کا
بنی ہے دانت لگا کر یہ نوجوان منہ مین

ہزار حیف چلی آتی ہے خزان بلبل
چمن سے لیکے خس و خار آشیان منہ مین

شکر لبون کی تو دشنام تلخ میٹھی ہے
کہو تمہارے جو کچھ آئے مہربان منہ مین

نہ کھینچ دل سے مرے تیر یار تیر فگن
کہ طفل چوستے ہی انگشت رکھکے ہان منہ مین

ترے مریض کو غش آگیا ہے چل تو سہی
کہ پانی اوسکے چواتے ہین لوگ ہان منہ مین

خدنگ آہ سے ڈرتے ہین سنگ دشت تیر ہو نہین
نہین ہے اسکو فلک صاحب کمان منہ مین

سوال بوسہ کرون کیا وہ کاٹتے ہین بات
کہ اوسکی چلتی ہے قینچی سی ہان زبان منہ مین

جب اوسکے زلف مین دیکھا مرا دل صد چاک
لگا ہے کاٹنے رکھہ شانہ انگلیان منہ مین

نکیجے حلقۂ گیسو کو خال رخ سے جدا
کہ من کو سانپ ہی رکھتا ہے بیگمان منہ مین

نکیونکہ اہل صفا سے ڈرین صدا سرکش
بنا ہی لقمۂ دریا کے آسمان منہ مین

سحاب بھی کوئی ساقی غضب ہے برق انداز
سدا تگرگ کی رکھتا ہے گولیان منہ مین

دکھائی چرب زبانی جو شمع نے اپنی
تو رکھہ لی کاٹ کے گلگیر نے زبان منہ مین

ق
عزیزو خال لب یار کے تصور مین
شب آگئی جو مگس اوڑ کے ناگہان منہ مین

ق
تو اس شگون سے ہوا یہ یقین دم بوسہ
میرے وہ آئیگا لعل شکر فشان منہ مین

شب فراق مین ہمراہ آہ نالہ مرا
کلیجہ آگیا سینہ سے جبکہ ہان منہ مین

روے کتابی ہی یہ تیری عہد جوانی مین کتاب عشق — باب پنجم طفلی مین بہی ہم پڑہتے تہی گلستان مین

خندہ یار اعجاز نما ہی تاب کہا دے دانتونکی — آج تلک وے یکہے تہی نہ تارے ہمنے تب افشان مین

آج صداے قلقل ساقی کیا ہی سبب تو جو نہین — بیٹہ رہین کیون شیشہ می ہی بزم بادہ گساران مین

گرم ہی بازار اندرون بسا اپنے رسکے بیہودونکا — ایک نہین شیشہ لعل آتا شیشہ گرانکی دکان مین

آج ہوا ہے سیر گلستان اٹھہ گئی اپنی دل سے نصیر
دیکہے جو گلہاے مضامین ہمنے تیری دیوان مین

یا تو صورت ہی کہا یارہ ہماری آنکہہ مین — بن گئی ہے مردمک بیقراری آنکہہ مین

دیکہہ ہمچشمی نکر تو اوس کے آنکہون سے حباب — موج دریا دم مین کر دیگی کناری آنکہہ مین

برق چمکے ہی تو چمکے ہمکو کیا ساقی کہ اب — کہب گئی ہے اوسکے دامن کی کناری آنکہہ مین

کیونکہ نسبت دیجیے بے سرشتہ اوسکی چشم سے — نام ڈورونکی نہین آہو کی ساری آنکہہ مین

بادہ گلنار کے پینے کی کیفیت ہی تب — جب تصور ہو ترا ابر بہاری آنکہہ مین

کیون نہ اوسکے آنکہہ مین پہیرین سلائی نیل کی — دی رقیب رو سیہ کا جل تمہاری آنکہہ مین

دل نہ کیون پامال ہوا پنا کہ طفل نے سوار — بس ہی تیری طرز نے سواری آنکہہ مین

جو مرے ہاتہہ ہی ساغر کہ ساقی آگیا — نشہ صہبا بوقت میگساری آنکہہ مین

آنکہہ گلشن مین کرے کیونکر تمہارے روبرو — رکہتی ہی شرم و حیا نرگس بچاری آنکہہ مین

چشم ارباب صفا سمجہے ہی بیقدرون کی قدر — خاک سے ہے آئینہ کی آبداری آنکہہ مین

کیون نہ مین قربان ہون نقاش تصویر کے صلیب — جسنے تصویر اوسکی اب آکر اتاری آنکہہ مین

بن دیکھے تری چشم بہلتا ہی نہین دل
مین آہوے تصویر بہلا یار کئے دن

بتخانہ مین ناقوس ہے لبیک حرم مین
مین دین و دل آنکا فرد دیندار کئے دن

آتی مرے کانو مین ہے یہہ بیت کی آواز
کیون بیٹھے ہو کمو لوب اظہار کئے دن

ب حکم ہے اے شجر گلشن خوبی
حیران ہون سزا نین تر اکبار کئے دن

تفتے ہین تجھے دیکھکے شمشاد و صنوبر
سولی یہہ بنا قامت دلدار کسے دون

مین کیا کرون قسمت تری ہان آدل سیہ چاک
لیتے ہی نہین آئینہ رخسار کسے دون

جوسے سو بنا کاکل برہم کو کہے ہے
شانہ کے سوا خدمت تا تار کسے دون

بیجا ہے نصیر اب مجھے لازم نہین انکار
دل اوسکے سوا کرکے مین اقرار کسے دون

ردیف واو

جبکہ تو وسمہ سے ای ابروے جانان سبز ہو
تیغ کا بھی کشتہ پھر ممکن ہے گریان سبز ہو

ہے عجب پیدا خط رخسار جانان سے سبز ہو
مزرع دہقان نہ یارب غیر باران سبز ہو

خاک ہو سرسبز دنیا مین سیہ بخت ازل
آب گریہ سے نہ دیکھا نخل مژگان سبز ہو

باندہ دہ تکمہ زمرد کا بت یاقوت لب
پرتو سے جسکے یہہ تیرا گریبان سبز ہو

پشت لب پر ہی ترے کیونکہ اب خطکی نمود
جای حیرت ہے اگر لعل بدخشان سبز ہو

عطر خس تیرے بدن سی غیر جب آکر ملے
زہر غم سے کیون نہ دل میرا مرجان سبز ہو

یاد زلف یار مین دل کیا رکھی خط کا خیال
جامہ کعبہ جسے ہو کیا عزیزان سبز ہو

[illegible]

آج اپنے گہر کی تم تہا نیلک دیکہو
[illegible] یہہ دل اسیر [illegible] دیکہو
خورشید درخشان کی بانی مین جہلک دیکہو
اب کیا ہی غبار اپنا برباد ہوا [illegible]
ناحق کی کدورت ہی [illegible] مین جہلک دیکہو

تدرو دلکو چھوڑی کیونکہ اوسکا ہے بچۂ مژگان
[illegible] تہبار کا [illegible] چنگل ہو

خیال قدمین اوسکے آہ و نالی مین اگر کہنچون
دو عالم مین ابہی پیش از قیامت اک تزلزل ہو

سراغ نقش پا ہی مین عبث ناقہ کی سرگردان
بغیر از ہاتہہ آئے دلکو تسکین کیونکہ بالکل ہو

سواد چشم آہو کو سمجھہ تو خیمۂ لیلا
کہا مجنون سے تجھے صحرا مین کچھہ [illegible] تحمل ہو

ترا گر قصد کوے یار مین جانیکا ہی اےدل
تو تہامت کل دبک کہ سامان تحمل ہو

بغیر اشکون کے تیری کیا نمود گرد فر ہوگی
رکہا ہے ساتہہ دُرّانیکی دستے شاہ کابل ہو

عبث تو بیستون مین جان شیرین اپنی دیتا ہے
بجز تقدیر کیا ممکن جو شیرین سے توسل ہو

نہین آسان بہت مشکل ہی جوی شیر کا لانا
یہہ کیونکر قوت بازو سی تیرے بے تامل ہو

بہ جہٹی کا دودیا د آئیگا ای فرہاد مان تجہکو
نہ دم بہر چھوڑ تیشہ ہاتہہ سے یہ کام مہمل ہو

نصیر اس بحر مین ایسی غزل لکہی ہے یہہ تو نے
کہ جسکا بزم ارباب سخن مین شور ہو غل ہو

تیرے ابرو کے جو محراب مین جا رکھتا ہو
مردمک جا ہے جون قبلہ نما رکھتا ہو

چشم بد سے اوسے ڈر کیا ہی کہ جو ہو فلک
وصف مژگانکی طرح دست دعا رکھتا ہو

تو ہوا مین کیونکہ نہ ہوا اوسکی بند ہے
راہ تجہسے جو کوئی بادصبا رکھتا ہو

ہے وہی وادی مجنون مین سکر وکہ حباب
موج سے اشک کی زنجیر بنا رکھتا ہو

مور آسا اوسے ایچرخ نہ مل پاؤن تلے
دل مین جو تخت سلیمان کی ہوا رکھتا ہو

حلقۂ زلف مین کیونکہ نہ گرفتار رہو دل
تو جو اے صید فگن دام بلا رکھتا ہو

[illegible]

[illegible]

رہتا ہے تمہارا ہی ای آنکھو مجھے کھٹکا
ناوک نہیں برچھی ہے اوسکی نہ پلک دیکھو

ایسی نہ دھڑک ہوگی مرغ قفسی کی بھی
رکھہ ہاتھ تو سینہ پر اپنے دلکی دھڑک دیکھو

ہے لالہ احمر پر شاخ گل نا فرمان
عارض پہ ذرا اپنے گیسو کی لٹک دیکھو

گلگشت چمن کیا ہی لو ہاتھہ مین آئینہ
اس اپنی خط رخ کی سبزہ کی لپک دیکھو

محجوب کرونگا مین تصویر نہالی کو
پہلو سے مری تمکو تم آج سرک دیکھو

اندیشۂ رہزن ہے درکار نہ رہبر ہے
کچھہ فرق نہیں اس مین اپنے شہ دلشک دیکھو

ق

ایحضرت دل اوسکی لو مانگ کا تم رستا
کس موج مین ہو بیٹھے سیدہی سڑک دیکھو

یار وہ مرے گھر مین آتے ہوئے رکتا ہی
ہرچند مٹاتا ہون مٹتا نہیں شک دیکھو

ایسا مری جانب سے کچھہ غیر نے ہے بہکا
جاتی ہی نہیں اوسکی کمبخت جہجک دیکھو

ہو باف شمسیدہ اوس کے تراش کا جو ہین
مت موج دخان دیکھو شعلہ کی بھڑک دیکھو

سرخی پان سے شہادت ہو نکیون ہان ہمکو
تیغ آغشتہ بخون ہے لب جانان ہمکو

سبب گریہ ہوا اوسکا لب خندان ہمکو
برق دکھلائی ہے کیفیت باران ہمکو

بن ترے باغ مین ہی مرگ کا سامان ہمکو
برگ گل جو ہی سو ہے خنجر بران ہمکو

کیونکہ پہر اوسکی کمر ہووے نمایان ہمکو
جب نظر آئے نہ اپنی ہی رگ جان ہمکو

رخ ترا کم نہیں کعبہ سے ہی جانان ہمکو
عوض چشمۂ زمزم ہی زنخدان ہمکو

اہل تجرید کو اک تار کا رکھنا ہی ہی ننگ
کیا دکھاتی ہے تو سوزن تن عریان ہمکو

ق

ہمنشین قسمت برگشتہ زمانہ نہ رسا
اب تو کھلتی ہی نہ یارے لعل بدخشان ہمکو
جا بجا [illegible] اکی خاکی کا پتلا بار دو
کچھہ نہ معلوم ہوتی ماہیت انسان ہمکو
[illegible] چار عنصر سے کہلی معنی پنہان ہمکو
اپنا انداز سخن [illegible]
اپنا استاد سمجھتے ہین زباندان ہمکو

[illegible]
اہل ہی دوستی کو بالائے طاق رکھو
[illegible]
آئینہ کا نہین جانتا ہی [illegible]
[illegible]

ترا یہ خشک ہے ہر کوچہ رگ اعضا
عجب نہیں جو کرے آب تشنہ خنجر کا

کب اوس سے فیض ہو جاری جو ہو تنک مایہ
گری ہی آب سے اپنی کہان گہر جاکا

عدم کی راہ ہی باریک یارو سوچ کر دیکھو
جو سمجھو زندگی کو ہیچ تو اوسکی کمر دیکھو

نہ تم رنگ مسی مین اپنے دندان جلوہ گر دیکھو
کھلی ہی نیلوفر مین موتیا اک غور کر دیکھو

گل لخت جگر مین اک قلم مژگان سے وابستہ
یہہ ڈالی نذر کو لایا ہون تم اک نظر دیکھو

نہ چھیڑو ذکر تم اوسکے دہن کا ای نوا سنجو
چمن مین قافیہ غنچو نکا ہو گا تنگ تر دیکھو

خیال لعل لب اوسکا ہی آخر اپنے کام آیا
رگ یاقوت سے ہمنے سیا چاک جگر دیکھو

قطار ابر سیہ مین تم کیا ہو بگلون کی دیکھتے
تمہاری مانگ مین ہے ... گر گیا پر دیکھو

کوئی کیا خاک کرے چشم الفت ہمنشینون سے
نمک ڈھہکے ہے شبنم زخم گل پر ہر سحر دیکھو

اسے ہالہ نہ سمجھو اوسکے رخ پر دیکھہ کر بالا
یہ ڈوبا ہی بہنور مین آج خجلت سے قمر دیکھو

کہان ہے حق پرستو ہے سر منصور سولی پر
نہال عشق لایا ہے یہ صورت ثمر دیکھو

جدا ہے ہمدہو سیجے نہ کیونکر بند بند اوسکا
گرہ رکہتا ہی دل مین اون لبون سے نیشکر دیکھو

تمہارے تاب رخ سے کیون نہووے دل کی کیفیت
یہہ فانوس خیالی ہی چراغ اس مین تو دہر دیکھو

یہہ آئینہ بہی ماتم دار ہے شاید سکندر کا
جو اس صورت سے رہتا ہی ہمیشہ چشم تر دیکھو

عدم مین بہی شہیدو نکا تمہارے آہ ماتم ہے
زمین سے گل نکلتے مین گریبان چاک کر دیکھو

نہین ہے جای تبسم غافلو یہہ گلشن ہستی
بر رنگ غنچہ باندہو دوش پر رخت سفر دیکھو

ہم اس صورت سے دنیا سے گئے ہین چشم تر لیکر
کہ روتا ابر رحمت ہی ہماری خاک پر دیکھو

کسے ہے شادی بے غم میسر باغ دنیا مین	ق	جبین گل پہ شبنم ہی گری ہے سر بہ دیکھو
سنوا ے حضرت دل کیا الصلوٰۃ بلبل کرتا ہے		کہ راہ عشق مین یہہ بیہودہ ہے اور یہہ ضرر دیکھو

طلب ہے آب حیوان کی تو اوس لب پر نظر رکھو
جو مرنے پر کمر باندھے ہی تو اوسکی کمر دیکھو

دے گزری سر شمع کہین مین جگر اسکو		پروانے سے الفت ہے قضا اسقدر اسکو
اپنا دل پر داغ ہے اشک طاؤس		ہر رنگ مین دیکھون ہون برنگ دگر اسکو
خیمہ جو نکالے ہی حباب لب دریا		ہے اپنے مگر کوچ کی ہمدم خبر اسکو
دل آہ شہر یار سے واقف نہین اپنا		صحبت ہے دم سرد سے باد سحر اسکو
جون شیشۂ ساعت ہے مرا آبلہ پا		رکھتا ہون جو آلودہ گرد سفر اسکو
ہوتی ہے خلش کر جو تری ناوک مژگان	ق	کچھ اندنون پر لگ گئے ہین کیا مگر اسکو
سیکھا ہی بہت طفل سرشک اب یہ نکلنا		رکھ دامن مژگان نہین تو اے چشم تر اسکو
ڈرتا ہون کہ ایسا نہو اک روز کہین بہان		لگ جائے کسی مردم بد کی نظر اسکو

مست یار کی تو چین جبین دیکھ نصیر اب
غواص یہان کہتے ہین موج خطر اسکو

وسمہ ابرو پہ تو آج لگاتے کیون ہو	زہر مین میرے لئے تیغ بجھاتے کیون ہو
شہر رفندی یا مجھکو دکھاتے کیون ہو	رفتہ رفتہ سر بازار بھلاتے کیون ہو
نور دیدہ تمہین سمجھون ہون نہین اے طفل سرشک	دیکھو سر پر مرے طوفان اٹھاتے کیون ہو

ق

زندگی بن تری کیا خاک قمر طلعت ہو
کہکشان کی لٹی پڑ رہی جو شب فرقت ہو

جو گنہگار ترا شیفتہ قامت ہو
کیون نہ سبزہ کف افسوس سر تربت ہو

نہ توانی کا دو احسان کہ بنا ہوں مین ہلال
شہر مین کیون نہ نکلنے کی مری شہرت ہو

گر کہ پاؤن تجھے محراب خم ابروے یار
زاہد گوشہ نشین طاق تری طاقت ہو

تو نہ آئے جو بیمار کے بالین پہ کیون
آب شمشیر دم نزع اسے شربت ہو

رو کشی آئینہ کرتا ہے تجھے لیکن
مین اسی سوچ مین ہون دیکھ کیا صورت ہو

کیون نہ حیران ہون خط و خال سے رخ پر دیکھ
طوطی و زاغ سے جب ایک جگہ صحبت ہو

دیکھ لون کھولے لگی آنکھین تجھے مانند حباب
بحر ہستی مین مجھے گر کوئی دم فرصت ہو

ہمسری سے دل صد چاک کرو کس منہ سے
شانہ زلف ترا جبکہ یہ قدرت ہو

تجھسے نرگس کو ہے دعوی ہمچشمی
نہ کرے سامنے آنکھین جو ذرا غیرت ہو

مے پرستی کی انصاف او س گھڑی کیفیت ہے
جبکہ معشوق گل اندام ہو اور خلوت ہو

واہ کیا خوب کہ ہون تو نہ الفت سمجھو
دل گرے چاہ زنخدان نہین تو چاہت سمجھو

اے بت حسن کو قارون کی دولت سمجھو
عارضی مال ہے یہ اسکو غنیمت سمجھو

کمر یار ہے اے ہمدم تو رگ جان
دیکھو تب اسکو نہ دو بال سے نسبت سمجھو

درد فرقت سے بس آؤ نہ کرو مجھسے جہاں تجھے
یہاں تلک پہنچی ہے غم سے مری نوبت سمجھو

سے وہ نہ یک کرو دیدہ بینا پیدا
غافلو آپ سے تم دور او مت سمجھو

عوض بوسہ لب یار [illegible]
جاں ستانی دل شکستگی [illegible]
یاروں مین وفا [illegible] سمجھو
[illegible]

غنچہ پہ اوس پڑ گئی یکدست صبحدم
شبنم کی دیکھ کر تری اوس سینہ بند کو

اختر نہیں یہ شبکو مری تیر آہ نے
چھلنی کیا ہے سینۂ چرخ بلند کو

منت کش طبیب ہوں کس واسطے نصیر
ہے دردہی میں چین دل دردمند کو

نہیں یہ جو کچھ ہے چشم اور نرگس زمین دونو
تری یاد سے ہوئے آنکھوں کے یہاں جو دردہین دونو

مہ و خورشید کا کیا منہ ہے جو تیرے مقابل ہوں
پریرو تیرے رخساروں کے آگے گرد ہین دونو

سراغ نقش پا ہے ناقۂ لیلی میں آوحشت
کہ ہم اور قیس مدت سے بیاباں گرد ہین دونو

مژہ کی چشم تر پر دیکھو صاحب خس کے پردے ہیں
پہرو اب یہین کاٹو کہ بنگلے ہیں زمین دونو

نہ کیوں شور و فغاں سنکر بہلا وہ مہ جبین روٹھے
نصیر اس دل میں اب باہم ترا او درد ہیں دونو

ڈھونڈتا پھرتا ہے جو اوس مہر عالمتاب کو
ہو گیا شاید پرتو نذر دیدۂ مہتاب کو

خواب راحت اوڑ گیا آنکھوں سے اوس بیخواب کی
رات کیا رکھا سرہانے بالش کمخواب کو

ہو گیا ہے اندنوں روپوش وہ آئینہ رو
چین کس صورت سے آوے اس دل بیتاب کو

چڑھ گیا یہ نشہ ہمکو ساقیا دریا پہ کل
ہالۂ مہتاب سمجھا حلقۂ گرداب کو

سیر دکھلائے ہمیں کیا عالم ناسوت کی
رکھ کے اوس مطرب نے سر تار مضراب کو

تفت دل سے اشک گیا فرگان پہ تیرے میں کہیہ
سوئی کے ناکے سی آتش نے نکالے آب کو

اوڑ گیا بیتابی دل دیکھ کر وہ شعلہ رو
قائم النار اب کیا ہے پارۂ سیماب کو

جبکہ خاکستر ہوا پروانہ جلکر رات کو
شعلہ شمع لگن دہتا رہا سر رات کو

ہو سکے کس منہ سے تیری رخ سی ہمسری رات کو
چاند اک ٹکرہ کا جالا ہی فلک پر رات کو

تمنے یہہ افشان چنے اپنے جبین پر رات کو
آنکہین کہودی رہگئے گردون پہ اختر رات کو

دیکہکے تیرے رخ سے پیچہی فلک پر رات کو
قید رہتا ہی قمر ہالے کے اندر رات کو

دیکہو ہے افشان چنو اپنی جبین پر رات کو
کہلگئے مینگے سپہر کے کلیان ماہ و اختر رات کو

کیا کہون بن تیرے اے ساقی بیان نشکن
حلقہ ماتم یہان تہا دور ساغر رات کو

سوتے ہے دنکو یہ کیونکر زاہد خلوت نشین
آشیانے سے نکلے ہی خفاش اکثر رات کو

کیون نہو رنگ مستی سے یار کے دانتونکی تاب
کرمک شب تاب سے چمکے ہی مقرر رات کو

خواب مین کس شعلہ خو سے تہا مین یا ہمکنار
کہل گئین آنکہین تو پایا گرم بستر رات کو

تو نہین ہوتی ہی جب اے مشعل آہ رسا
مین نہین پاتا ہون بنا جسم لاغر رات کو

دل کی شامت ہی جو لیتے بوسہ عارض ترا
چہپکے جاتا ہی تہ زلف معنبر رات کو

حسن روز افزون کے شعلہ سے مجہی لگتا ہی ڈر
چور کو بگڑی مین رہتا ہی بس اکثر رات کو

ق

کاش ملجائی کہین وہ تاپہ ہم پوچہین لپٹ
دنکو رہتا ہے کہان کسکا ہے بستر رات کو

کو بکو پہرتا ہے ہوکر مہر سرگرم تلاش
ڈہونڈتا ہے دربدر ماہ منور رات کو

تا قیامت نہ مرینگے لب جانان ہم تو
کہ سمجتے ہین تجہے چشمہ حیوان ہم تو

واقف اک بوسہ رخ سے نہین جانانہ ہم تو
جہوٹ پر تیری اوٹہا جائینگے قرآن ہم تو

اوٹھا دے اپنی چہرہ سے اگر وہ شمع برقع — برنگ شعلہ فانوس دلکو بیقراری ہو

لئے ہے سوزن خار مغیلاں قیس ایسلا — نہ کیونکر دامن صحرا پہ خاصی بخیہ کاری ہو

یہہ اب فنا کس سے جہان میں تو اوڑا دی ہے — کہ پامال خرام ناز کبک کوہساری ہو

کبھی ہے زلف برہم اور کبھی وہ یاد دم — جو کچھہ ہونا ہو یارب ایکہی بار ہی ہو

تصور میں ترے ای خال عارض کے عجب کیا ہے — سحر سے شام تک عاشق کو کر اختر شماری ہو

نصیر اس دور میں تب سیر کرنیکی ہے کیفیت
چمن ہو جام مے ہو خیمہ ابر بہاری ہو

رکھتا ہے اور کیا دل ناشاد آرزو — ملنے کی ہے ترے ستم ایجاد آرزو

لاتی ہے کھینچ کر ترے کوچہ میں آرزو — جون سنے مجھے بنالہ و فریاد آرزو

کنج قفس تو بیضۂ فولاد ہو گیا — سیر چمن کی خاک ہے صیاد آرزو

پابند کشش روش سرو میں نہیں — وارستگی کی ہے دل آزاد آرزو

صحرا نوردگان جنون تیرے ہاتھ سے — جون گرد باد ہوگئی برباد آرزو

ثمرہ ملا نہ گلشن ہستی سے کچھہ تجھے — بر آئی خاک یہان تری شمشاد آرزو

تصویر اوسکی صفحۂ دل پر نصیر کھینچ
رکھتا تھا جسکے لکھنے کی بہزاد آرزو

چرخ کا نیش مہ نو سے ہے کالا بچھو — بچھوون سے ہی زمین کے یہہ نرالا بچھو

آنکھہ اک پل نہیں سوزش سے ہی لگتی ہیہات — بن گیا حق میں مرے پاؤن کا چھالا بچھو

روی و زلف و خال و خط کو کہتی ہی یہہ خلق دیکہہ
یہہ قمر یہہ کہکشان یہہ قطب تارا ہو نہو

ہم متاع دل کو اک بوسہ پہ بیچین گی نصیر
پہر خدا جانے کہ سودا یہہ دوبارا ہو نہو

ہمکو کیا شکوہ ہین گو رشک چراغان جگنو
شب تاریک مسی ہی ترے دندان جگنو

چمک ایسی نہین ای زہرہ جبین ہیرے کی
تیری جگنو سے یہہ ہی دست و گریبان جگنو

کٹ گئی ہی وہی ما تو نہین یہ کیفیت رات
اپنے آنکہو نمین سے لگے اختر تابان جگنو

بوٹیان ہین ترے کمخواب کے پاجامہ پر
یا چمکتے ہین پڑے یہہ تہ دامان جگنو

قرہ تر پہ مرے یون ہی یہہ اشکو نکی نمود
جیسے برسات مین ہوتی ہین نمایان جگنو

چند قطرہ نظر آتے یہہ نہین شبنم کے
ورق گل پہ صبا کرتی ہی افشان جگنو

سر بسر زلف کے کچہہ رات نہین ساون کی
مین یہہ موتی ترے کانون کے نہی جانان جگنو

نقرئی کب تری محرم کی بنت پر مین حباب
جو بہم محرم ہو کہی ای دل حیران جگنو

شمع و رات گئی لوٹتے انگارون پر
تجہہ بن آتے تہے نظر اخگر سوزان جگنو

سر پہ گیا اوس کے ہے بسمہ کا ڈپٹہ اودا
دیکہتا ہون شب دیجور مین خشان جگنو

عرق آلودہ رخ یار نہین دیکہہ نصیر
چہا گئے ہین طرف صحن گلستان جگنو

لعل کو دیکہو نہ تم گلبرگ تر دیکہا کرو
رنگ پان سی اپنے لب کو سرخ کر دیکہا کرو

سرمہ آنکہو نمین لگا کر تم ادہر دیکہا کرو
ہم پہ تازہ تو قیامت باندکر دیکہا کرو

مژگانکو ہر آب دے چشمون سے تو اے چشم
جو ہو شجر سوختہ وہ کیونکہ ہرا ہو

کیونکر نہ لسے مزرع دنیا سے ہو حاصل
دانہ کیطرح خاک مین جو کوئی ملا ہو

تو ہمکو دکہاتا ہے عبث چرخ
ناحق جو تراشیدہ ہو کب عقدہ کشا ہو

ہین طالب دل محو رخ آئینہ دیوار
کعبہ کو وہ کیا سمجھے جو صورت مین رہا ہو

بے زلف سخدان کی دکہائی ہے مرجان
مارا اوسکو کوئی مین دو گز تم جسے چاہو

اسنے تو ڈبایا ہے مجھے اوس نے جلایا
ہو خانہ خراب آنکہہ کا اور دل کا برا ہو

کہتا ہون جو کچھ مین ہی سمجھیگا مری بات
اس قاعدہ عشق سے واقف جو ہوا ہو

بے لب ہے ترا آلام تو زلف اور الف قد
نازل دل عشاق پہ کیونکر نہ بلا ہو

ق

اس بحر مین اک اور لکھ اب وہ غزل پڑہ
رنگینی الفاظ ہو مضمون نیا ہو

اوسکا دلجو چمن آرا جو صبا ہو
پہر کیون کہ نہ تعظیم کو ہر سرو کہڑا ہو

جس ذرہ سے روکش تری تابش یا ہو
بالذات وہ جون آئینہ خورشید نما ہو

آگاہ نہ کیون ہو دل خون گشتہ سے میرے
پہر نچہ ترا جبکہ ہم آغوش حنا ہو

اوس کاکل مشکین مین اولجہتا ہے یہہ شانہ
کیونکر نہ بندھی جس سے کہ سرزد یہ خطا ہو

کام اوسکو ہو کیا چشمۂ حیوان سے پہر خضر
بوسہ لب دلدار کا جس نے کہ لیا ہو

دل کیون نہ پہر اک آئینہ اوسکا گرفتار
جب یار تری بر مین دو دامی کی قبا ہو

غنچہ کہون یا درج گہر تیرے دہن کو
عقدہ کسی صورت سے تا کیونکہ یہ وا ہو

برنگ مردمک خانہ نشین ہون تو بھی پھرتا ہون | رہائی تجھسے مجھکو گردش ایام کیونکر ہو

نصیبون ناتوان جون نقش پا پامال حسرت ہے
میسر دیکھنا تیرا بت خود کام کیونکر ہو

کام کیون چشم کا مژگان سے لیا چاہتے ہو | گاہ سے تم کشش کاہ ربا چاہتے ہو
آپ تو زہر مین شکر کا مزا چاہتے ہو | گالیان دیتے ہو اور ہمسے دعا چاہتے ہو
جنبش لب سے مجھے آپکے مضمون یہہ کھلا | کچھہ مرے حق مین نئی بات کہا چاہتے ہو
جان و دل صبر و خرد ہم تو تمہین دے بیٹھے | اور کیا جی مین ہے فرمائیے کیا چاہتے ہو
خانہ دل سے ہو بیزار تو ماضی دیدۂ چشم | تم اگر بیت کے بنگلہ مین رہا چاہتے ہو
زاہدو رشتہ تسبیح نہ بنو تم بخدا | دل مین اوس بت کے اگر راہ کیا چاہتے ہو
نخل مژگان سے نہ کاوش کرو پھلا اشک | جسکے سایہ مین پلو اوسکا برا چاہتے ہو
دوستو دل کا لگانا ہے نہایت ہی برا | آہ جانے دو اگر اپنا بھلا چاہتے ہو
فرصت اک دم کی ہے اے غافلو مانند حباب | بحر ہستی مین عبث نشو و نما چاہتے ہو
کیون نہ ہو زلف کو سر رشتہ الفت تمسے | تم ہی تو حضرت دل اسکو بلا چاہتے ہو

ق

وجہ معلوم تو ہو چین بجبین ہونے کی | سچ کہو جی مین ہے کیا کسسے لڑا چاہتے ہو
کیون نہ ہم آپکا آئینہ رخ و منہ دیکھین | تم ہی تو دل سے با آئین صفا چاہتے ہو
ہم بھی ہمدرد ہین کیون ہمسے مکرتے ہو تم | صاف کہدو کہین کچھہ منہ سے کہا چاہتے ہو
رنگ چہرہ کا یہہ بے وجہ نہین زرد نصیر | یا ہو رنجور کسی شخص کو پا چاہتے ہو

رشک گل کو مرے گہر تک تو مرے پہونچا دے
وہ ابہی راہ مین ہی جلد اوسے لائے تو

ترک چشم بت کافر نے تو مجروح کیا
نیزہ بازی نہ دکہا سرمہ کے دنبالے تو

بوسہ مانگا لب شیرین کا تو کیا قہر ہوا
ایسا حلوا بہی نہین ہون جو مجہے کہالے تو

پر پروانہ سے شب بزم مین کہتی تہی یہ شمع
گر ہوا خواہ ہمارا ہے تو پنکہا لے تو

ہالہ چشم مین آتا ہے وہ اے مردم چشم
جلد اب کہین اس گہر کی ذرا جالے تو

طاق ابرو مین ملک اس شیشۂ دل کو رکہدے
جہومتا جاتا ہے اب اے مرے متوالے تو

بات یہہ خانہ خرابی کی ہے خاموش نصیر
زور اوس کے پس دیوار نہ کر نالے تو

روز و شب یار کے جپتی نہین کیون نام کو تو
اے زبان ہنہ مین ہے ہی مرے کس کام کو تو

زلف کو کہول کے کوٹھے پہ جٹرہ شام کو تو
جانور لین ہین بسیرا نہ بچہا دام کو تو

ہستی ای آدم خاکی ہی تری نقش بر آب
جون حباب آنکہہ نہ کہول اپنی کہ ہی نام کو تو

دیکہہ لین زلف و رخ یار تو اے شیخ ابہی
برہمن کفر کو دے جہوڑ اور اسلام کو تو

چرخ مین آپ مین یہہ فلک سے ایدل
اس مین ڈہونڈے ہے کہان گوشۂ آرام کو تو

مجہکو ہن اوسکی ... ای فصل بہار
غنچہ و گل کے دکہاتی ہی خم و جام کو تو

کم ہین کیا ماہی دریا تری تن پر ہے خلش
تو بہی رکہتی ہی ہوائے درم و دام کو تو

دانہ سان ہاتہہ سے خلق اسکے پستی ہی
آسیا جان دلا گردش ایام کو تو

غزل اس بحر مین تحریر کر اک اور نصیر
سیکہہ طرز سخن سعدی و خیام کو تو

۱۶۹

[illegible]

تم روئے عرق فشاں سے کاکل کو ملا دو / ناگن ہے یہ پیاسی تم اسے اوس چٹا دو
غنچے ان کو چمن میں دہن اپنا یہ دکہا دو / کچھ مال نہیں چٹکیوں میں انکو اوڑا دو
نزدیک ہو میں جنس ہوں ٹہکانے سی لگا دو / ای آنسوؤ کوچہ کیطرف اوسکی بہا دو
غصہ میں ہوا پر ہے نہ داغ اوسکو دکہا دو / آندہی میں تم ایحضرت دل آگ دبا دو
بگلوں کی قطار ابر میں دیکھی نہیں میں نے / دندان سی یہ ذرا ہنس کے دکہا دو
مدت ہوئی میں کنج قفس میں ہوں بیٹھا / مرغان ہم آواز تک آواز سنا دو
لے آنکہ اجازت نہ دو اشکوں کو ترقی تک / سونے سے ڈبانے کو تو پانی نہ چڑہا دو
جانے تو ہو آنے کا پر اقرار تو کیجے / گر منہ سے نہیں بولتے گردن ہی ہلا دو
اس دل سے الجھتی ہیں ہم آپکی زلفیں / شانہ سے کہو یا نہیں جھگڑا یہ چکا دو
صورت سے مرے گرچہ وہ بیزار ہی لیکن / یارو مرے نقشہ کو کسی ڈھب سے جما دو
ہم جنس کو ہم جنس سے ہوتی ہے محبت / دیوار سے اوسکے مری تصویر لگا دو
ق
لوگو مبارک ہو وہ آتا ہے انصاف آج / جہاڑو کہیں پلکوں سے آئینہ صفا دو

گر فرش تکلیم آپ کے گھر میں نہیں مشفق
تو آنکھیں ہی پا انداز کے اوس کے بچھا دو

بہار جس کی باقی ہو خط رخسار پر رکھو / نگہبانی کو کانٹے باغ کی دیوار پر رکھو
سوا اسکے تمہیں جنون صحرا گردی الفت / ذرا کان آہو زنجیر کی جھنکار پر رکھو
بنایا جسکا تار ہے اسکو تپ غم نے / ذرا انگشت نبض عاشق بیمار پر رکھو

[illegible]

ردیف ہای ہوز

کہول اپنی زلف کو دلکو مرے آرام دو
برسر گور غریبان ہو حسنے ٹک شام دو

منہ سے میرے خم لگا دے ساقیا ابر بہار
مجہسے دریا نوش کو کیا ہونگے یعنی جام دو

یا الٰہی دل کسطرح یار و بیماری دور ہو
گشتہ اگر سیماب ہو تو بیقراری دور ہو

چہرہ سے اوسکے زلف ٹک گر ایکباری دور ہو
شہرت مہ شب گرد کی جتنی ہے ساری دور ہو

ہے قطرہ افشان دمبدم پیر جبین عرق
شمشیر ابرو کی تری کیا آبداری دور ہو

اوسکے دُر دندانکا ہی انکو تصور روز و شب
ای مردمان چشمون سے کب یہہ اشکباری دور ہو

شانہ سے چوٹی یار کی اولجہی تو یہہ اوسنے کہا
کیون مار کہایا چاہیے ہی تامت کی ماری دور ہو

کرتے تو ہو تم حسن پر اپنے گہمنڈ ای گلرخان
ایسا نہو یہہ عارضی دولت تمہاری دور ہو

کسطرح سے پہر خاک ہون روشن ضمیر ان صفات
گر دل ہے ان کے تو ذرا ای خاکساری دور ہو

نزدیک اوس کے ای نصیر اسواسطے جاتا نہین
ڈرہی نہ جہنجلا کر کہین وہ ایکباری دور ہو

دل میں ہے رہار کی نہ حمایل کی آرزو
بانہیں گلے میں ڈالے ہی دل کی آرزو

کب ہمکو عشق ہو سے پہنچنے دی دہان تلک
ہے ہمکو بوسہ لب ساحل کی آرزو

مجنون کو لائی دامن صحرا سی گہیر کر
لیلی کے چاک پردۂ محمل کی آرزو

اب در پہ اوسکے جام گدائی لئے پہرون
یکچند سے یہی مہ کامل کی آرزو

بیٹھے ہیں کوئے یار میں جون شکل نقش پا
انکو نہین ہی قطع منازل کی آرزو

واشد برنگ غنچہ ہو گیا باغ دہر میں
نکلی نہین نصیر کے اب دلکی آرزو

[illegible]

[illegible]

چشم آئینہ دل صاف نہ جتک ہو نصیر
عرش کے برج کب آتے ہیں نظر ہین سے ساتہہ

پروین تو ہے اے رشک قمر نور کا خوشہ — مین تاک کے کیونکر کہون انگور کا خوشہ
امید سے کیا حسن کی گرمی سے خبردار — تبخالے بنے میرے لب حور کا خوشہ
جہمکے کو ترے کان مین دل بکہہ کے ہی — ہے گلشن حسن بت مغرور کا خوشہ
ہر آبلہ وزد نہین دل کی مرے گردہ — لایا ہون ترے نذر کو کافور کا خوشہ
قطرے ترے ابرو پہ عرق کے ہین کہ جمع — آہو کی ہی یا شاخ مین بلور کا خوشہ
تو بے ثمر آہ دل عاشق کو سمجہہ مت — جز شعلہ نہین ہی شجر طور کا خوشہ

زیب تن ہی خاک کو سے یار جم کرتے بتہ — ہم گدا کیا دلق پہنین سیکہے استر بتہ
تب نہین اختر شگف خیمہ افلاک سے — تیر آہ عاشقان ہوتے ہین بنگر تہ بتہ
وہ فرد دل اور جگر کے یون اب پہ بکہ پاس — ڈوب کر رکی ہی یون جسطرح گہر تہ بتہ
خون سرکشتون کے اپنی دست و پا کہ رنگ — کیون حنا لگوائی ہے تو اے ستمگر تہ بتہ
بے ثباتی باغ مین غنچوں نے گل کی دیکہکر — دوش پر رخت سفر باندہا ہی کس کر تہ بتہ
بستر گل پر دہو ئیہ کو جب لیکے ساتہہ — کیون نہ مین لوٹون بچہا کر آہ اخگر تہ بتہ
گاہ رخ پر ہے گہ دامن پہ یون اشک روان — بیٹہتا پہرتا ہے ہو کا جون کبوتر تہ بتہ
دیکہکی پر خور کے اس چرخ ملمع ساز نے — کیا چڑہا کے ہین ورق سونے کے لیکر تہ بتہ
گر قدم رنجہ کرو یہانتک تو پہر اشکون سے ہم — آپکی خاطر بچہائین فرش گوہر تہ بتہ

[illegible]

[illegible]

مژگان نہ وہر سکے مری لخت جگر یہ ہاتہہ
رکہہ تو ہی طفل اشک بہا در شہر یہ ہاتہہ

مستانہ وار اینڈ کے انگڑائی تم نہ لو
ماریگی شاخ تاک چمن اپنے سیر یہ ہاتہہ

خط اپنے پشت لب یہ نہ رکہو کہ فوج مور
ایسا نہو کہ ڈالدے تنگ شکر یہ ہاتہہ

دل اوس کے یون ہے پنجۂ مژگان مین جسطرح
صیاد کا پڑے ہے کسی جانور یہ ہاتہہ

اے مردمان بہر نوح کی طوفان کا ہی ہوا
مژگان عبث رکہے ہی مری چشم تر یہ ہاتہہ

تیغ نگاہ یار سے ہوتا ہے دل دو نیم
گر رو کتا نہ داغ جگر کے سپر یہ ہاتہہ

دامن کی تیری وہ ہی قیامت جہلک کہ مہر
لایا ہی چاک کرنے کو جیب سحر یہ ہاتہہ

سونا تو ساتہہ سیم تنون کی کہان نصیب
ہو جائے زر ہی خاک جو ڈالو نہین زر یہ ہاتہہ

دربان نے بیٹہنے ندیا مثل نقش پا
آخر اوٹہے ہی جہاڑ کے ہم اوس کے در یہ ہاتہہ

ق

ایدل عجب نہین ہی اگر سایہ ڈالدے
مار سیاہ زلف بت سیمبر یہ ہاتہہ

پر چہیڑنا محال ہے بالیکی گونج کا
عقرب کے رکہہ سکے کوئی کیا نیشتر یہ ہاتہہ

مین دیکہتا تہا خواب مین شبکو کہ ہی مرا
پستان رشک حور بت عشوہ گر یہ ہاتہہ

قسمت تو دیکہو کہل گئی جب آنکہہ ہمدمو
آیا نظر انار کے شاخ شجر یہ ہاتہہ

آیا نظر جو حلقہ ناف اوسکا وقت غسل
ڈر کر رکہا جناب نے کیا چشم تر یہ ہاتہہ

غواص بحر کی بہی ہی چکر مین عقل دیکہہ
تو ہی لگا شنا ور دل اس بہنور یہ ہاتہہ

مین نے جو خط لکہا اوسے خط شکستہ سے
مارے ہے خط کو پہینک کے سرنامہ پر یہ ہاتہہ

خوف نمود مہر قیامت نکر نصیر
ہوویگا پنجتن کا دو عالم کے سر یہ ہاتہہ

رکھا پتنگ نے میدان عشق میں جو قدم | سنان نیزۂ شمع لگن بنا شعلہ
رہی نہ طور پہ موسی کو تاب نظارہ | ہوا جو جھلکی تجلی کا رونما شعلہ
مے دو آتشہ تو لے پھر ہی کیا ہی عجب | دہان شیشہ سے نکلے جو ساقیا شعلہ
کری جو موج دخان کام تازیانہ کا | سمند برق بنا ہو جو سیر انگیز یا شعلہ
دل بنا کیوں نہ ہو ممنون دستگیری آہ | کہ آگ میں بھی سمندر کا ہے عصا شعلہ
سر مزار جگر تفتگان گزر مت کر | ہنوز عشق کی آتش کا ہے بپا شعلہ
بس از فنا نہ مری استخوان سوختہ کہا | اوٹھے گا دل سے ترے دیکھیو ہما شعلہ
ق
تم اپنے رخ کے تو ہو مایل نظارۂ عکس | جو آئینہ میں دکہاتا ہی برملا شعلہ
ق
مری ہی اشک میں پر ہی خواص غم الفت | کرے ہے جو بحر میں پیدا ہو جا بجا شعلہ
پڑا ہی عکس یہ کس شعر و کا دریا میں | جو آب میں بھی اٹھا ہی ہے طلسم کا شعلہ
شب اپنے بر میں تن میں صورت فانوس | دکھائی دے ہے مجھے ہر ایک بلبلا شعلہ
تو اپنے نالہ پہ مت پھول جیکے بیٹھے رہ | برائے عشق مجازی یہہ ہے سیا شعلہ
ملا ہی دیگا ترے آشیانکو ای بلبل | چمن میں آتش گل کا اگر اٹھا شعلہ
ق
کر اختیار جہاں میں لصایم شیوۂ عجز | سر غرور سے کیا تو اگر بنا شعلہ

فتادگان فروتن سے ڈرتے ہیں سرکش
سواے خاک کسی سے نہیں دبا شعلہ

شراب عشق سے دل کا مری معمور ہے شیشہ | برنگ ساغر خورشید یہہ پر نور ہے شیشہ

ی

مے وحدت کا پلا ساقی کو تر شیشہ	ٹک قلم نہو سو جی سے مرے تا حرف دوئی
ہے ہمنے ہر آبلہ دل کو بنا کر شیشہ	جہان مین دیکھنے لگا یا ہے یہہ مینا بازار
تکمہ لعل ہے باندھے ہوئے لبِ ہر شیشہ	یہہ حباب سے گلرنگ نہین زیب گلو
آتشی ہوے ہے مری دل کا یہ پتھر شیشہ	شعلہ آہ جگر سوز جو نکلے ہے سدا
موج صہبا سے بناتا ہے جو سطر شیشہ	ساقیا یہہ بھی لکھیگا کوئی ساقی نامہ
ہے کہان پاس مرے بادۂ و ساغر شیشہ	پوچھا کیا ہے غم دوری جانان مین نصیر

ق

چشم مین بہر کے ان اشکوں کو مین پیتا ہون
سنگ سینہ مے سے مجھے ہے یہی بہتر شیشہ

ہر محراب رکھا ہی تہہ پہلو شیشہ	دل کا اس داغ سے داغی نہ سمجھ تو شیشہ
موج صہبا جو بھر کاسے ہے ابرو شیشہ	آنکھ کچھ تجھسے لڑاتا ہے پری رو شیشہ
ساقیا بادۂ گلرنگ سے بھر تو شیشہ	ابر ہے باغ ہے اور عالم کیفیت ہے
روش فاختہ کرتا ہے یہہ کو کو شیشہ	شور قلقل نہین اے سرو خرامان تجھ بن
دیکھیے بیٹھے ہے اب کون سے پہلو شیشہ	اوٹھ گیا جام تو محفل سے تہی کر پہلو
کیونکہ زانو سے ملا بیٹھے ہے زانو شیشہ	منہ لگانے سے ہوا ہی یہہ مصاحب اتنا
وقت مین قیس کے تہا دیدۂ آہو شیشہ	چشم میگون کے تصور مین سد الیلی کے
لیکے جاتا ہی کہان ہاتھ مین گلرو شیشہ	گردنے سکہلائی ہی یہہ بادہ پرستی کی چال
روشنی ناز سے رکھا ہی لب جو شیشہ	سامنے موج لئے پھرتی ہے مینائے حباب

۱۷۵

لیکے مژگان کے علم دیدہ و دانستہ نصیر
کشور عشق مین ڈالے ہے لڑائی دیدہ

جیسے کہ تہ خاک سکندر کی لگی آنکہہ
ٹہہرا گئے نہ آئینہ ششدر کی لگی آنکہہ

اوس ناف سے کیا اس دل مضطر کی لگی آنکہہ
رہتی ہی بہنور ہی سے شناور کو لگی آنکہہ

جس ڈر سے کہ خط ہمنے نہ قاصد کو دیا تہا
سو وہ ہی ہوا اوس سے کبوتر کی لگی آنکہہ

جان بر کوئی دم تجہہ سی ہون کیا خنجر قاتل
خونخوار تری حلقہ جوہر کی لگی آنکہہ

سب بیٹہین جسے شاعر صہبائے حقیقت
سو اہل نظر ساقی کوثر کی لگی آنکہہ

دیکہا ہے ترے تکمہ الماس کو شاید
تا صبح نہین شام سے اختر کی لگی آنکہہ

آنکہین تری مشتاق کی تب لگ گئین جبتے
کوٹھے پہ جو تجہسے مہ انور کی لگی آنکہہ

تو برقع میا مین ہے کیونکر یہہ نہ تاکے
ہے دختر رز تجہسے تو ساغر کی لگی آنکہہ

دیکہا جو ترے رشک چمن کو تو نہ اک پل
داغ جگر لالہ احمر کی لگی آنکہہ

حق مین دل سودا زدہ کے حلقہ زنجیر
اوس حلقہ گیسوی معنبر کی لگی آنکہہ

زلف اوسکی بلا ہے کوئی جو خوف کے مارے
کہسار کے دامن مین نہ اژدر کی لگی آنکہہ

ق

ہے منزل گم کردہ اسلام جو بیدین
سو راہ نما اونکو پیمبر کی لگی آنکہہ

ہم لیونگے کہین نشت یہ تہی مہر بوت
تا امید کو تہی خالق اکبر کی لگی آنکہہ

ہر شعر مین باندہے ہے نصیر آنکہہ وہ تونے
آہو کی یہان جسکو نہ دلبر کی لگی آنکہہ

محفل مین غرض آج جو دیکہا تو جہپکنے
آگے ترے ہر اک سخنور کی لگی آنکہہ

[illegible]

ہے برس گانٹھہ آج کس غنچہ دہن کے باغ مین
جو صبا تار رگ گل مین ہی شبنم کی گرہ

وا نہین ہونیکی مردم بخیہ مژگان ست تہی
تر نظر آتی ہے اب تک دیدۂ نم کی گرہ

دست محرم کو ہی محرم تک تری ہی دسترس
کسکی چہاتی ہی جو کہولے بند محرم کی گرہ

تجھہ بن اے ہمدم ہمارا کون اب دمساز ہے
دشمن ہستی لسان شیشہ ہے دم کی گرہ

دل نے کہایا دیکہتے ہی پہر سر نو پیچ و تاب
کہولکر جوڑیکی اوس نے جبکہ محکم کی گرہ

اوس سے چہٹنے کا نہین سررشتۂ الفت نصیر
ہمنے وا ہوتی نہین دیکہی ہے شبنم کی گرہ

غنچہ کی کہولے ناخن موج صبا گرہ
ہیہات میرے دلکی نہو تجھہ سے وا گرہ

کب چہوڑتا ہون وعدہ فراموش تجہکو آج
جب تک کہ تو نہ دے سر بند قبا گرہ

ہے اوس سے چشم عقدہ کشائی عبث کہ اب
چرخ کبود سر سے ہے تا بپا گرہ

دریا دلون کی خاک کسی سے نظر ہی صاف
چشم صدف مین ہی گہر بے بہا گرہ

اپنا کبوتر ایک گرہ باز ہے یہہ اشک
چہتری پہ جو مژہ کی کرے ہے سدا گرہ

آگے نہین ہی تیرے ذرا تاب گفتگو
لکنت سے ہی زبان پہ مرے مدعا گرہ

رکھتے نہین ہین بحر جہان مین حباب وار
دل مین کسی کے ساتھہ یہہ اہل فنا گرہ

جوڑا و بال گردن عشاق ہے ترا
لائی ہے سر پہ از سر نو پہر بلا گرہ

حیران برنگ غنچہ تصویر ہون نصیر
کہولین گے میرے حضرت مشکلکشا گرہ

[illegible]

ق

عجیب جلوہ بینی سے ہی ... آئینہ [illegible]

کی ارم ... ایجاد کہ عالم میں قیامت ... سے زیادہ

اتنا کہ تری ... ابلق ایام

اس خال کی ... سے ملی ہے

... سے زیادہ

شمع کس منہ سی یہہ کہتی ہے کہ مانِ میں ہوا
آگ سرِ رشتۂ الفت کو تر ے لگجاوے

کون دل سوز ہی یہان ہمسفرِ پروانہ
کر نہ لی آہ جلا کر جگرِ پروانہ

تا دک عشق سی یہہ کیونکہ نہ روشن ہو صلیو
شمع کا داغ جگر سے ہے سپرِ پروانہ

ٹک دیکھو ادھر چشم ترحم سے زیادہ
ہر خال کی جب ہو چمک انجم سے زیادہ
کس بات کی ہو چشم ہمین تم سے زیادہ
ہنسنے دو کوئی دم گل خندان کو چمن میں
اے ابر قرہ اٹھو برسنے سے ہاتھ
ٹک کھلنے لگے موتی شکن زلف میں دکھلا
جون غنچہ مرا منہ نہ صبا چھیڑ کے کھلوا
گلپوش ہو تا یہہ مری آہ فلک تک
کیون چشم میں ٹکونہ رکھون سینے کی بہتر
وہ چین جبین تجھ طوفان سے نہین کم
کیا ... کی تری گونج
کیون ... فکر معیشت
خونریزی عالم ... چشم کو ہی کام

تا چشم ہوا بوسہ کی ہمین تم سے زیادہ
پھر حسن میں کس منہ سے ہو تم سے زیادہ
دیکھا نہ کبھی چشم ترحم سے زیادہ
بجلی کا نہ لو کام تبسم سے زیادہ
دامن کا مرے پاٹ ہی قلزم سے زیادہ
آرائش شب تا کہ ہوا انجم سے زیادہ
ہے لطف خموشی میں تکلم سے زیادہ
ہو مشتعل اب آتش ہیزم سے زیادہ
جا کوئی فلاطون سے نہین خم سے زیادہ
دل کیون نہ ڈرے اوسکے تلاطم سے زیادہ
ہے نیش زنی میں مجھے کژدم سے زیادہ
سینہ تو مرا چاک ہے گندم سے زیادہ
ڈرتا ہون نہین اس قاتل مردم سے زیادہ

[illegible]

دیکھ کر کیفیت خشت در میخانہ خاک
دیدۂ میکش مین ہو توقیر پشت آئینہ

پیکر تصویر کو دیکھا نہ رو گردان کبھی
ہون سلیمان قابل تسخیر پشت آئینہ

پشت دست یار کار کیتے ہین جو دعوی جمال
کیا زبان پر لائین وہ تقریر پشت آئینہ

سینۂ پر نور تیرا لوح سیمین ہی یہان
تو ہی کہہ کس منہ سے ہو تشہیر پشت آئینہ

خاکساری کیمیا ہی دیکھ پاک انصاف سے
زنگ قلعی خاک ہے اکسیر پشت آئینہ

زاہدا صورت پرستی حق پرستی کی ہو وجہ
ہم کرین کس شکل سے تکفیر پشت آئینہ

فرد باطل کیطرح سے صاف فرع القلم
کیون نہو یہہ فرد بے تحریر پشت آئینہ

چشم بینا کرکے پیدا دیکھے صورت ای نصیر
صاف کہتا ہون نہین تقصیر پشت آئینہ

نہ منہ لگا اسے کیا ہے نگار آئینہ
ہے سادہ لوح ہی پتہر پہ مار آئینہ

جو دیکھے اوس گل رخ کی بہار آئینہ
تو ہر روش سے گلے کا ہو ہار آئینہ

کرے ہے رخ سی تری روکشی یہہ منہ دیکھو
غرق بحر خجالت ہے یار آئینہ

نہین ملے ہے یہہ ہو جو اپنے منہ پر خاک
سمجہتا آپکو ہے خاکسار آئینہ

سمجہتے ہین صحیح جو صاف شکل ہستی کو
نظر مین اون کے ہے لوح مزار آئینہ

خطاب کیونکہ نہ اسکا ہو روشن الدولہ
کہ تجھسے ہے شہ خوبان دوچار آئینہ

چمکتا ہے عروسان باغ کا جوبن
دکہا دے صبحدم اسے آبشار آئینہ

بچشم اہل صفا اسکی کہل گئی قلعی
عجب نہین ہے جو ہو شرمسار آئینہ

١٧٩

[illegible]

داغ جگر سے آبلہ دل کے متصل
پڑھتا ہوں دم کے آمد و شد مین نماز عشق
ابروے یار دیکھ نہ کس وجہ عید ہو
دلکو ڈبو یا دیدہ و دانستہ چشم نے
لیلی منش بچشم حقیقت ذرا تو دیکھ
یعنے کہ تیری عشق مین مجنون ہوا ہے دل

ساقی بجا ہے گرچہ ہو شیشہ کے جام ساتھ
زاہد ادا کرون ہون رکوع و قیام ساتھ
لایا ہے مژدہ عیش کا ماہ صیام ساتھ
اک آشنا بھی وقت پہ آیا نہ کام ساتھ
آنسو کہان ہے دل کے مرے
طفلان سنگ راہ کا ہے ازدحام ساتھ

تسبیح کے تو پیچ مین آنا نہ اے نصیر
زاہد تو مکر کا لئے پھرتا ہے دام ساتھ

یہہ سر خور در تنور آسمان سوختہ
آخرش تاج زر آلودہ ہوا سر کا وبال
عشق کی آتش شرارت کی نچھوڑی ہمسے پاؤن
لگ ہی سے آگ دلمین کر مدد اے چشم تر
دیکھکر کہتا ہے وہ عاشق کا دست داغدار

گرد اک آبلہ ہے اور دیگر ہے نان سوختہ
رات کہتی تہی ہو گریان شمع جان سوختہ
بل کوئی جاتا ہی مثل ریسمان سوختہ
دیدہ و دانستہ دیکھے ہے مکان سوختہ
شاخ گل ہی یا ہی چوب گلستان سوختہ

گھر جلا دیکھے ہے تماشا بوالہوس کب اے نصیر
یہہ ہمین ہین اے میان اک خانمان سوختہ

ابروے اوسکے دیکھ نہ پھیری دلا گناہ
چھیڑا ہے مین نے کاکل مشکین کو تیری کب

قبلہ کی سمت پاؤن کرے ہے بڑا گناہ
بیوجہ مت الجھ کہ مری کچھ خطا گناہ

[illegible]

۱۸۱

کب وہ اٹہاتا ہے وہ خون سے عاشق ہے دل ہاتہہ
رشک شاخ گل ہی ہی یک قلم قاتل کے ہاتہہ

دیکہہ کر تصویر مری سیماب کے اوڑتی ہین ہوش
سخت بے چینی ہی یارب اضطراب دل کے ہاتہہ

چہرہ پردازی کرو آغاز ی خط کر کبہی
آئینہ ہو فرد باطل دست گل کے ہاتہہ

خاک ہے اس دور مین کیفیت اغوشی
آبرو اپنی ہے ساقی بردیا دل کے ہاتہہ

بیعت دست سبو کیا کیجئے پیر مغان
کب تلک بیتہے ہوا اوس شاہد محفل کے ہاتہہ

گرد کہا دیجئے کبہی طفیانی ہیں سرشک
موج دریا ہو ں جا کے مار یل کے ہاتہہ

ہے تصویر یار کے یون چشم لگتی ہے نصیر
کاسہ خالی ہو جیسے مرد سائل کے ہاتہہ

گہات چوری کی جو لی تو نے اوڑا تا ہون ہاتہہ
باندہ دونگا تیرے دزد حنا تا ہون ہاتہہ

ساغر گل تو ٹپکتی ہی چمن مین بلبل
خط اوسے ڈاک مین ہی بہیج مرتا ہون ہاتہہ

شانہ ساں اس دل صد چاک کو تا دست ہے
یار کے زلف سے سودانہ بنا تا ہون ہاتہہ

سو آئینہ نہین خاک صفا کیون ہین
فرد باطل ہو یہہ پہرا ہی سدا تا ہون ہاتہہ

دل سی ہم معتقد پیر مغان ہین اے شیخ
بیعت دست سبو کیجئے گا تا ہون ہاتہہ

کیا شہید و نگا ترے قل ہے چمن مین نسیم
لگی سیپارہ و گل کہولنے آتا ہون ہاتہہ

گنجفہ کا ہی ورق پاس فلک کے خورشید
اس سے بازی نہ کوئی جیت سکا تا ہون ہاتہہ

دستگران یہہ نہین جنس گرانمایہ
اس کا سودا کہین کیونکر ہو بہلا تا تون ہاتہہ

ہاتہہ سی دست جنون کی تو سدا اپنے نصیر
نہ گریبان کو بہہا تا سیا تا ہون ہاتہہ

ق

پاؤن کو توڑ کے قناعت میں بیٹھ رہ
روزی رسان نہیں رہے کا تنگ ہاتھ

اہل دول کے سامنے درویش کو نفید
... سے فاطرہ نہ نگ ہاتھ

یہ بھی لکھا نصیب کا جو اوس نے لیکے خط
قاصد ترے قلم ہی گئے بیدرنگ ہاتھ

... ہے تصور خط اوسکا چشم مین
ساقی لڑکھڑاؤن کیونکہ لیے جام سنگ ہاتھ

... نہیں ہے کہ شام و سحر ملون
مین زندگی سے ہو کے نہایت تنگ ہاتھ

آتا ہی پشت مار بلیدین کو دیکھ رشک
پہنچا ہے داوسکے پشت تلک نکلے نگ ہاتھ

ہم ... ہی غزل نہ لکھین کیونکہ ہی لصلو
آیا ہے نو بنو گل مضمون کا رنگ ہاتھ

آنکھون پہ پیرے رکھ دو مت شوخ و تنگ ہاتھ
کونین سے اٹھا اون مین تا بیدرنگ ہاتھ

چھوڑ اک پھرے یہ پھرے ... خدنگ ہاتھ
تھا یہ چھڑائے پہنک کے تجھسے وانگ ہاتھ

اس داغدار دل سے دھو ہو کے تنگ ہاتھ
جیتے تری ہی ہون سکے لگے گا پلنگ ہاتھ

کیا معجزا ہے کہ مژگان کا بن گیا
وہ ہاتھ تھا جو پہلا زمرد کے رنگ ہاتھ

شط عمیق عشق مین گیا تو لگائے گا
میری طرح شناور دریاے گنگ ہاتھ

تو کس لئے یہ پہنے ہی سمرن عقیق کی
نازک بدن بنائے ہی کیون اپنا سنگ ہاتھ

پاؤن کا کیا ملے ہی ہمارا یہ طفل اشک
مژگان کا چھوڑدے ہے بوقت شلنگ ہاتھ

تصویر گر کبھی تری دیکھین تو یک قلم
کاٹین ہم مصور چین و فرنگ ہاتھ

گو آہوان دشت نے تعلیم لی لے
آیا نہ چشم یار کے شوخی کا ڈھنگ ہاتھ

جان سہم کر نکل ہی چلی تہی بدن سے آہ
سینہ پہ ہم نہ رکھتے جو کہا کرخدنگ ہاتھ

دہ ابرو مژہ مین دلا مستعد بہ جنگ
رکھ مت بغل مین تو دم تیغ و تفنگ ہاتھ

سو ٹکڑے کرکے جیب کے جون گل وہ تہا
اے نشہ ظہور جنون کے ترنگ ہاتھ

۱۸۲

بیعت دست سبو بہنے ہی کی پیر مغان
دست سے سجادہ کیا آخر کار آلودہ

ہمسری کرکے ہوئی ہے مژہ تر سے مری
آب خجلت مین رگ ابر بہار آلودہ

ق

زاہدا تیری طرح کرکے زمین پر سجدہ
مین جبین کو نہیں رکھتا ہون غبار آلودہ

بندہ عشق ہون اے حلقہ بگوش تسبیح
دل ہے تا تار مرا دست نگار آلودہ

اس زمین مین غزل اک اور بھی لکھ اب کہ نصیر
ہے سیاہی سے زبان کلک کی یار آلودہ

خاک سے دیکھ مرا چشم نگار آلودہ
چشم قاتل ہوئی سرمہ سے غبار آلودہ

سرخی پان سے جو دیکھا لب یار آلودہ
جھڑ گئی شیخی گل برگ بہار آلودہ

طرفۃ العین مین ہون سب گریبان نرگس
دیکھ گلشن مین تری چشم خمار آلودہ

سانپ چھاتی پہ مرے کیونکہ نہ لوٹے کہ وہان
عرق سینہ سے ہوا اونکا ہے ہار آلودہ

خوبرو صاف ہین ہر چند بظاہر لیکن
دل تو جون شیشہ ساعت ہی غبار آلودہ

مہ جبین ہے یہ ترے روئے عرقناک پہ زلف
یا ستارا ہے ہے ڈنک شب تار آلودہ

شمع و سرو چراغان کا تماشا مت دیکھ
ہم ہی داغون سے رکھیں ہین تن زار آلودہ

ق

حیف اک ذرہ بھی تو چشم سے خوناب
نہ کرے دامن مژگان کو نگار آلودہ

اور اشکون سے تن شمع بدلسوزی رات
تری عاشق کے ہو بالین مزار آلودہ

چشم دل اپنی نہ بیدار ہوئی حیف نصیر
خواب غفلت مین رہے لیل و نہار آلودہ

ردیف یای تحتانی

صفائی یہ چہرۂ انور کی دیکھکر سے کے وہ ہین
خجل ہو آئینہ بھی آب آب ہوتا ہے

غلمان نہ لکھہ سکے نہ تجھے حور لکھہ سکے
کس منہ سے خط پہ عاشق رنجور لکھہ سکے

مانی ہے دیکھکر تجھے مانے حیرت یہان
نقشہ ترا وہ کب بت مغرور لکھہ سکے

[illegible] شہ گیاہی مرجان اختیار
احوال کیا تجھے کوئی مجبور لکھہ سکے

سرجب تلک یہ ہو نہ قلم حق ہے تو کرے
کیا سرگذشت حضرت منصور لکھہ سکے

یارب کہین وصال ہو یا ہو کہین وصال
خط اوسکو تا کجا کوئی مہجور لکھہ سکے

مژگان کے جب تلک نہ بناؤ قلم بیان
کب صفت چشم کو ترے مخمور لکھہ سکے

دار الشفائے وصل مین غیر از طبیب عشق
کیا کوئی نسخہ دل رنجور لکھہ سکے

القاب جانے کیا کوئی اوس شاہ حسن کا
عاشق اگرچہ ہو تو بدستور لکھہ سکے

قاصد اوسے تفصیل کیجانب سے کہیو یہہ
جب لکھو راز دل ہو تو دستور لکھہ سکے

ہوی جو عشق سے کچھ بڑہ کے گفتگو دل کی
تو چشم آبلہ نے رکھہ لی آبرو دل کی

سوائے نزر نہین آتا ہے سیم بر بر مین
خدا کرے کہین بر آئے آرزو دل کی

مدام جرعہ کشوں کو شراب الفت سے
یہہ جام داغ کفایت ہی اور سبو دل کی

عبث اولجھتی ہے اے زلف تو کہ تا بہ ہے
لگے ہے بات ہماری یہ موبمو دل کی

چراغ داغ ہی قندیل آبلہ سے یہان
کہ جانتا نہین کیا قدر ہے تو دل کی

ہوگیا وہ خضر خط پشت لب پیہان
حضرت دل ورنہ پہرتے حوض کوثر ڈہونڈتے

گر نہوتا زلف کا بستہ کوچہ سے صبا
تو دل گم گشتہ کو اپنے مقرر ڈہونڈتے

استخوان تن کو تیر کیا بناؤگے ہدف
تیر کی خاطر بہلا کا ہو جو تم پر ڈہونڈتے

قد رعنا اگر اہل طاعت دیکھتے وقت نماز
راستی پر معنی اللہ اکبر ڈہونڈتے

خال سے تیرے کمر کا ہے پتا بے نشان
مور کو بے دانہ کس صورت سے دلبر ڈہونڈتے

یاد مجکو ہے اک اوسکی نہین ہر دم ساقی
ہچکیان لگ گئین شیشہ کو بہی پیہم ساقی

گردش چشم کا اوسکے یہ تصور ہے مدام
دور ساغر ہے مجہے حلقۂ ماتم ساقی

رخ ہے گل غنچہ دہن زلف پریشان سنبل
چشم بد دور عجب اوسکے ہے عالم ساقی

جلد آ ورنہ کوئی دم کو چمن مین تجہہ بن
سب مجہے سیر کی کبنی دیویگی شبنم ساقی

اوٹہہ گئی سلطنت جم کی تمنا دل سے
ہات سے جام کے بہر بہر کے تو جم جم ساقی

آ لیا اب تو ہمین عالم بدمستی نے
دیکھیے کیسی بنے یار سے عالم ساقی

ایک دو جام سے دلکو نہ گہٹا کہتا ہون
دیکہہ جاتا ہے یہہ برسات کا موسم ساقی

شکل پیمانہ ترے ہاتہہ ہی با چشم پر آب
عاقبت اوٹہہ چلے اس بزم سے کر ہم ساقی

مست و مدہوش کیا ہی یہ تری آنکہون نے
نہ رہا دونون جہان کا مجہے کچہہ غم ساقی

ہم ہی اب منہ سے لگا لے مرے کہتا ہے نصیر
تشنگی اپنی تو ہوتی نہین کچہہ کم ساقی

نازبو گل کی جگہ اوسکے جھڑے مرقد پر
خنجر ناز سے تیر جسے جو بن مارے

حال درپے ہی دلا زلف ہے وہ کشور شام
نہ سر چاہ ذقن یہ تجھے رہزن مارے

نے کیونکہ لب زخم دل پنا اوس سے
آنکھ سرشتہ الفت سے جو سنبل مارے

علم آہ کو لے معرکہ عشق مین دل
لاف گرآن سکے جوان ستم بیزن مارے

نظر آتا ہے خلش گرد مین اک بلبین نصیر
چیرہ کے شبخون صف مژگان پہ وہ پلٹن مارے

دل وقت گریہ آہ نی لے ہاتھ مین چھری
لے پیر مرد ہنستے مین برسات مین چھری

بہاے لیے رہ کیون صف مژگان ہے دلا
ہے دیکھنیو کی فوج یہ کس گھات مین چھری

قد دراز شیخ بہی نیزا ہے پیر کا
پاس اوسکے ایک ہے یہ کرامات مین چھری

نرگس چمن مین سرون جہائی ہے ہات پر
ہے یہہ بہی پینے کا طلسمات مین چھری

مجنون تو کردیا مجھے لیلی منش نے آہ
مارے ہی تو بہی بند کے ہر باتمین چھری

کوچہ مین اوسکے زلف کے دل جب چلا نصیر
بن چوبدار آہ نے لی ہاتھ مین چھری

جب شیشہ محبت ساقی سے جوڑ بیٹھے
شیشہ کو پھوڑ ڈالا ساغر کو توڑ بیٹھے

زلفونکو رخ پہ چھوڑا اوس نے جو مین ہوا بر
دونون جہان سے اپنے ہم منہ کو موڑ بیٹھے

ماند نے بہت کی فریاد واہ لیکن
ہم دم نے گو نہ چھوڑا ہم دم کو چھوڑ بیٹھے

زکوٰۃ مال حسن عارضی ہے دے ہمین بوسہ
سخن کو کیون نکلتی ہے لب سایل کاٹے ہے

نصیر آسان نہین دریای الفت مین قدم رکھنا
شناور ہات اپنے دوری ساحل سے کاٹے ہے

تن لاغر ترے بیمار کا کب بار بستر ہے
کہ چشم تنگ سوزن مین وہ شکل تار بستر ہے

گلون کی سیج وہان تیرے لئے ہموار بستر ہے
یہان ہر موے تن بن تیر ہمکو خار بستر ہے

مین اوسکی سادگی کی وضع پر سو جان سے قربان ہون
نہ اقرار ہم آغوشی ہے نے انکار بستر ہے

تڑپنے پر مرے ہنستا ہے گر قاتل تو ہنسنے دو
یہ ہر چشم جراحت دیدۂ خونبار بستر ہے

فراق یار مین ہر موج اشک چشم تر ہمکو
سمجھ ہے آستین کا سانپ شبکو مار بستر ہے

بہار فرش قالین چشم خون افشان نے دکھلائی
کہ کیا یک دست پھولا زیر پا گلزار بستر ہے

لپٹ کر سو رہا مانند تصویر نہالی اب
گلے جب لگ گئے پھر کس لئے تکرار بستر ہے

مبارک ہو تجھے مسند نشینی اے شہ خوبان
نصیر بے نوا کوچے مین تیرے یار بستر ہے

کس منہ سے اب گلشن مین تو اوس گلرو کو منہ دکھاتا ہے
چپ ہی بھلی اے غنچہ کیون مرا منہ کھلواتا ہے

مظہر عین حقیقت اوسکا کیا رنگ دکھاتا ہے
آنکھون کے آگے سے غافل جب پردہ اوٹھ جاتا ہے

یہ دل مضطر کیونکر ٹھہرے زلف سے جب اوس رخ پر
آتش پر سیماب تو ہمدم رکھتے ہی اوڑ جاتا ہے

زاغ نمط جو اڑ گیا اوس کے خال کا دل سے اپنے خیال
ہے یہ شگون ہمین اب اچھا شاید وہ آ جاتا ہے

رشتہ الفت شمع سے ہی پروانے کو اپنی ہستی تک
ٹوٹ گیا جب تار ہستی رشتہ ہی نے ناتا ہے

١٨٧

چہرے سے اوسکے ہووے گر آئینہ مقابل
مانند فرد باطل وہ رشک ماہ سے اولٹے

گرتا ہے یون گرہ اب آنسو سر مژہ پر
بازی سے جون کبوتر اے کجکلاہ اولٹے

دام کاکل سے ہی کیا گرفتاری نئی
چشم بیمار بتان سے ہی بیماری نئی

خط کے پڑہتے ہی کیا قاصد کا سر زیر قلم
کس سے سیکہے ہی یہ اب معشوق ستمگاری نئی

کس طرح طوطی صفت ہو تو اسیر دام عشق
رتبہ مین سیکہے ہی اپنی طرح داری نئی

تک تماشا دیکہہ میری آہ آتش بار کا
چہوڑتا ہون تیرے آگے مین یہہ گلکاری نئی

سیر کے قابل ہے اپنا یہ مکان چشم و دل
سوجہتی ہے دیکہہ آکر طرز میخواری نئی

چشم مین رہ یا تو خلوت خانۂ دل مین مرے
باغ ہین دونون گہر مین روز تیاری نئی

دم نہ مارے عشق کا آگے کسیکے اے لفقیر
نے کو دکہلاؤن جو شکل گریہ و زاری نئی

وہ نہین ہین ہم جو تیرا چہوڑ کر در جائینگے
سر کو سنگ آستان سے پہوڑ کر مر جائینگے

نالۂ درد دل آہ بر لب یار سے گہر جائینگے
ہم چراغ و شمع اپنے ساتہہ لیکر جائینگے

ہے خطا یون چہیڑنا اوس زلف شکین کو دلا
ہم کسی سے یاد کرکے کا منتر جائینگے

گر تصور دو مسی آلودہ دندان کا ترے
گر ملک شتاب کیا بیتاب ہو مر جائینگے

ق

ملک ہو کر مایل نظارۂ یاقوت لب
صدقے نیلم جائیگا قربان گوہر جائینگے

کم نہین کچہہ لوٹی والون سے وہ طفل کجکلاہ
دیکہنے اپنو دلا ہم اوسکو کیونکر جائینگے

تشبیہ یہان نہ کیجئے اے شیخ تو صورت سے — اوس کے خم ابرو کو میخانہ کے گردر سے

تم گہر سے نصلیرا اپنے اس دور مین مت نکلو
رکہیا ہے قدم باہر جب جائے خطر در سے

ابرو یہ ستم خال بلا زلف ستم ہے — ایدل یہ مہ نو ہے یہ اختر ہے یہ شب ہے
پہنی ہے گلے مین کفنی کس کے دسی نے — اے شور قیامت تری رفتار عجب ہے
تو زلف سے اے شانہ نکر دست درازی — ہے مصحف رو پاس تجہے کچہہ بہی ادب ہے
دنیا بہی ہے اے اہل نظر جائے تماشا — ماتم ہے کسی گہر مین کہین بزم طرب ہے

عکس رخ دلدار نصلیرا سمین ہے پیدا
دل ہے کوئی یا آئینہ چین و حلب ہے

اشک کے نور بصر کہنے سے اعزازی ہے — بصری ہے یہ کبوتر نہین شیرازی ہے
کام تہرست سدا لیتے ہین ہم شیشہ کا — سجدا اوس بت کافر سے بہی دمسازی ہے
کیون نہ جان بخش ہو تیر مردہ دلونکو ہرم — شعر مین اپنے مسیحا کی سی اعجازی ہے
عرش او فرش ہی اک وسعت مشق پرواز — میرے اس بے پر و بالی مین یہ پروازی ہے
ہم نوایان سخن اوٹہہ گئے اس گلشن سے — طوطی ہند ہے نے بلبل شیرازی ہے
فرق ہے صاف رخ یار مین اور آئینہ مین — غمزہ اسمین ہے اوسے یاد یہ غمازی ہے
سرکشی کیا فلک آسا ہے یہ اے اہل غرور — عجز سے آپ کو گر دیکہیے تو اعجازی ہے
سر کیا ملک سخن تو نے کمیت خامہ — ترکتازی کو ترے دیکہہ خجل تازی ہے

چراغ دیدۂ ماہی ہے جلوہ گر تجھسے — برنگ آب تو ہر رنگ مین سمایا ہے
وہاں جان ستم دیدہ کیون ہوئی ہے آہ — کچھہ اندنون توبہت اپنا سر اوٹھایا ہے
یہہ گرد باد نہین عشق نے بیابان مین — مزار قیس پہ خیمہ نیا چڑہایا ہے

قبول خاطر احباب ہے سخن اپنا
یہہ فیض صحبت اہل نصیر پایا ہے

غافل ٹک اپنی ہستی موہوم کو تو دیکھہ — اکدم کی جون حباب تری بود و باش ہے
جز اشک تر نہین ترے عاشق کے پاس کچھ — یعنی اس آب و دانہ پہ اونکی معاش ہے
دیکھو شکوہ لشکر حسن و سیاہ خط — کیا زلف یار اک علم دورباش ہے
برپا نہ کیجو شور قیامت کو پھر کہین — ٹھوکر نہ مار یہ تیری عاشق کی لاش ہے
ہے اس زمین پہ گردش افلاک سقدر — بنتے ہی آہ ساغر گل پاش پاش ہے

ہر گل کو دیکھتا ہون لگے شمع کو نصیر
ہر رنگ مین غرض مجھے اوسکی تلاش ہے

عبث ہی اوسکے کوچے مین دلا فریاد سنتا ہے — کسیکا شور کب وہ بانی بیداد سنتا ہے
صدائے چہچہہ ہم صفیران گلستان نے — ہمارا آج مدت مین دل ناشاد سنتا ہے
قفس کو ہاتھ سے رکھدے ذرا صحن گلستان مین — ہوس لگی نکالین ہم بھی اے صیاد سنتا ہے
قیامت کو جو تو مکرے تو کیا ہوتا ہے یہ سنکے — مرا شور و فغان سارا جہان آباد سنتا ہے
الہی کہتے تجھے صنم ہو ... غصہ سے کیون جبین — جو کچھہ کہنا ہو اس بندی کو ہو شلو سنتا ہے

۱۹۰

وہاں سہرا آخر اکدن تاج زر آلودہ
زیارت ہے ترے کوچہ مین ظالم نعش عاشق کی

برنگ شمع اے منعم ترقی کو تنزل ہے
شہید ناز ہے یا کشتہ تیغ تغافل ہے

روان جمین سے آب چشم بلبل ہے نصیر اب یان
خمیدہ شاخ گل گلشن مین مانند درپل ہے

حسرت دیدار کلا اپنے نظر مین داغ ہے
یہہ نہین ہے مردمک اس چشم تر مین داغ ہے

رم کیا ہی جب سے وہ آہوے صحراے وفا
ہے تپ جیسے کیطرح عاشق کے دل مین داغ ہے

سالہا گذرے سکندر سکے تئین پائی وفات
آئینہ کے آب کے دیکھو جگر مین داغ ہے

ہے گلی عالمو نہین اپنا ہی کبوتر سے نصیر
خط پہ یہہ مہر لفافہ کب ہے پر مین داغ ہے

عجب کیا ہی جو دل اوسکے تہ گیسو پھڑکتا ہے
کہ مرغ آشیان گم کردہ شب بھر سو پھڑکتا ہی

دل ذاکر نہین اپنا تہ پہلو پھڑکتا ہے
کبوتر یہ قفس مین جانئن یا سو پھڑکتا ہی

اسیری آشنا نہین طایر قبلہ نما کو سے
نہین بنا جو کچھہ پرواز کا قابو پھڑکتا ہی

ہلال عید کو بحر خیال مین چڑھے لرزہ
ترا اے مہ جبین یہ گوشہ ابرو پھڑکتا ہی

یہہ چشمک ان نہین ہر دم حباب سی اپنی ہستی پر
ترا دیدہ جمین مین موج آب جو پھڑکتا ہے

صبا کا نا کمین آیا ہے دم گلشن مین دیکھے سی
ترا تنہا باندازِ دگر گلرو پھڑکتا ہے

نصیر اپنا نہین گو دسترس مثل حنا لیکن
ملے گا یار سے آج کچھہ بازو پھڑکتا ہے

مدفن ہو ترے سوختہ حسن کا جس جا
خورشید وہاں کوئی سر گور نہیں ہے

بیطرح لگی یاد مجھے دختر رز کی
تسبیح کو اک دانہ انگور نہیں ہے

ہے پرورش اپنے ہی سخن کی او سے یہانتک
ہم کہتے ہین جو بات سو منظور نہیں ہے

یہہ بات نصیر اپنے تو نزدیک ہے مشکل
وہ دور رہا چاہین تو کچھ دور نہیں ہے

کسکو صبا چمن مین تو مہمان لیگئی
بلبل جو برگ گل کی نمایان لیگئی

بیٹھا ہو کیونکر دل صف مژگان کے سامنے
ابرو کی تیغ سب مرے اوسان لیگئی

باندھا حصار گرد مرے گرد باد نے
دیوانگی جو سوے بیابان لیگئی

دیکھا گہر جو کانمین تیرے تو کان مین
موتی کو وہ مین شرم بگڑ کان لیگئی

خط اوس کے لب کے گرد نہین ہی کہ خضر کو
خواہش دکھانے چشمہ حیوان لیگئی

کسکے دہن کی بات پڑی گل کے کانمین
غنچہ کو شرم سوے گریبان لیگئی

پروا نہین ہے آہ جلانے سی عشق کے
یہ داغ ہمکو شمع شبستان لیگئی

تحفہ قفس مین باد صبا عندلیب کو
غنچہ نما بصورت پیکان لیگئی

کیا تہا خیال رات کو مطرب پسر ترا
در پردہ کہینچ دلکو مرے تان لیگئی

ہوش و حواس و طاقت و آرام خواب و خور
تیری یہ چیاہ سب مرے اوسان لیگئی

آتش جو گلستانمین لگائی بہار نے
پانی نقطۂ شبنم گریان لیگئی

سیپارہ ہاے گل چمن عشق سے نصیر
دکہلانے عندلیب بہی قرآن لیگئی

[illegible marginal text]

بیجاک غنچہ سے اب ہر رگ گل چاہئے	چاک ہے دل سوزن منقار بلبل چاہئے
بیچ دود شعلہ شمع لگن بیجا نہین	اک بلائے جان پروانے کو کاکل چاہئے
نعرۂ ناقوس سے ہی برہمن کو شوق و ذوق	رقص مستان کے لئے آواز قلقل چاہئے

قرص نان کے واسطے جون مہر مت پہر اے نصیر
مرد استغنا کرین ہر دم توکل چاہئے

نہین اختر فلک پر شبکو یہہ سو نکل آئے	رہا جو خانہ بر دود مین آنسو نکل آئے
دکہائین گے تماشا دم مین دریائے حوادث کو	برنگ موج ہم گر مار کر بازو نکل آئے
نہ نکلے اشک سے تب ماہ نو کے متصل اختر	جو کوئی خال تیرے جانب ابرو نکل آئے
تراوٹ روتے روتے خاک سے آنکہون سے ہمدم	کہان وہ یار ہا جسمین کہ دو ٹانو نکل آئے
قیامت ہی ترا اٹکہیلیون سے سر قد چلنا	چمن سے کیون نہ باہر موج آب جو نکل آئے

مقید کب کوئی وارستہ ہوتا ہے نصیر اس جا
گریبان چاک کر گل کا نہ کیونکر بو نکل آئے

لگ گئی جسکو لگن کب وہ پر افسوس جئے	شمع جلتی ہی سراپا در فانوس سے ہئے
بوٹے دار اوسکی قبا دیکہ کے ہمنے گل کہا	داغ اعضا ہمہ رشک پر طاؤس کئے
یان یون غیر کے توہاتہہ سے کہا او ادرہ	رشک سے خون جگر عاشق مایوس سے ہئے
سجتی ہے خلعت عریانی تری مجنون کو	جو لباسی ہو یہان خرقہ سالوس سے ہئے
کہ غزل اور بہی اس مصرع انشا پہ نصیر	مے پیئے قشقہ دئے کعبہ مین ناقوس لئے

[illegible]

رومن کو نین پر ہین گویا گل نیلوفر
یہ خال نصیر اوس کے یون گود تن نکلے

ہے بیقرار دل نہ دھر انگشت کے تلے
سیماب کب ہاتھ انگشت کے تلے

عاشق کی مغفرت ہو بس از مرگ بالیقین
تربت کو رکھے یار گر انگشت کے تلے

سیکھے ہے مجھ سے شانہ گرہ موکی کھولنی
رکھتا ہون مین تو یہ ہنر انگشت کے تلے

چھیڑا جو مین ستار کو آشفتہ کا ہو قول
نکلے صدائے دوست ہر انگشت کے تلے

باغ سے تجھکو صبا لیکے جو آئی ڈالی
دست گل خوردہ سے نیچے ہی بنائی ڈالی

چشم حیرت زدگان پھر نہ خاک لگے
نخل بادام کی جب تو نے جھکائی ڈالی

کشتۂ زلف بتان کے سر بالین مزار
کس ہوا خواہ نے سنبل کی لگائی ڈالی

خاک آنے کا ہے ثمرہ چمن ہستی مین
شجر شمع نے بے برگ نہ پائی ڈالی

دست سائل کیطرح آگئے ترے فصل بہار
برگ کے واسطے کرتی ہے گدائی ڈالی

اوس کے گردن پہ یہ خون کیسے ہو ثابت کہ نصیر
مار کر تیغ تو قاتل نے چھپائی ڈالی

عاشق کو کیا یہ تیری گفتار مار ڈالے
عالم کو رفتہ رفتہ رفتار مار ڈالے

آئینہ سان نہین ہے ملنے کی شکل کوئی
یارب یہ آرزوے دیدار مار ڈالے

تار حیات ہووے اک دم نہ صرف غفلت
جون شمع کاش عشق زنار مار ڈالے

[illegible]

عالم تصویر ہے موج سراب زندگی
شکل خاموش خیالی ہے حباب زندگی

جو ورق دیکھا اولٹ کر دیدۂ تحقیق سے
صفحۂ باطل نظر آئی کتاب زندگی

جب لگا ناخن اجل کا یہہ ہے رشتہ منقطع
مطربا تار نفس سے ہے رباب زندگی

تلخکاما نہ کرے فرہاد دن اپنے بسر
چاشنی بخش دل شیرین ہو خواب زندگی

قصر کی تعمیر کرنا ہے قصور عقل دیکھ
دیدہ و دانستہ در ملک جو آب زندگی

درد مین کیفیت مے ساقیا کیونکر نہو
جلوہ گر ہر ذرہ مین ہے آفتاب زندگی

روز و شب تنہا بقول حضرت صائب نصیر
خضر چون آورد تا الحال تاب زندگی

سبو و خم گل و غنچہ کے بہر ہین شبنم سے
چمن مین ہی یہہ شہید و سبیل پانی کی

حصار پشت لب یار پر ہے خط سیاہ
ہلال سے نے لب کوثر پہ پاسبانی کی

ہمارے محضر دل پر یہہ داغ کافی ہے
نہ اسپہ مہر کی حاجت ہے نے نشانی کی

کسیکے زلف کا سایہ پڑا ہے دل پر یار
نظر ہوی ہے بلا ہائے ناگہانی کی

نظر پڑا نہ کہین پہر وہ ماہ کنعان سے
نصیر ہمنے بہی یک چند کاروانی کی

حیف ہے دست جنون کے ہم عبث پالے پڑے
سرگرانی خار نے کی پاؤن مین چہالے پڑے

لالہ سان داغ جگر پر دیکھئے کیا گل کہلے
بلبلو عاشق کے اب جینے کے ہین لالے پڑے

زلف تو اک خوشنما تھی دوسرے نکلا ہے خط
گرد تیرے چاند سے مکھڑے کے کیا ہالے پڑے

صاف ہے اوس تنک مہ کا کیا بدن تن یہان
جوہر آئینہ پانی شرم سے بہرتا ہے دیکہہ
فی الحقیقت جسم ہے یہ تو نہین کوڑی کے بال
یہہ بہار سبزۂ نوخیز کیا ہے گرد چاہ
خال رخسار اوسکے یون زلف عنبرگین تار
اس قباے جسم کلسے بنکے حباب تار تار

مہر کے اندام پر یہی ہین کرن کی رونگٹے
اوس کے عارض پر ذلا ہین اس سہن کر رونگٹے
اسلئے تن پر نہین شمع لگن کے رونگٹے
دیکہہ آئینہ مین ٹک اپنے ذقن کے رونگٹے
جسطرح ہو نافۂ مشک ختن کے رونگٹے
آخرا سے غافل ہر اک تا کفن کے رونگٹے

اس غزل مین موشگافی تو نی یہہ کی ہے نصیر
کیون نہون سنکر کہڑے اہل سخن کے رونگٹے

تونگر کی طرح درویش کیا مسند بچہا بیٹھے
گلی مین شوخ سیم اندام کے ہم ایسے جا بیٹھے
کب اوسکو پاس خاطر ہے جو یار و پاس آ بیٹھے
بلا سے جان جائے یار سے لیکن نہو گا یہہ
فقیرون کے نہین دلمین ہوس کچہہ سیر دریا کی
جہان مین یون تری بنیاد ہے اے آدم خاکی
غرور حسن اپنا تجہکو کہتا اے شہ خوبان
نہ سمجھے تھے کہ فصل گل مین دیوانگی وحشت
متاع دلکو خط کش پہنچا ہرگز نہ تہا ہمکو

خدا کا جسکو تکیہ ہو وہ کیا تکیہ لگا بیٹھے
کہ جیسے بوتہ زرگر مین سونا چرخ کہا بیٹھے
یہی کہتا ہے وہ رشک پری میری بلا بیٹھے
کہ میرے سامنے پہلو مین تیرے غیر آ بیٹھے
زمین پر دیکھتے ہین موج نقش بوریا بیٹھے
کہ جون پانی کا اوٹہہ کر ایکدم مین بلبلا بیٹھے
یہ نادانی ہوئی ہے جو آئینہ دکھا بیٹھے
عبث چاک گریبان تم سے اے ناصح سلا بیٹھے
ترے کاکل سے اس دن آخر پیچ کہا بیٹھے

دستار زرد سے تو نہ تہا آگے تمکو شوق
پر اب یہ تمنے وضع اوڑائی بسنت کی

کنج قفس مین ہم اسی حسرت مین مر گئے
صیاد نے خبر نہ سنائی بسنت کی

موج صبا سنبہل کے تو کوڑا لگائیو
صد برگ سے ہے دیکہہ دہائی بسنت کی

بلبل نے طفل غنچہ لالہ کے واسطے
سُن یہہ صبا خبر کہ رُت آئی بسنت کی

نرگس سے صبحدم ورق گل پہ یک قلم
عیدی چمن مین زرد لکہائی بسنت کی

ٹیسو کے پہولنے کی نہ کیون ہر طرف ہو دہوم
ہے دشت مین یہ آگ لگائی بسنت کی

اک روز کہیت مین نظر آتا ہے اے نصیر
ہو گی خزان مین خوب لڑائی بسنت کی

آنکھین تو بن رہی ہین دہوان زنگ سرمہ سے
تیغ نگہ کو تیز نکر سنگ سرمہ سے

کیونکر نہ تازیانہ وہ موج نگاہ ہو
لے کام ترک چشم جو شبرنگ سرمہ سے

روشن ہے تیرہ بختی عاشق سے تیری چشم
کیا کام ہے اس آئینہ کو زنگ سرمہ سے

ہو اس فترہ کے سامنے میدان عشق مین
کہائی شکست دل نے صف جنگ سرمہ سے

قاتل جو میرے درپے شبخون تو رہے
نکلے ترا نہ دست فترہ سنگ سرمہ سے

چشم بتان مین کیا یہ نمایان ہے مردمک
گویا گئی ہے چہوٹ سپر جنگ سرمہ سے

کہینچے ہے لیکے کیا قلم میل تو نے شوخ
جدول بیاض چشم پہ خوشرنگ سرمہ سے

ازبسکہ تہی غزل یہ گلوگیر اے نصیر
پر ہم ہٹے نہ قافیہ تنگ سرمہ سے

۱۹۷

[illegible]

دیکہے اوسکے قد موزون کی لٹک تو نصیر
سرو بید ہا بنے شمشاد ندامت سے کہنچے

محبت مین تری ایجا نمن کیا دلکو دیٹھی
ہم آخر رفتہ ہاتہہ ان آنکہون سے دہو بیٹھے

نیا یا سود کچہہ غیر از زیان بازار الفت مین
متاع دلکو اپنے حیف ہم یک لخت کہو بیٹھے

نہین ہو نکر اداراہ کچہہ یاران محفل کو
یہ اس مہمان سرا مین ہمکے صاحب خواب ہو بیٹھے

ہمین محفل سے اپنی دیکہیے وہ کیونکر اوٹہاتا ہے
نہین اوٹہین گے اتو یار ہو نی ہو سو ہو بیٹھے

برنگ شمع اوسکو کیون نہ حاصل خرمن گل ہو
زمین عشق مین جو کوئی تخم اشک بو بیٹھے

تحیر کیون نہو برپا کہ ہے تصویر کا عالم
کہڑے ہین تین چار دو بزم مین ایک بیٹھے

تبون کی آشنائی سے اوٹہا و ہاتہہ جانے دو
نصیر اب اپنے گہر مین تم خدا کا نام لو بیٹھے

تری زلف سیہ کا شانہ اس دن تا شادی لیٹے
بلا ئے ناگہان ایسا نہو آکر دسے لپٹے

تمنائے ہم آغوشی نہ نکلی دل سے پریار
بہت ہم خواب مین شب اوس ستم ایجاد سے لپٹے

گریبان گیر مژگان یون رہے ہی اشک ہر دم
کہ جیسے طفل بستر دامن استاد سے لپٹے

اوٹہایا تہا ہمارے قتل پر اوسنے یہان بیڑا
جبہا ہے جو زبان خنجر فولاد سے لپٹے

چمن مین گر قد موزون کو تیرے دیکہکر گرے
تو موج آبجو خم ہو نکر شمشاد سے لپٹے

پر پروانہ کہولے ہی صبا گر صحن گلشن مین
رگ گل دام آسا بلبل آزاد سے لپٹے

برنگ نے نظر آیا نہین اپنا کوئی ہمدم
الٰہی مہر خاموشی لب فریاد سے لپٹے

[illegible]

گر خم زلف کو اوس کے کبھی چھیڑون ہون نصیر ؔ ق
حلقہ مار سیہ اوسکو بتاتا ہے مجھے

اور کبھی بات جو پہنچے ہے در گوش تلک
تو وہ منہ پہیر کے لو لوسے ڈراتا ہے مجھے

نہین فکر معیشت سے کوئی یہان اکدم خالی
کہ پہر نیم نان رکھتا ہے ماہ نو شکم خالی

ملین کب آشنایان غریق بحر الفت سے
حباب آسا نہ جبتک اپنی ہستی سے ہون ہم خالی

ازل سے تہا یہی اس روسیہ کے بخت کا لکہا
بہلا اب کسطرح ہو حرف گردش سے قلم خالی

اتو ہے موج آب گریہ سے پیراہن تن پر
مروت سے نہین ہے مردمان چشم نم خالی

نہ شمشیر قاتل کیا کہون مین سرگذشت اپنی
بحر مشق ستم اکدم نہین اہل ستم خالی

خدا حافظ ہے اسے ہمدم متاع صبر و طاقت کا
نہین پہرنی کے ملک دل سے فوج درد و غم خالی

تماشا دیکہنا ٹک صنعت معمار قدرت کا
رہا ہے بے ستون کیا گنبد افلاک تہم خالی

نہ کیون دست مژہ سے چشم تر سینہ پہ لا کوٹی
نہین ہے ماتم شبیر سے دل کوئی دم خالی

نصیرؔ اس بحر مین لکہہ اور بہی تو اک غزل ایسی
گہر سے معنی کے ہوتا نہین دامان یم خالی

خیال چشم دلبر سے نہین دل کوئی دم خالی
گلستان نرگس شہلا سے ہے کب اکدم خالی

رکہے ہے سبحہ اشک مسلسل ست قر گانمین
یہ آنکہین یاد سے تیری نہین ہین اے صنم خالی

نسیم صبحدم پہرتا ہون تیرا تو گلشن مین
مجہے تو دے ہے پستہ ساغر گل دمبدم خالی

برنگ نقش پا سر رفتہ رفتہ دیکے بیٹہا ہون
ترے کوچے مین اے ظالم نہین رکہا قدم خالی

یہان ہم ہین اور سر ہے یہ زانو ہے کنج غم — وہان آئینہ ہے شانہ ہے زلف سیاہ ہے

ق

ساقی ترے بغیر گلستان دہر مین — کٹتی اب اسطرح سے یہ تا شام گاہ ہے

ساغر ہے داغ شیشہ صہبا ہے آبلہ — بارش ہے اشک ابر سیہ دود آہ ہے

اوسکا جہان ہے ابر کرم جلوہ گر نصیر
کوہ گنہ وہان یہ مرا برگ کاہ ہے

آج کیا آئینہ رو پیش نظر پہرتا ہے — چشم بد دور ب آئین دگر پہرتا ہے

محو نظارہ ہون اوسکا گل خورشید نمط — چشم پہرتی ہے اودہر یار جدہر پہرتا ہے

ہو چکا قیمت یک بوسہ پہ سودا دلکا — جانمن یہ کوئی اب بار دگر پہرتا ہے

آبرو کیونکہ نہ عاشق کی بہر صورت ہو — شکل آئینہ وہ با دیدۂ تر پہرتا ہے

دشت وحشت مین خبر لے کہ ہوا خواہ ترا — گردبادانہ سوا خاک بسر پہرتا ہے

نامہ بر گو نہ پہرا پر یہ مرا پیک خیال — اوس کے کوچے سے دلا لیکے خبر پہرتا ہے

لعل لخت جگر اس پنجۂ مژگان مین دیکہہ — یعنی وہ ہین کے خریدار اگر پہرتا ہے

بیقراری سے ہے اسوقت یہ دلکی حالت — جیسے دلدل کا ادہر اور ادہر پہرتا ہے

بے نوایانہ ترے زلف کے کوچے مین یہ دل — آہ کی لیکے چہڑی شام و سحر پہرتا ہے

بانکپن مین ابہی رکہتا ہے قدم نام خدا — بت خونخوار سے مت پوچہو کدہر پہرتا ہے

چاہ مین اوس بت بے مہر کی دن رات نصیر
تشنہ لب سوختہ جان خستہ جگر پہرتا ہے

سودا بازار محبت یہ نظر آیا مجھے — دل کا جب سودا ہوا تب ہو گیا سودا مجھے

اوس کے کوچہ کی زمین الکدست وحشت خیز ہے — حلقۂ زنجیر ہے ہر چشم نقش پا مجھے

سیر گلشن چشم خون افشان کے یا انداز سے — پاٹ دامن کا لگا ہے تختہ لالہ مجھے

خاک مین یکدست اپنی ملگئی پہر آبرو — لیگئی تشنہ لبی کیون تو لب دریا مجھے

پست ہوتی ہے تمہارے جلوۂ قد کی حضور — سیر باغ حسن و سیر عالم بالا مجھے

چہوڑ کر جاتے رہے سب آہ دشت عشق مین — دیکہئے دکہلائیگی تنہائی اب کیا کیا مجھے

پاؤن پڑہ زنجیر وہان سے لائی تہی جون تو نصیر
لیگئی دیوانگی پہر جانب صحرا مجھے

مانگے زخمی ترے کیا تیغ نظر کا پانی — ہے چرائے ہوئے زخم اوسکے جگر کا پانی

جوش گریہ سے خلل کیا ہو مژگان کو — نہین دشمن ہے کسی وجہ شجر کا پانی

چشم انصاف سے دیکہے جو تری رخ کی چمک — منہ پہ خورشید نہ پہیرے کبہی زر کا پانی

گردش چشم تری وہ ہے کہ جس کے آگے — کان پکڑے ہوے پہرتا ہے بہنور کا پانی

مین تو ہون شربت دیدار کا اوسکے تشنہ — ہمنشین اب مرے آگے سے تو سر کا پانی

ق

دوش پر یاس کے نکلے جو جنازہ دل کا — موج زن کیون نہو پہر دیدۂ تر کا پانی

مردم خانۂ ماتم پس مردہ ہمدم — یعنے سچ ہے کہ بہا دیتے مین گہر کا پانی

اپنے کوچے سے اوٹہاتا ہے وہ اب کہین نصیر
دانہ قسمت مین کہان کا ہے کدہر کا پانی

۲۰۲

رکھہ لیا پنجۂ خورشید سحر نے منہ پر
دیکھے اوسکے جو ڈپٹہ سے کہیں گال کہلے

وہ رکاوٹ تو نہیں اوئیں ہے اگلی سی نصیرؔ
اب تو باتو نہیں وہ کچھ مجھسے بہر حال کہلے

کیا کام ہے دنیا کے مجھے سود و زیان سے
لیتا ہون شب و روز ترا نام زبان سے

وابستگی دل ہے عبث باغ جہان سے
عقدہ یہہ کہلا ہے ہین غنچے کی زبان سے

کیون کر نہ اوٹھے اہل فنا شوکت و شان سے
کیا تختۂ تابوت ہی کم تخت روان سے

میرے دل پر داغ کی ٹک دیکھہ بہار اب
وابستہ ہی گلدستۂ تار رگ جان سے

کیفیت ساغر کشی اس دم مین ساقی
واللہ کہ سوجہی ہے ہمین چشم بتان سے

آواز درا صورت فریاد سپند آہ
آتی ہے صدا قافلہ سوختگان سے

بوسہ لب معشوق سمجھہ دل نے لیا پہر
ناوک جو لگا تا لب سوفار کمان سے

اے دل کمر یار کی باریک ہین معنے
مضمون بندہے گا یہ کسی ہیچدان سے

قاصد کو خدا خیر کرے دیر لگی ہے
لاتا ہے وہ کیا دیکھئے پیغام وہان سے

دم سازہے بانگ جرس ناقۂ لیلیٰ
میرے دل مجنون کے فریاد و فغان سے

مت پوچھو کہ جنکی کہ نکلتی تہی سواری
ق
نقارہ و اسپ و شتر و فیل و نشان سے

سو گردش افلاک سے اونکی ہے یہ نوبت
واقف نہین ہے آہ کوئی نام و نشان سے

کیا جانے نصیرؔ اوسکی یہ کیا بات سنی ہے
گل کان لگائے ہے جو غنچے کے دہان سے

خط جبین کا اپنے یون نقش ہے زمین پر
حرف نگین ہون جیسے سید شتاب اولٹے

دریا پہ بھی نہ پائی کیفیت آہ تجھ بن
دکھلائی دین ہین مجھکو جام حباب اولٹے

کیا توسن فلک کے ہے پیٹھ پر مہ نو
ایسا نہو کہ تجھکو یہہ بدر کاب اولٹے

حلقہ بگوش ہووے حلقہ ہر ایک بینور کا
بالا جو کان پر تو بالائے آب اولٹے

کیا اعتبار اوسکا جھوٹی قسم جو کھالے
سچ ہے زبان کو اپنے دانتوں سے داب اولٹے

دریا مین ڈوب جاوے خورشید خاوری بھی
آئینہ رو جو منہ سے اپنے نقاب اولٹے

ق

خورشید اور ڈہب کا یہہ گنجفہ ہی ... رکھہ
یعنے برات اوسکی کیا تیری تاب اولٹے

اوس رشک مہ سے بازی پائی نہ تو اگروہ
شمشیر کے ورق کو اے آفتاب اولٹے

ہے خاکسار تیری در کا نصیر اسکو
گردش نہ چرخ دون کے یا بوتراب اولٹے

کف پا سے نہ اپنے نرگس بیمار کو ملئے
مریض چشم مین ہون میر چشم زار کو ملئے

نہ نکلے آفتاب ڈھال باندھے ہے شرق سے
میاں نصاحب گرانی مغربی تلوار کو ملئے

اتو سے یکقلم او سپر بہار حیرت افزا ہے
بجا ہے عطر نرگس گر قبای یار کو ملئے

لگے رہتی ہے چشم شوخ سی بوسہ آمردم
رسائی ہو تو چشم رخنہ دیوار کو ملئے

بھرے ہے سانپ چھاتی پر پیاپی زلف کے گل کو نکر
گلے کے ہار ہو تیری گلی کے ہار کو ملئے

کوئی چھوڑین ہین ای ابرو کمان ہم تیری ناوک کو
نہ جب تک خون مرغ دل لب سوفار کو ملئے

ق

بہت مین نے سنی ہین ایسی باتین بے مطلب کی
مری منہ پر نہ ہر دم اپنے اب رخسار کو ملئے

٢٠٣

گلستان جہان مین ہوا ہے صد برگ اثبات — پہرین مین مانگتے دیکہے یہان زر دار دونگری
پورانا خیمہ گردون ہے یہان تک جو مہ و خور کے — لگائی ہین یہہ آسمین ہونڈ کر جا چار دونگری
نشان داغ جیچک تک خور اب یکہتا گیا ہے — انار باغ جنت کے مین یہہ زر جا ر دونگری

نصیر آسان نہین ہی گوہر مضمون کا پانا
جگر کے جون صدف جتک نہون کبار دونگری

جلوہ ای چشم نہ کہہ دل مین نہان کسکا ہے — عین غفلت ہے جو کہدے یہہ مکان کسکا ہے
پوچہتا کیا ہے تو رندان خرابات سے شیخ — بے نشان کون ہی اور نام و نشان کسکا ہے
آگ لگ جاے تجہی عشق کہ یون ہم تو جلین — اور نہ پوچہی وہ کہ یہہ سوختہ جان کسکا ہے
آنکہ اس دور مین جون گردش ساغر مت پہیر — ہمنے جانا کہ تو ای پیر مغان کسکا ہے
سر کٹانے سے ہوا شمع کے ہم پر روشن — سر بسر سود ہے الفت مین زیان کسکا ہے
اشک گرم آن کے ٹہیرین ہین یہہ کیون مژگان پر — منتظر قافلہ سوختگان کسکا ہے
کیون نہ اے دولت پیری ہو تری حلقہ بگوش — قد خم گشتہ یہہ مانند کمان کسکا ہے
غنچہ کس جبہہ نہو سر بگریبان نرگس — چشم انصاف سے دیکہہ یہہ ہوا کسکا ہے
جام پر جام مین اسواسطے پیتا ہون آج — دور کل دیکہیے ای ما دہ کشان کسکا ہے
ایکدن تو نے نہ پوچہا کبہی اے خانہ خراب — پس دیوار یہہ شور و فغان کسکا ہے
جب ہوا اون مین رخصت تو لگے فرمانے — خوف اتنا تجہے ہوتا ہی یہان کسکا ہے
تب وہ کہانے کے لگے کرنے تو اضع ہمدم — ق — دل ہے پہلو سے یہہ لولا کر دہان کسکا ہے

ہے عبث دلدار کہنا تجھکو حق نے جانمن
جز دل آزاری ذرا توفیق دلداری نہ دے

داغ ہائے عشق سے کرتا منقش دل نصیر
تو نے ہے پر اس مکان مین ہونے تیاری نہ دے

نہین یہہ شیشہ مین موج شراب کانپے ہے
پری ہے جیسے تو خانہ خراب کانپے ہے

تری گلابی ان آنکھون کے پھر گردش سے
کہ دست موج پہ جام حباب کانپے ہے

لگا نہ تو اب وہ آتش مزاج سے ای دل
برنگ شعلہ جو وقت عتاب کانپے ہے

غریق بحر حوادث کے لو شتاب خبر
نکل کنارے پہ یا بو تراب کانپے ہے

نہین فقیر جلالی سے کم یہ اے شہ حسن
سحر جو در پہ ترے آفتاب کانپے ہے

لچک لو اوس قد نازک کے بید مجنون ہے
چمن مین دیکھ کے بالائے آب کانپے ہے

پر خدنگ کا تیرے عجب ہے سنا تا
ہوا پہ سہم کے بال عقاب کانپے ہے

زمین دست مژہ سے گرا ہے طفل سرشک
نہین پھڑکتے یہہ چشم پر آب کانپے ہے

کہے ہے دشت صیاد مرغ قبلہ نما
جو آشیانہ مین خانہ خراب کانپے ہے

تپ فراق کے سوزش سے آہ سینہ مین
سدا مرا دل پر اضطراب کانپے ہے

پھڑک سے کیا ترے ابرون کے نہان ہے دل
بلاق کا بھی تو در خوش آب کانپے ہے

دقعا نہ سیلے موج نسیم سے ہر شاخ
سحر چمن مین بصد پیچ و تاب کانپے ہے

دیا ہے بھول سبق طفل غنچہ نے اپنا
لئے بغل مین جو گل کے کتاب کانپے ہے

نصیر یاد شور سخن کا ہے زلزلا تیرے
ظہیر بھی طرف فاریاب کانپے ہے

مانند کمان ہمسے جو رہتا تو کشیدہ
قربان سرابروے خمدار نہوتے

گر شتہ تجھے دیکھتے گر تیر ہو ہم
کہہ خنجر مژگان کے دل افگار نہوتے

نرگس سے اگر آنکھہ لڑاتا تو چمن مین
بے دید ترے چشم کے بیمار نہوتے

گر دیکھتے ہم مائل نظارۂ سنبل
آشفتہ سر طرۂ طرار نہوتے

برہم ہو نصیر اپنے سے تو منہ جو پہراتا
تو بوسہ لب کے بہی طلبگار نہوتے

گرمئے بازار آہ دیکہہ دلا اور ہے
کل کی ہوا اور تہی آج ہوا اور ہے

بات جو پیش آنی تہی اب تو وہ پیش آ چکی
دیکہئے قسمت مین کیا اپنے لکہا اور ہے

اے ستم ایجاد ہم تجہہ سے کہان تک کہین
طرز جفا اور ہے رسم وفا اور ہے

ناز سے دامن وہ اٹہا آپ چلے گر تو کیا
کہتے ہین جسکو ادا سو وہ ادا اور ہے

دامن گل تونے گو چلتے ہوئے چہو لیا
بات لگاوٹ کی بر پا باد صبا اور ہے

اس کے تڑپنے کو اب برق پوچھے کوئی
یہہ دل بیتاب ہے قبلہ نما اور ہے

پیش طبیب مجھے لے تو چلے ہو ولے
مجھکو ہے آزار عشق اسکی دوا اور ہے

کبک دری تونے کب پائیہ رفتار اب
چال صنم کی مرے نام خدا اور ہے

تیری بہی لت کباب ہوگئے دل سے ہم
دل کے جلانے مین بہی یعنی مزا اور ہے

کس لئے دلگیر ہے غنچہ صفت اے نصیر
باغ جہان مین ترا عقدہ کشا اور ہے

کہا ہے دشنام پر دیا یہہ جواب — مین تو تجہہ سے نہین ہون محرم بھی

زندگی کا سب خاک لطف نصیر
نہ رہا آہ کوئی ہمدم بھی

دل اوسکا سخت ایدل دلگیر سنگ ہے — مت آہ کھینچ یو ہدف تیر سنگ ہے
بجا نہین یہہ اوسکی لگاوٹ ہی ناصحا — وحشت کا اپنے موجب تشہیر سنگ ہے
منہ کیا ہے آئینہ کا جو ہو اوسکے سامنے — لوح مزار کا میری تصویر سنگ ہے
شیشے سے بھی زیادہ یہہ نازک ہے دل مرا — آہستہ بات کر تری تقریر سنگ ہے
مجنون سنبھلکے آج نکلتا کہ سد راہ — پڑتی ہے پاؤن اسلئے زنجیر سنگ ہے
ظالم نگہ کو بار دے سرکے وقت قتل — ہان پھر آبدار ہی شمشیر سنگ ہے
شیرین ترے گلے مین نہین تکمہ بلور — فرہاد کے طرف سے گلوگیر سنگ ہے
باندہا نہین یہہ دیدہ و دانستہ تو تیا — آنکہون مین تیرے سرمہ کی تحریر سنگ ہے
کہاتا ہی ٹہوکرین تو ایک عالم کے بعد قیس — خاک اس جہان مین اب تری توقیر سنگ ہے
دانیکے واسطے نہین پہرتی یہہ آسیا — سرگشتہ اسکے درپئے تدبیر سنگ ہے
اے واے بعد مرگ بھی ہے سنگدل ترا — چہاتی یہ رسنے عاشق دلگیر سنگ ہے
سودا کہے ہے کیا کہ میرا ہے وہ ریختہ — ق — ملک سخن مین جسکے یہہ تعمیر سنگ ہے

ہے یادگار گو وہ کئی اس نصیر کو
یہہ بھی بھلا زمین کچہہ اسے میر سنگ ہے

کبھی ہم شمع و پتنگ باہم پیام رخصت سی لو لگی ہے — اگر کوئی دم کو سحر ہی سر پر اید ہر ہمارے ادہر تمہارے

دکھا دو دندان تم ہنسکر ہم اپنی آنسو بہا دین دو کر — چمکتے ہین دیکھیں گوہر ادہر ہمارے ادہر تمہارے

ادہر تو تلوار ہے یہ چین و [illegible] ہم سپر کا مین [illegible] — کرا ہو معلوم سب کو جوہر ادہر ہمارے ادہر تمہارے

غرور و ناز و کرشمہ [illegible] نیاز و زاری و عجز [illegible] — عجب ہم جلکی مین ساتھ لشکر اید ہر ہمارے ادہر تمہارے

خطا نہ ہے یہ بہی اگر ہمین تم خطا نہ خط لکھنی [illegible] — تو ہونگی قاصد روانہ اکثر اید ہر ہمارے ادہر تمہارے

نصیر [illegible] دنیا مین [illegible] تم کو پھر ہم [illegible] دلمین
غبار آیا ہی [illegible] ہمارے ادہر تمہارے

کشتہ قامت موزون جو نہوتا کوئی — اوسکے مرقد پہ کبہی سرو نہ بوتا کوئی

چاہ اوس یوسف ثانی مین نہ پائی ورنہ — رائگان عمر عزیز اپنے کہوتا کوئی

راگ مین اوسکو لٹاتا مین لب دریا پر — تجہکو پانی کے جو ہیٹون سے ہگوتا کوئی

چشم تر سکا یہہ منہ تہا جو یہان تیری سوا — دل کو یون دیدہ و دانستہ ڈبوتا کوئی

ق

جلوہ دکہلانے کو محراب خم ابرو کا — کشور عشق مین دلدار جو ہوتا کوئی

جیتے جی کیا کہ پس از مرگ ہی تربت مین آہ — منہ ہی قبلہ کے طرف کرکے نہ سوتا کوئی

آبرو رکہہ لی مری ابر مژہ رحمت ہے — خاک اس نامۂ اعمال کو دہوتا کوئی

سلک دندان یہہ تری یاد نہ آئی ورنہ — تار مژگان مین در اشک پروتا کوئی

چشم پر خون نے مجھے کس سے کہا تا آبرو — دیکھ لیتا مین جو اس تنگ سے روتا کوئی

عشق کی راہ مین مر گئے مین لاکہون آہ — خاک تہہ تیرے اگر چہ کو ڈہوتا کوئی

یہہ ہر انگشت تری دست نگارین کی صنم | زور رنگتی ہی یہہ بس نام خدا چہلے سے
قول سے جاؤ اگر تمکو نہین آنا ہے | ورنہ بہلاتے ہو اب قول کے کیا چہلے سے
سیکڑون دل کو کیا دیکہہ تو کیا حلقہ بگوش | کام لے ہی یہہ تری فندق یا چہلے سے
ہو نہین اوس خاتم یاقوت کا کشتہ ای بہر | جا کہین اپنے نورانجا کو رجہا چہلے سے
ق
مشتری سے تیر دلکا دہ کیا زہرہ جبین | منہ سے بولا کہ یون دل کو لگا چہلے سے
یا تو چہلے کو لے بیعانہ دل مین اپنے | یا نہین میرے تو یا ہاتہہ اوٹہا چہلے سے

اے نصیر اوس بت مہوش کو مین کیا جہل بل یاد
جہل کے کس وسیت سے اسد دل کو لیا چہلے سے

کوہ کو شام کو بھر نامہ نو بہتر ہے | لب نان کے لیے یعنی تک ودو بہتر ہے
رشک مرجان ہین تیری لعل سی یہ لب ای شوخ | گر تیری روبرو جاے تو بہتر ہے
جائے پروانہ ہے بلبل بھی چراغ گل پر | اس روش سے جو لگے عشق کی لو بہتر ہے
خشک لب سی یہی کہتے ہین لگائی ہی اب | آب شمشیر سے قاتل نے جو لو بہتر ہے
یہی سو جہا کہ ترے ہاتہہ سے اپنا خانہ خراب | خانہ دل کو اگر کیجئے گرو بہتر ہے
کہدے اشکون کو چلین ساتہہ ہی تیر اے دل | فوج سے ہو وسواری کے جلو بہتر ہے
آسیا کی صفت اے شیخ جو دانا ہی نہ پہر | طلب گندم سے خواہش جو بہتر ہے
آبلے نرد مین اور سینہ میرا ہے جو بر | عشق سے کیجئے جو بازی سرنو بہتر ہے
استخوان پر ہی دلا کہنا کہ پانسون کیطرح | نقطہ داغ بنائیے تو بہتر ہے

[illegible]

سرو کیونکر نہ خجالت سے زمین مین گڑجائے	قامت اوسکا جو قیامت کا نمونا ٹھیرے
گردش چشم بتان سے ہی جہان گوش مین	کف نرگس پہ عجب ہے کہ پیالا ٹھیرے
مردمان کیونکہ یہہ مژگان سے رکے سیل سرشک	خار و خس سے نہین دیکھا کہین دریا ٹھیرے
زلف کہینچے ہے ادہر اور ادہر کو کاکل	ایک یہہ دل ہے میرا دیکہئے کسکا ٹھیرے
بعد مدت کے تم آئے ہو مرے قابو مین	ق کیون نہ بوسے کی لپٹ کر یہہ تمنا ٹھیرے
چہوڑونگا مین نہین روز ہی کہتے ہو	آج جانے دو ملاقات کی فردا ٹھیرے

اے نصیر آج یہان کون ترے روکش ہو
آگے خورشید کے کس و جہ ستارا ٹھیرے

دل بیتاب کو جب تجہسے ملا دیکہین گے	پہر تڑپتا تیرا اسے قبلہ نما دیکہین گے
چشم سے پردۂ غفلت جو اٹہا دیکہین گے	سب ہے با ہم تجہے اور سب سے جدا دیکہین گے
آینہ کو ہے پریشان نظر کا بیکلا	ہم کسی اور کو کب تیرے سوا دیکہین گے
آج ملبت سے لگا دی ہے سانس ساقی	جلکے صحرا مین کہین ابر و ہوا دیکہین گے
ہم تو پہرتی ہے تواب گل کی ہوا خواہی کا	بیر لگاوٹ تری اے باد صبا دیکہین گے
دل یہہ کہتا ہے کہ مت یاد بتان دلوا و	چہیڑینگا میرے پہر آپ مزا دیکہین گے
تو بزار آپ کو یہان جیخ چڑہا لیک ہلال	ق آگے اوس کے تجہے کب اہل صفا دیکہین گے
ابر سے یارے مت دعوی ہمچشمی کو	کیونکہ ہوتا ہے تو انگشت نما دیکہین گے
اے نصیر ایسی غزل تونے جب لکہی ہے	کون کہتا ہے غزل ایسی بہلا دیکہین گے

پنکھا ہلائے جب پر پروانہ رات کو — سوزش جگر کی شمع شبستان سے کب گئی

سوجھی ہے ہمکو یہہ کہ او بجھنے کی خو د لا — اس دلربا کے کاکل پیچان سے کب گئی

سرمہ کی بارہ دیکھکے اوسان اوڑ گئے — یہہ آب تیری خنجر بران سے کب گئی

جب تک ملے نہ آئینہ رو ہم سے اے نصیر
حیرت ہماری اس دل حیران سے کب گئی

اب نہ مجنون ہے نہ یہان فرہاد ہے — اپنے دم سے ملک عشق آباد ہے

قد ترا نے سرو نے شمشاد ہے — مصرعہ برجستہ استاد ہے

اسقدر ہمنے کیا ہے تجھکو یاد — ایک عالم کو ہماری یاد ہے

بن ترے گلشن مین اے رشک چمن — ہر رگ گل نشتر فصاد ہے

اونکو ہم دیکھین ہین اور وہ آئینہ — یہہ عجب درپیش اک روداد ہے

ہے سدا دلبستگی قمری کے ساتھہ — سرو گلشن کس روش آزاد ہے

ایک جینے کی کرے انسان ہوس — جون حباب ایک دم مین یہہ برباد ہے

کسطرح کھینچے تیری مانے شبیہ — سر بجیب آگے تیرے بہزاد ہے

ق

حسرت نظارہ گل مین سدا — ہمصفیران چمن فریاد ہے

آج تک پروا نہین کرتا ہے آہ — سخت بے پروا کوئی صیاد ہے

جلوہ گر ہر رنگ مین ہے وہ نصیر
حیدر صفدر کا یہہ ارشاد ہے

تحریر عطارد کیا پہونچے تیرے انشا کو
اقلیم سخن اپنے رکہتا ہے قلمرو مین
تنہا نہ ظہوری کو ہے دعوی شاگردی
رنگینی عبارت کی ظاہر ہے ترے خط سے
ہر سطر ہے مطلب تیرا خط پیشانی
جوہر بنیا ہے تجہہ مین کیا فیض رسانی کے

اس صفحۂ گیتی پر تو منشی دوران ہے
شبدیز قلم تیرا کیا برسر جولان ہے
طغرا بہی ترے آگے اک طفل دبستان ہے
جس سطر کو دیکہون ہون شاخ گل ریحان ہے
او چشم لطف بہی جون صاد نمایان ہے
گنتے ہوئی دریا کے ہر موج پریشان ہے

ارباب سخن کی ہی تو قدر شناسون مین
اسو جہ نصیر اب یہہ تیرا ہی ثنا خوان ہے

دست گل خوردہ کا لینے کچہہ یہہ موسم اور ہے
بے حباب بحر ہے کچہہ اور نہ کچہہ یم اور ہے
شمع سان رفت مین اپنا ہی کیا تیغ عہد
پر سان طول امل پر زندگی آئینہ ست
جوش ہے موسم مین اوسکا رز شب اسکا خروش
فی الحقیقت نہین ظلمات کے گلیان خضر
ثت نگاہی سے کے سب غنچہ نکالے ہی زبان
ست کدورت دل مین رکہہ آہون یہہ بیسنہ نما
تیر مژگان کے مقابل ہے ہدف سینہ نہان

گل مین دکہا شاخ بلبل جسکا عالم اور ہے
جلوہ وحدت ترا کثرت مین ہر دم اور ہے
اک وبال سر قیامت شام ماتم اور ہے
جون حباب اپنجو یکدم تو یکدم اور ہے
ابر گریان اوسے یہہ چشم پر نم اور ہے
سر بسر زلف بتان کا پیچ و خم اور ہے
جام گل مین اے صبا کچہہ آب شبنم اور ہے
کون اب عاشق ہوا در پردہ محرم دوست ہے
داغ دل پہہ ڈالا سایہ ہما مرہم ہے

کس شعلہ رو کے جلوۂ قامت کا ہے خیال — دل سے نکلتی آہ جو ہر بار گرم ہے
لگتی ہے کیا عجب ہے جو مرغ دل کباب — تیر نگہ وہ تا سر سوفار گرم ہے
لینے کو جنس دل تری رکھتی ہے دام زلف — سودا نہ کیونکہ ہو کہ خریدار گرم ہے
ہم جل کے خاک آتش ہجران سے ہو گئے — تو بھی وہ شوخ درپئے آزار گرم ہے
اے رشک مہ خطوط شعاعی سے تاب میں — سر کا تری یہہ طرۂ زرتار گرم ہے
پروانہ وار کیونکہ نہ مضطر ہو دل یہاں — وہاں شمع رو سے صحبت اغیار گرم ہے
جلدی قفس کو ہاتھہ سے صیاد کر جدا — ہر دم فغان مرغ گرفتار گرم ہے
شکل سپند سوختہ بن جائے کیوں نہ خال — بیوجہ یہہ ترا رخ گلنار گرم ہے
یارب مجھے کس آئینہ رو کا ہے اب خیال — ہر آن دل جو طالب دیدار گرم ہے
شیخی تمام ابر بہاری کی جھڑ گئی — یہاں جوش پر یہہ دیدۂ خونبار گرم ہے
انگوریں کے ٹپکے ہے ہر قطرۂ عرق — پینے میں مے کے وہ گل رخسار گرم ہے
صیاد فصل گل میں تو بلبل کو چھوڑ دے — پرواز میں یہہ تا سر دیوار گرم ہے
حالت ہے تپ سے یہہ ترے بیمار ہجر کی — گہہ سرد اوسکا گاہ تن زار گرم ہے
دیکھہ اب تو آن کر کہ وہ مثل چراغ صبح — جلنے کو اس جہان سے اے یار گرم ہے
ہے لب پہ نالہ دل میں فغان اور جگر میں آہ — مجلس تمام ہم سے تری یار گرم ہے
کس سے لب فریاد وا کروں — ہمدم نہیں کوئی مجھے درکار گرم ہے
پڑھ اس زمین میں اور غزل لکھہ ای نصیر — یعنی کہ یہ خامہ کی رفتار گرم ہے

214

ہستی سے خاک کام ہے مثل شرر مجھے
آتا ہے گریہ ہستی موہوم پر سب مجھے

کس کو ہوائی دشت نوردی ہی فصل گل
زنجیر پائے موج نسیم سحر ہے مجھے

ظلمات کی سفر را چراغان کراہی شمع
دکھلا دے اپنی خاک مین سلک گہر مجھے

لون کیون کہ بوسہ لب دلدار خط ہی گرد
دیکہ بہہ فوج مور نے تنگ شکر ہے مجھے

جون غنچہ ایکدم سکے لئے مست ہسا نسیم
اب باندہنا ہے دوش پہ رخت سفر مجھے

کی اوسکے دل مین آہ نے تاثیر عاقبت
اس نخل سوختہ نے دیا ہے ثمر مجھے

کیا کہئے مردمان کہ یہہ دیکہا ہی لطف عین
دیکھے کبہی وہ پیار کی نظرون سے گر مجھے

کوتہ وہ کیونکہ قصہ زلف دراز ہو
کرنے پری ہے عمر ابہی تو بسر مجھے

کیونکر شناوری ہو بہلا بحر حسن مین
جیسے جبین ہی یار کی موج خطر ہے مجھے

سنتا ہون اون دنون سے مژہ کا تری خیال
اوستاد جب پڑہاتی تہا زیر و زبر مجھے

اور جس گہڑی سکے تہا الف لام میم پڑہ
زلف و دہان و قد یہ تری تہی نظر مجھے

تجہکو غزل اک اور سناتا ہون اے نصیر
طرز سخن ہے یاد بہ رنگ دگر مجھے

خال اوس کی ناف پر نہین آتا نظر مجھے
سوجہے ہے اب تنور مین گل ہای تر مجھے

زلفین سر ذقن ہی دکہا سر بسر مجھے
یا ہہینک دے کوئین مین کہین کر مجھے

کہتا ہی ہی اوسکے خط پشت لب سے دل
بتلا دے راہ چشمہ حیوان خضر مجھے

افشائے راز دیدہ و دانستہ کردیا
ہرگز یہہ تجہہ سے چشم نہ تہی چشم تر مجھے

ہم دو نو ہاتھہ تیرے گلچین قلم کرینگے | گر شاخ گل کی گردن اے روسیاہ کاٹی
رفتار پاؤن پر زلفون سے چھوٹکر دل | بربات اس نے ساری بالا جاہ کاٹی
مست کھینچ تیغ بزم کب درمیان ہے مین نے | محفل مین بات تیری اے کجکلاہ کاٹی
فرہاد سے زیادہ مجنون پہ کب ہے محنت | اوس نے تو کوہ کاٹا اور اس نے کاہ کاٹی

کچھہ فکر زاد رہ کا بھی نصیر اب تو
تم نے تو عمر اپنی غفلت مین آہ کاٹی

زنجیر زر اوسکی جو سر فرق جھمک جائے | آنکھون مین دو عالم کے دو بین برق جھمک جائے
حیران ہو وہ خود دیکھہ کے گر عکس رخ اوسکا | تالاب مین آئینہ کے ہو غرق جھمک جائے
تو صبح کو جھنپا کلی باندہے جو گلے مین | سورج کی کرن سے طرف شرق جھمک جائے
برپا ہو فلک تک رہے ایک شعلۂ آتش | تو بن کے لب بام جو پربرق جھمک جائے

تو بن سے نصیر اوسکے تجالت زدہ ہی شوق
کہدو کہ کچھہ اتنا نہین ہے فرق جھمک جائے

کرون ہون دیدۂ تر سے سحاب کو پانی | یہہ بات کیون نہو مشکل حباب کو پانی
جگر کباب ہوا ایک جرعۂ مے سے | غلط ہے گر کہون ساقی شراب کو پانی
عرق فشان ترے چہرے پہ کہان زلفین | نہو دہن مین سحر آفتاب کو پانی
بہرا ہے دامن زین خون صید سے اپنا | شکار افگن پا در رکاب کو پانی
تمہاری دیکھہ کے ساغر کشی بنایا ہے | بہنور کی چاک پہ جام حباب کو پانی

۲۱۵

[illegible]

ترا مین دیکھہ کے عالم ہون اور عالم مین
کسے خبر ہے یہہ عالم رہے رہے نہ رہے

فراق یار مین رونا نہ چھوڑیو تو نصیر
بلا سے دیدۂ پرنم رہے رہے نہ رہے

الٰہی کیا ہو ہم چشم ترا ایسے نہوتے تھے
سر اشک افشان کبھی شام و سحر ایسے نہوتے تھے

کسی کے کیا کبھی یہہ موئی سر ایسے نہوتے تھے
بیان ہوتے تو تھے پر تا کمر ایسے نہو سکتے تھے

اگرچہ تھے بتان عاشق کسی عاشق زبانی مین
بر رب کعبہ پر پیدا دگر ایسے نہوتے تھے

یہہ آنسو جو میرے اون کے دندان کے تصور مین
تو کیا بوا یہہ موتی پیشتر ایسے نہوتے تھے

منقش گر پر طاؤس ہے صحرا مین داغون سے
یہہ جیسے دست گل خوردہ مین پر ایسے نہوتے تھے

گل خورشید کس کے تاب رخ سے بن گئی ہے یہہ
دلا دریا مین آگے تو بھنور ایسے نہوتے تھے

ق

کرے ہی کار فصاد ایدل بیمار قرگان سے
کسی کے پاس کا ہی نیشتر ایسے نہوتے تھے

قسم ہے حضرت عیسی کی آنکھین اوسکی آفت مین
سلف مین بھی فرنگی ڈاکٹر ایسے نہوتے تھے

نصیر اس بحر مین تمنے غزل کیا خوب لکھی ہے
سخندان گرچہ تھے آگے بھی پر ایسے نہوتے تھے

دلا سرمہ کی تحریر اوسکے چشم سرمگین مین تھی
کیا زنجیر بلے آہوی صحرا سے جبین مین تھی

شہادت دل کی لکھی اوس کی زلف عنبرین مین تھی
قضا اس تکی سواد شام کی ہان سرزمین مین تھی

مین اوسکے لب کا لیتا کیونکہ بوسہ حال کے ہوتے
مگس لپٹی ہوئی ہے ہمنشینو انگبین مین تھی

خجالت سے کئی محفل مین شمع فانوسی
یہہ تاب اوس ساعد سیمین کی یار و آستین مین تھی

[illegible]

بتان ماہ طلعت کیون نہ یہان مروت آپ کو کھینچین | دماغ انکا فلک پر ہے اگرچہ یا زمین پر ہے
کسی نے اون سے ہنگام خرام ناز جب پوچھا | ق | کہ عنقا کا فلک پر آشیان ہی یا زمین پر ہے
تو اٹھا کر کمر زیر زلف پر خم کو وہ یہہ بولے | ق | اسیر حلقۂ دام بلا عنقا زمین پر ہے
زبان پر یہہ سخن لانا غلط نہمی ہے لوگون کی | بگولا خاک بر سر جا بجا پہرتا زمین پر ہے
بہت ہی خاک راہ عشق مین چہانی تہی مجنون نے | پس از مردن یہہ اوسکی خاک کا پتلا زمین پر ہے

نصیر آئینہ سان ہو محو حیرت کیون نہ چشم اپنی
تماشا صانع قدرت کے قدرت کا زمین پر ہے

پہرے آتش زیر پا ہم دیکہیے کیسی بنے | ولہ | شمع سان ہین درمیان ہم دیکہیے کیسی بنے
شمع رو تیری شرارت کا بیان کیا کیجے | ولہ | شعلہ سان خوف سے کانپے ہی زبان کیا کیجے
دل تپ ہجر سے جلتا ہی بیان کیا کیجے | رشتۂ شمع بنے ہی رگ جان کیا کیجے
قصد پرواز تو ہم کرتے ولیکن صیاد | حلقۂ دام ہے چشم نگران کیا کیجے
طاق ابرو سے گرا اوس شوخ کے یہ شیشۂ دل | ہو گیا چور اب یہ شیشہ گران کیا کیجے
قابل سیر نہین خانۂ پر دود فلک | باعث گریہ ہے یہہ کے یہان کیا کیجے
ہم سے پوچہو نہ میان اپنی کمر کا کچہہ کہوج | بے نشان کا کہو اظہار نشان کیا کیجے
چشم میگون کا مدام اوسکے مین رکہتا ہون خیال | ذکر ساغر کشی اے پیر مغان کیا کیجے
مرغ دل کیونکر نہ تڑپے قفس تن مین آہ | لیئے پہرتا ہے وہ پہر تیر و کمان کیا کیجے
فرصت یکدم کی نظر آتی ہے مانند حباب | اتنی بنیاد پہ تعمیر مکان کیا کیجے

جون نقش قدم خاک نشینان رہ عشق
تا حشر اوٹھین گے نہ اوٹھائے سے کسی کے

عشق کا لب یار سے کشتہ ہون مسیحا
ہرگز نہین جینے کا جلائے سے کسی کے

گو اوس نے خط سبز دکہایا ہے مجہے لیکن
کہاتا ہون کوئی زہر کہلائے سے کسی کے

رونے سے بہی کچہہ کم نہ ہوئی دل کی تپش آہ
بجہتی ہے یہہ کب آگ بجہائے سے کسی کے

اے ناصح بیہودہ نکر پند و نصیحت
دل لگ کے بہی چہٹتا ہے چہڑائے سے کسی کے

گو ڈر سے ترے بزم مین ہم پی گئے آنسو
پر رنگ [illegible] سے کسی کے

یہہ یاد ہے ہمکو مین بے چین یہ تو بہی
آرام نہ پایا [illegible] سے کسی کے

ق
کچہہ آتش غیرت سے فقط مین ہی چمن مین
جلتا ہون نہ یہہ تنگ دکہائے سے کسی کے

شاخ گل احمر کی بہی تلوون سے لگی آگ
مہندی تری ہاتہون مین لگائے سے کسی کے

سو بار نصیر اوس کے لئے کیجئے منت
گر کاش منے بہی وہ منائے سے کسی کے

تنکر تم اس روش سے دکہاتے اکڑ گئے
گلشن مین سرو مارے خجالت سے گڑ گئے

دل کیون نہو غریق کہ دریائے حسن مین
حلقون سے زلف کے کئی گرداب پڑ گئے

ہوتے ہی سامنے تری چشم پر آب کے
اے ابر آج کچہہ تری لچھن سے جہڑ گئے

آنے سے رہ گئے ہین جو چشمون سے اشک آہ
شاید کہ لخت دل کہین پہر آکے اڑ گئے

سیل سرشک کم نہین طوفان نوح سے
نخل قد تمام جو پل مین اوکہڑ گئے

ق
ہزار اشک مسلسل کا تمنے تار
پر ہم گلے کے ہار نہ ہو کر بگڑ گئے

ابروے پر چین قاتل سے نہ روکش ہو دلا
ہے وہ تیغ اصفہانی اوسکے جوہر دیکھ لے

بیچتا خط آتش ہوں بازار وفا میں جنس دل
دام گر کچھ ہیں تو اے زلف معنبر دیکھ لے

گردشون چشم کبود یار سے شام و سحر
یہ چرخ کہتا ہے دلا گردون مینا پر دیکھ لے

ہو رگ گل رشک سے گلشن میں غرق بحر خون
سرخ پیراہن میں تک تیری کمر گر دیکھ لے

کنج تنہائی میں ہمکو طاقت دوری نہیں
تک ہماری جان پر کر رحم دلبر دیکھ لے

ہمنے نقش بوریا سے درد دل لکھنے کو آہ
صفحۂ پہلو یہ کیا کھینچے ہے مسطر دیکھ لے

اس زمین میں لکھ غزل اک اور رنگین اب نصیر
تا بہار ہر گل مضمون سخنور دیکھ لے

رنگ پان پیدا کہاں ہے اوسکے لب پر دیکھ لے
آب حیوان نے کیا آتش میں ہی گھر دیکھ لے

تک یہ ناوک خوردہ سینہ ہے ستمگر دیکھ لے
اس شہید کفن دل کا محجر دیکھ لے

یہان تلک جوش جنون کہتا ہوا اے لیلی نقش
ہر رگ تن پر مرے ہر مو ہے نشتر دیکھ لے

کہدو شیرین سے کہ اپنے جان شیرین دی گرد
مر گیا فرہاد رکھ چھاتی پہ پتھر دیکھ لے

گرچہ اپنے کام میں تو فرد ہے بے دید پر
کھولتا ہوں میں بھی اب شکوے کا دفتر دیکھ لے

زاہدا حیران نہ کیون ہون بیٹھے چشم اوسکی دیکھ
ہے دہر اپہلو میں بتخانے کے منبر دیکھ لے

ہے کہاں مینا طلائی اوسکے ہاتھ پر دلا
ایک نیر سے پر ہے یہ خورشید مخمر دیکھ لے

حشر کو سمجھیگا تجھ سے ہے مرا سینہ تمام
داغہاے ہجر کے مہر دون محضر دیکھ لے

منہ نہ چڑھ اوس لعل لب کے دم میں شیشہ کہی تری
خاک میں مل جائے گی یا قوت احمر دیکھ لے

نہ اپنے خون سے کف پای دلربا کی ہے
یہہ ہاتھ ملنے کی جا ہے کہ رات حنا کی ہے

خیال زلف مین الجھا کیا دل صد چاک
بنے تو شانے کے دست گرہ کشا کی ہے

ہزار دشت مین آنکہین دکھا مین چہالون نے
وہ نہ خار سے قیس برہنہ پا کی ہے

کئے نہ کس روش آزاد
کہ اک تشکل ازل سے ہے بینوا کی ہے

نہین جز اہل سعادت کوئی بلند مقام
کہ بعد مرگ ہے قلغی پر ہما کی ہے

بجائے کمہ یاقوت خون دل کے بوند
ہزار حیف نہ گہنڈی تری قبا کی ہے

بندہا جو اپنے رخ زرد پر رشک کا تار
انصیو زور ہے تسبیح کہربا کی ہے

چشم جس قاتل کی یار و مردم آزاری کرے
وہ دل عاشق کی کس صورت سے دلداری کرے

عین گرمی مین جو تو آ اسمین میخواری کرے
چشم تر خمخانہ مژگان کی تیاری کرے

یہہ تمنا ہے کہ بعد از مرگ ہے نو خط مرا
لوح تربت پر مرے مشق ستمگاری کرے

اپنی اوس آئینہ رو سے خاک ہو صحبت برار
روشناس اوس سے وہ ہو جو اوسکی رو داری کرے

داغ ہاے عشق سے یون ہی منقش دل مرا
آشیان مین جون پر دن سے مور گلکاری کرے

برمین آئینکا نہین ہے زر دلا وہ سیمبر
سو طرح سے گر کوئی منت کرے زاری کرے

ق

رکہہ دون آرے کی تلے گر تشانہ تیری نفکا
سو زبان سے اپنے اظہار ریاکاری کرے

مصحف رخ کا ترے لیتی ہی بوسہ وہ بدا
کافر او سکوت سمجہہ جو کار دینداری کرے

حشمت دنیاے دون پر حیف ہی منعم تجھے
چشم عبرت سے نظر تو گر نہ اک باری کرے

یہان ترقی کے تنزل ساتہہ ہی فوارہ سان
سر بلندی جو کرے دم مین نگونساری کرے

موج زن جب سیل شک سے چشم طوفان زا ہے — پاٹ دریا کا نہ کیونکر دامن صحرا ہے

کیا کہین اے خاکساری تیری دولت کیا ہے — رہنمائے خلق ہم مانند نقش پا ہے

تکمۂ زر مہر جب تیری گریبان کا ہے — ہالۂ مہ پھر نہ کیونکر کان کا بالا ہے

لگ کے سینے سے ترے کیا پوچھتا ہے کیا ہے — آج اپنے وقت کے ہم بو علی سینا ہے

قامت موزون سے اوس کے ہمسری کرتا ہے یہہ — سرو لے قمری نہ کیونکر خوب سا سیدھا ہے

صبح دم پرتو فگن تو ہو اگر ہو کر دو چار — آئینہ یکدست پھر رشک ید بیضا ہے

ترک چشم یار سے کرتا ہے ہمچشمی کونی — دیکھیئے کیا آج تجہپر نرگس شہلا ہے

یہہ وصیت ہے تری قربان ہی ابرو کمان — بعد مرن بہی ہماری خاک کا تودا ہے

گور مین عاشق تیرے کیونکر نہو جنت نصیب — جب یہہ قد بالین مرقد نخل طوبی کا ہے

جا ہے حیرت ہے کہ واقف فرشتے تو نہو — محرم راز نہان یہہ خاک کا پتلا ہے

زلف سرکش یار کی لیتے ہوئی کرتی ہے دل — اس متاع دل کا دیکھین کسطرح سودا ہے

ق صبحدم گر باغ مین تو یان کہانے منہ ناز — پیکدان ہے کچہ نہ تنہا لالۂ حمرا ہے

بلکہ وقت خوابش قایان بہی تیرے واسطے — گل چلم مہتاب غنچہ شاخ تر نیچا ہے

ق شاخ کا دستہ لگا خنجر بران کو دیکھہ — چاہتا ہے نو اگر بہتر ہے اچھا ہے

روتے روتے ہو گئی ہے چشم ترا بہی سفید — دستۂ خنجر میان اس شیر ماہی کا ہے

دوسری ہی لکہہ غزل اس بحر مین اب اے اصلح
تا ہر اک مضمون تازہ گوہر یکتا ہے

دل رشتۂ چشمان فتنہ زا پر آہ | نہ تجھ دو گل نرگس بہی آن کر پہنکے
جو کہینچی تمام کو ہلال ابرو تیغ | تو ڈر کے مہر فلک ہاتہ سے سپر پہنکے
کرے نہ چشم سے میرے حباب ہم چشمی | ہوا سے کہدی کر اسکے کلاہ سر پہنکے
[illegible] ہوں عاشق مجروح جو بیں بوار | کہرے ہو آپ نے تہر سے جسکے گہر پہنکے
[illegible] سرو سے قمری اسیر مادر زاد | گلے سے طوق یہ کیونکر اوتار کر پہنکے
ق
ہمان سنگ فلاخن وہ کودک دہقان | عدو سر کو جات مجنب [illegible] دہر پہنکے
یہ اک زمین ہی یہی تمنا ہے | ہزار بار تو ہان سر سے وار کر پہنکے
ق
یہی تہا داغ سے کہا نکلا کیا ثمر گلرو | جو بیش زاغ میری پارۂ جگر پہنکے
ریاض دہر مین وہ نخل بے ثمر ہوں ایک | ہزار حیف کسی نے نہ تاک کر پہنکے

الصبر کیا اوسے دل دون جو مہر و ماہ کی گیند
زمین سے تمام و سحر بام چرخ پر پہنکے

کیا ہے بیہوشی نے آج اوسکا بدن من مین ہے | جنگجو شاہی وکیلا تا بہ بن آہن مین ہے
کیتے تو کر ترس خدا زنجیر کو لیلا نکال | پاے مجنون کہینچتا رنج و محن آہن مین ہے
تیر تو تیر ابرو ہی کو توڑ کر گذرا ہے یار | کون کہتا ہے بت ناوک فگن آہن مین ہے
تیغ تیرا ابی کے سوا کچھ اور کام اسکا نہین | ہر دم سے شیرین خیال کوہکن آہن مین ہے
داغ عصیان کب نکلیگا رون کے دل سے تاہ | زنگ مگر جاتا ہ قربان کہن آہن مین ہے
دل مرا ہے [illegible] کا سیہ دل اوسکا سخت ہے | ہمنشین تنکے کو گہر کرنا کٹہن آہن مین ہے

دہن میں سبز رنگ ایسے ترے دندان میں باجو دہ
انار تازہ دیہہ آسا ہے سبز میں نہان سرخی

مرے زخم جگر پر مرہم زنگار سے کیا ہے
تماجراح نے چھپایا ہے سبز میں نہان سرخی

اسیر دام خط ہے طائر رنگ رخ جانان
بایں صورت وہ دکھلایا ہے سبز میں نہان سرخی

وہ تیغ زہر آگین سے کسی عاشق کو گر کشتہ
دکھا مجکو مرے لایا ہے سبز میں نہان سرخی

زمرد کی او لٹ خاتم نگین لعل گر ہیچے
تماشا وہ بت ترسا ہے سبز میں نہان سرخی

تری گلبرگ لب پر عکس خط ہے کیونکہ اون بوسہ
شرر ہر پا کا انگارا ہے سبز میں نہان سرخی

ثنا میں تیرے لب تخن کی جو زبان قاصر
جہان تو نے یہ اک تماشا ہے سبز میں نہان سرخی

نصیر اشعار تیرے اس غزل کے طرفہ رنگین میں
سوا ان کے تو ناپیدا ہے سبز میں نہان سرخی

جگر میں آہ سوزاں سے رکے جو چشم تر پانی
الٰہی دل کدہر جائے ادہر آتش ادہر پانی

وہ تاب دل تو مشکل ہے کہ آئینہ میں دکہا پانی
بس ہے آئینہ تیغ ڈوب لیکن نہیں بہر پانی

جراحت خوردہ گل ہے اسکو تو سحر پانی
کہ شبنم تو میں ہاں زخمی کے رکتا ہی جگر پانی

سرشک چشم تر کو ساتھ لے کے دل تنگ میں آوے
نہ اس سینہ میں رہے لے کے اہل سفر پانی

نہیں بدقسمتوں کو خاک اہل فیض سے حاصل
لب ساحل کو دریا کا نہیں کرتا ہے تر پانی

عروج اپنا اگر دکھلائے فوارہ تو زیبا ہے
ملاتا جیکے سر وقتوں کا ہے جنوں پانی

چلے کیا نخل قد کا [illegible] کی آبیاری سے
ثمر لاتا نہیں ہی سرو کا پاکر شجر پانی

دکھا دے آب تاب اپنی اگر دانتوں کی تو بسکر
خجالت اسقدر کھینچے کہ ہو سلک گہر پانی

[illegible]

سینے مین اب تو شیشۂ دارو کے کر نہ دیر
باران کے تیر ساقی خو تنخو ٹپک پڑے

تیر انگنی سے اب تو کماندار رہا تہہ اوٹہا
دو چار دیکہہ تیرے سر کو ٹپک پڑے

مے سے چمن مین دیکہہ نہ بہر یار جام گل
ہے ساغر شکستہ نہ دارو ٹپک پڑے

تو وہ ہے دیکہے گر کبہی غنچہ دہن ترا
رال اوسکے منہ سے یار زتر شرو ٹپک پڑے

ہے اشک یون مری مژگان چشم تر
باران سے جون شجر بلب جو ٹپک پڑے

ق
رہتا نہین وہ گریہ و زاری سے کیا کرون
اوسکی بلا سے جو مرے آنسو ٹپک پڑے

جا نیگو گہہ کے یار ہے جون برق مضطر
احسان ہو تیرا ابر اگر تو ٹپک پڑے

ق
رخ پر ترے جبین سے نہین قطرۂ عرق
اے نخل بار دار سمن تو ٹپک پڑے

ہے تجہہ پہ جو ثمر سو گلستان حسن مین
شاخ پر خم ابرو ٹپک پڑے

مین نے یہہ کب کیا ہے تجہے ضبط اشک گر
مژگان ترے ایک آنسو ٹپک پڑے

طغیانی اپنی بارش گریہ کی مت دکہا
لیلا کا تیرے قیس پہ تنبو ٹپک پڑے

کہا یا ہے تیر عشق جگر مین نکیون نصیر
جلنے سر شک چشم سے لوہو ٹپک پڑے

فرقت کو برا مت کہہ دل گرچہ مصیبت ہے
پر وصل کے ہونیکی امید یہہ فرقت ہے

تو عہد جوانی مین برپا کن آفت ہے
خط شام قیامت ہے رخ صبح قیامت ہے

مجہسے نہ کوئی پوچہو اب کیا تری صورت ہے
وہان آئینہ ہے وہ یہان مین ہون یہہ حیرت ہے

شیرین دہنون سے جنکو محبت ہے
ہان اونکے ہی جینے کی دنیا مین حلاوت ہے

کیونکر نہ دعا تجھکو دون اے قد خم گشتہ
عالم مین ہوا مین بہی انگشت نما ایسا
دم آہ او بجہتا ہے دل برہم و درہم ہے
ہے کون کرے یار و جو سلسلہ جنبانی

بیری مین بنی میری کچہہ اور ہی صورت ہے
جیسے کہ مہ نو کی ہر شہر مین شہرت ہے
کوئی بہی نہین کہتا اب کیا تری حالت ہے
زلفون کے بنانے سے اونکو نہین نفرت ہے

عالم ہے نصیلو ایسا اپنے بت کافر کا
اللہ کی قدرت ہے اللہ کی قدرت ہے

لپٹی جون بلا ہے اوس پری رخسار کی چوٹی
شب اوس سے پردہ فانوس مین لپٹا جو پروانہ
سحاب عنبر افشان بنگئی ہے وقت جولانی
سیہ مخمل کی ہی یہہ دستکی یا دام ہے قاتل
تصور زلف شیرین کا بند ہا فرہاد کو جسدم
چھپا پتال مین پہر راجہ باسک خوف کے مارے
شعاع مہر ہنگام سحر قربان ہو گر دیکہے
خدایا میری چہاتی پر نکیو نکر سانپ ایسا لوٹے
وفور نشہ مین شب کہکشان دیکہی جو ایسا تہی
برنگ شانہ ہاتہ اوسکو لگانیکی طاقت ہے
نہ ہا ہمسری ہو شاخ نافرمان و سنبل کو

دل شامت زدہ مت چہیڑنا تو یار کی چوٹی
کتر گلگیر نے لی صاف شمع زار کی چوٹی
عرق آلودہ تیرے اسپ خوش رفتار کی چوٹی
برائے مرغ جان عاشقان تلوار کی چوٹی
تو رکہہ کر اوس نے تیشہ چہو گئی کہسار کی چوٹی
جو بل کہائے ہوئی دیکہو مری دلدار کی چوٹی
تری گوندہی ہوئی ہو بافر زرین تار کی چوٹی
رقیب رو سیہ گوندے ہے بت عیار کی چوٹی
تو سمجہا اوسکو چیرخ کجرفتار کی چوٹی
وہ کہائے مار جہیرے جو کوئی شہر کی چوٹی
چمن مین دیکہی گر اوس غیرت گلزار کی چوٹی

دل کی یہہ شکل خیال قرہ یار سے ہے
منہ مین رکہہ چوسے ہی جون کوئی دکہادان انگلی

اپنے ہونٹ نہ سہی آج اسے ملنے دے
ہو کبہی تو مرے شرمندۂ احسان انگلی

سر سحر گود سے تجہکو مجہے رشک آتا ہے
چشم آئینہ مین کردون گا مری جان انگلی

سورہ نور پڑہے ہے پئے تاریکئے گور
شمع تربت پہ مری رکہہ کئے غزالان انگلی

مصحف رخ کا ترے لونگا لبون سے بوسہ
بے وضو کون لگا تا ہے مسلمان انگلی

قدرت فکر تزئین بدن کرتے ہین پابند لباس
نہین رکہتے ہین خیال سر و سامان انگلی

سنگ اہل تجرد کو قبا پوشی سے
دیکہہ لو ناتہہ کی ہر ایک ہے عریان انگلی

وحدت صانع قدرت کی شہادت کو گر
باغبان شاخ گل زرد نمط پہر رکہہ دست

کہری رکہتا نہ کبہی سرو گلستان انگلی
اسکے گر تا قلم اسے قمری نالان انگلی

چوم لے ہاتہہ تر اکیون نہ سخن فہم نصیر
کیا ہی ہر شعر مین باندہے ہے سخندان انگلی

سحر تک کیا کہین جو ہین تجہہ بت نامہربان کہیلے
تصور مین مری آنکہون کے ہم یاد اسے کہیلے

دل صد چاک عاشق کو بنا تا ہے گل بازی
جو کہیلے جان پر وہ او نہین گلفام اسے کہیلے

عجب کل عالم ہستی مین دیکہی انکی کیفیت
کبہی شیشہ کو پٹکا سا کبہی کبہی جام سے کہیلے

کہلا تا سامنے اے ندمکی ہر یاتہہ ہو نا ہے
یہہ دل کیا گیو معشوق گل اندام سے کہیلے

ہزارہ نگلہ مین دکہا دن پہ پیطفل نک آ تیر
گل گہوارۂ قبر گان سے خاک آرام سے کہیلے

افصلا جو آتے ہوے پاس شب او سکو نہ آتا ہی
لگے ہے عیب کیونکر عاشق بدنام سے کہیلے

سر پہ زہرہ کے قیامت ہو فلک برپا
تو دم رقص جو دلدار اوٹھے اور بیٹھے

بیقراری نے تو اکدم نہ دیا چین ایکو
بفراق بت عیار اوٹھے اور بیٹھے

نکلے دریا سے نہ گر ہیلو صدف ہمچشمی
ہم جو با چشم گہربار اوٹھے اور بیٹھے

حال یون گریہ سے ابتر ہے تن خاکی کا
جیسے برسات مین دیوار اوٹھے اور بیٹھے

اور دوانکی زمانہ سے صد افسوس یہان
تو مرے ساتھہ نہ زنہار اوٹھے اور بیٹھے

ہم وہ ہین سوختہ دل آہ کہ مانند سپند
باعث گرمی بازار اوٹھے اور بیٹھے

دستگیری کو نہ جب تک ہو عصا جون نرگس
خاک اوس چشم کا بیمار اوٹھے اور بیٹھے

یون سیئے دل ہے وہ جون یکبہ متاع تازہ
کسی دوکان پہ خریدار اوٹھے اور بیٹھے

خاک ہی ہو ترے کوچہ مین ہوا خواہی سے
کردیا دانہ ہمے یار اوٹھے اور بیٹھے

تونے اکبار نہ دیکھا تہ خوبان افسوس
ہم ترے مجرے کو سو بار اوٹھے اور بیٹھے

جبکہ تو عالم مستی مین بصد کیفیت
لیکے شیشہ بت میخوار اوٹھے اور بیٹھے

آب فوارہ گلستان نہین کس صورت سے
تری تعظیم کو سرشار اوٹھے اور بیٹھے

پڑہ نصیلو اور غزل جس مین کہ ثابت ہووے
ساتھہ تشبیہ کے لے یار اوٹھے اور بیٹھے

خاک بھی ہو کے نہ بیکار اوٹھے اور بیٹھے
لک کے دامن سے تری یار اوٹھے اور بیٹھے

ہم بہی یون ہو کے سبکبار اوٹھے اور بیٹھے
جون حباب آب مین اکبار اوٹھے اور بیٹھے

بوسہ لب مین ترے ہے اثر یا قوتی
تو اگر دے تو یہہ بیمار اوٹھے اور بیٹھے

۲۲۷

دل زلف کے تو کوچہ پر پیچ سے نکل
سیدھی ہی ہے مانگ کی رہ ہموار سامنے

کیونکر رہ عدم نکریں دم میں طے حباب
منزل کو جانتے ہیں سبکسار سامنے

بے [illegible] تیرا ون سے کے تو دلا
ہوتا نہ پھر خدنگ خبردار سامنے

باندھا ہے دیکھ ملک سلیمان میں مورچال
موران خط نہیں برخ یار سامنے

ق

آیا مرے یار سفر کردہ گھر میں آج
جاتا ہوں اوسکے آئینہ کردار سامنے

لیتا شگون نیک ہوں یاران ہمرہان
مت چھینکنا کوئی دم رفتار سامنے

پڑھ دوسری بھی وہ غزل اس بحر میں نصیر
ہر شعر میں ہو جس کے نہ بیکار سامنے

آئینہ میں ترے آنکھیں ہیں کیا یار سامنے
لڑنے کو ہیں دو آہوے تاتار سامنے

دل رکھ تصور رخ دلدار سامنے
مصحف کو رکھ کے پڑھتے ہیں دیندار سامنے

بے [illegible] ل عشق کی منزل میں رکھ قدم
رہبر کو لیکے چلتے ہیں ہشیار سامنے

کیوں قافیہ تنگ سخندان کا ہو نصیر
ہے ہینہار ردیف کا دشوار سامنے

کیا ہے ترے لب پہ تماشا سرخی پان رنگ سی
لالہ و نافرمان ہی گویا سرخی پان رنگ سی

ہم کو ترے ہنگام تبسم شعلۂ برق و ابر سیاہ
سوجھی ہے ترے انجمن آرا سرخی پان رنگ سی

بیٹھا ہے گلگر یہ ہو نزا یا ہوئی تمام کہیں
مجھکو بتا اے شوخ ہے یہ کیا سرخی پان رنگ سی

جاتا ہے تنگ [illegible] سیاہی [illegible]
کافی ہے ابر گل رعنا سرخی پان رنگ سی

لیا تو بو نہ رنگیں مشکیں سے اول حرص ہی | خطا ہی پھر یہہ کہنا تو مرا عنبر سے منہ بہر دے

کہا اس بحر میں ہی اے نصیر ایسی غزل تو نے
کوئی گر ہو سحابی ہما تر اگوہر سے منہ بہر دے

سیرت افزا جو ترا حسن جہانگیر ہے
کلک مانی قرہ دیدہ تصویر ہے

دیکھیں کیا تیغ سے اوسکی دم تکبیر ہے
جبکہ اپنا یہہ گریبان ہی گلوگیر ہے

میں ہوں مجنوں شہا دشت ای لیلی وش بس
جوہر تیغ سے میرے لئے زنجیر ہے

ساتھ ہو یا ہوں میں اے سیم تن اک عمر تری
خاک سے میری عجب کیا ہی جو اکسیر ہے

قفس چرخ میں آیا ہوں بہت رہ کے تنگ
اٹھو یارب کوئی پرواز کی تدبیر ہے

استخوان بعد فنا کیوں نہ ہدف ہوں میرے
جبکہ ہر بال ہما اوسکا پر تیر ہے

گل ترے کشتے کے یہہ زخم بدن کے پہولے
کہ برنگ گل تار کفن سے پہولے

تیری مسند کے جو گل دیکھے چمن کے پہولے
گلبدن پہول نہ تختہ میں چمن کے پہولے

اسکو پانی نہ دے شبنم کہ یہہ مستقی ہے
طفل غنچہ کا شکم کیونکہ نہ تنگی سے پہولے

زلف چہوڑے ہے جو نہ تو رخ یہ تو شام غربت
نہ کبھی سحر مرے صبح وطن کے پہولے

جو کڑی ہو گئے دیکھ تری شوخی چشم
دست و پا ایسے غزالان ختن کے پہولے

گل کے مانند تجھے دیکھ کے پیراہن میں
تہے جو عاشق ترے بے ساختہ تن کے پہولے

قطرہ خون سے عجب ہے مرے پلکوں کی بہار
نخل دیکھے نہیں اس رنگ سے کہن کے پہولے

تار کا گل میں ترے دیکھ کے حیران ہوں
شاخ سنبل میں نہ غنچے ہے سمن کے پہولے

۲۲۹

بیعت ست سبو کر تو کہ اہل ظرف ہے — دل یہی کرتا ہی پیر مغان تلقین مجہے

تخم ریحان تربت عناب مین ست ہی طبیب — ہے دوا دہ بوسۂ خال لب شیرین مجہے

زلف روی یار کے مین دیکہنے والون مین ہون — زاہدا اکسان نہو کس وجہ کفر و دین مجہے

باز آ صید افگنی سے اب تو چشم مست یار — پنجۂ مژگان ہی تیر خدنگ شاہین مجہے

کب وہ تار زلف مین موتی پروتا ہے نصیر
شاخ سنبل مین دکہاتا ہے گل نسرین مجہے

مقراض جادہ دامن صحرا کتر گئی — اک تازہ گل یہہ دشمن صحرا کتر گئی

تقدیر اون طیور کے پر آہ زیر دام — تہے جو کہ داستان زن صحرا کتر گئی

وقت شکار تیری نگاہ غزال چشم — گوش پلنگ افگن صحرا کتر گئی

باد صبا ہی چور جو ہر عقد غنچہ کو — گلشن سے بہر زینت صحرا کتر گئی

سبزہ سے آبجو ہے قبائے زمردی — کیا بہر پوشش تن صحرا کتر گئی

مقراض بن لباس حیات مسافران — مژگان یار رہزن صحرا کتر گئی

باد خزان یہی درپے گلگون لالا آہ — تار حیات توسن صحرا کتر گئی

تہا پردہ خرد جو حجاب جنون نصیر
تو آرزوے دیدن صحرا کتر گئی

خال پشت لب شیرین ہی عسل کی مکہی — روح فرہاد لپٹ بنکے جبل کی مکہی

سنگ وحشت در و دیوار فتادہ کو دیکہہ — منہ کو پیٹے ہی تہورا کے محل کی مکہی

تو نے اے صانع قدرت ہی بنایا ہمرنگ
کیونکہ بیزار ہو صورت سے جعل کی مکھی

زنگیون کا کبھی دیکھا نہو لشکر جس نے
دیکھے برسات مین وہ فوج کے دلکی مکھی

بیٹھنے کا تو ہے کیا ذکر کہ نانگے ہی پناہ
آبداری سے تری تیغ کے پہل کی مکھی

گو یہ نجت ازل ہی یہہ لے قابل ہے
قدرت کاملہ عزوجل کی مکھی

ق

اے نصلیو آج کیون ملک سخن مین گوئی
طبع موزون سی بنا کرکے مثل کی مکھی

شکل نمرود خدائی کا کرے گر دعوے
کام پشہ کا کرے تیری غزل کی مکھی

مطلع

دامن کشان ہو آہ دکہائے ہی بن مجھے
دست جنون سے کچھہ نہین آتا ہی بن مجھے

پروین سے کہکشانکی لگے کیا پہبن مجھے
بازو پہ تو دکہاے جو شب نورتن مجھے

ہردم ہے یاد ساقی توبہ شکن مجھے
میناے مے چمن مین ہی سرو چمن مجھے

کشتہ ہون ابروے عرق آلودہ کا ترے
نہلاکے آب تیغ سے دیجو کفن مجھے

کہتا تہا اوسکی مانگ مین شب سرقلم یہ دل
یکسر لگے ہی آہ یہہ رستہ کٹھن مجھے

تجھکو نہ کیونکہ یوسف مصری کہون عزیز
ہے کوزہ نبات یہہ تیرا دہن مجھے

مشتاق دید خال تہ زلف یار ہون
دکہلادو کوئی دور سے کالے کا من مجھے

کشتہ ہون تیرہ بختی غربت کے شام کا
ہر چاک جیب دیکہ کے صبح وطن مجھے

اوس خط پشت لب پہ سر زلف پرشکن
لگتا ہے دام طوطی شکر شکن مجھے

تیرے طرح سے خاک مین ابہرن کرا می حباب
ہستی کا بار دوش ہے یہہ پیرہن مجھے

کن شمعوں سے آہ آہی لگی ہے لو
پروانہ سان جو بے ہوس خاتم مجھے

اس دور مین ہون نہ بد سوکش مین اہل ظرف
پیمانہ بہر کے دے بت پیمان شکن مجھے

مین شاخ سیب کو کبہی دیکہون نہ باغ مین
دکہلا دو ما تہ ہا کہ کے جو زیر ذقن مجھے

چنپا کلی کی تا لگے ہے وہ خوشنما
نزدیک نکہت گل پیرہن سب مجھے

اے چرخ سبز فام گریبان صبح فام
دکہلا نہ آفتاب کی اپنی کرن مجھے

کیونکر سدا نہ پاؤن سلاسل پڑے نصیر
بہاتا ہے بعد قیس یہہ دیوانہ پن مجھے

کیا بت ناوک فگن کا ڈر کبوتر ہولجاے
سہم کر پر مار نا اکثر کبوتر ہولجاے

ہے گرہ باز اشک کا یہہ وہ کبوتر جسکو دیکہہ
خواہش پرواز بازیگر کبوتر ہولجاے

وہ دل پر داغ ہی اپنا کہ جسکے رو برو
اپنی رنگت کو سراک گلگیر کبوتر ہولجاے

اسلئے مین ساتہہ کرتا ہون تجہی پیک صبا
تا جواب خط نہ دہان جا کر کبوتر ہولجاے

دیکہے گر پرواز مرغ نامہ بر وہ مہ لقا
تو اوڑانا اپنے کوٹہے پر کبوتر ہولجاے

دیکہہ کر میرے صنم رخ پہ دانہ خال کا
ہے یقین کعبہ مین رہنا کبوتر ہولجاے

یون جلا دل آنسون کے ساتہہ اپنا جسطرح
ساتہہ مین صید کے ملکر کبوتر ہولجاے

قمرے دل لوٹے ہی حق سر اڑے سرو قد
نعرہ یا ہو بجا ہے گر کبوتر ہولجاے

باز آ صیاد افگنی سے اتو طفل سنگ زن
تا کہانا دشت کے کنگر کبوتر ہولجاے

صید گر سنے پر ہو گرتا ہین فکر اپنی نصیر
باد کے منہ پر ملا نا پر کبوتر ہولجاے

ہو جو زمین چمن پہ تری آرشنگ سی گلابی خط … صف مورچگان نے لیئے کو ہی پلاٹ سلیمانی کہینچی
ہوخانہ خراب آئینہ کا جس نے کہ تھا آرا و تیرے … اک سد سکندر پیچ مین آخر نکو نگہبانی کہینچی
یہہ شکستہ بال تری صیاد تجہے کیا دینگے دعا … تکلیف تری تہون سے جب بن دانہ و پانی

عمل کیون نہ ہو برپا گلیون مین ہہات جو ملکر لڑکون نے
پاؤن مین نصیلر اب مجنون کے زنجیر بنا دانی کہینچی

بلبلو چاہتے گل سوختہ جانی مانگے … پر نہ اس شبنم کم ظرف سے پانی مانگے
غنچہ ترے سے اگر تنگ دہانی مانگے … دون ملا خاک مین ایسا کہ نہ پانی مانگے
تو جو کانون کے لئے گوہر مانی مانگے … چشم سے کیونکہ نہ دل تنگ فشانی مانگے
پاؤن تک شمع کی بو دم سے سفیدی چہائی … یہہ نصیبون مین ہے کیا خاک جوانی مانگے
دل بہی کچہہ شے ہی عزیز جو بہتے اسکو … جان تک دون جو مر یوسف ثانی مانگے
تیغ ابرو یہہ تری ہے جو کہینچے نقشہ … تادم باز پسین آب ما فی مان گے
داغ سینہ کو ندہو اشک کہ دکہلاو نگا … عشق کی حشر کو گر کوئی نشانی مانگے
سر پہ یہان خیمہ ابر کرم باری ہے … تجہہ سے اسکو نی کیا چرخ پرانی مانگے
بزم دنیا مین ہو لے شمع خموشی بہتر … بحث کو کوئی یہان چرب زبانی مانگے
گر چمن مین الف قد کو ترے دیکہے سرو … تا قیامت روش قاعدہ دانی مانگے
تری مقراض دو لب قطع سخن کرتی ہے … تجہہ سے بوسہ کوئی کیا دشمن جانی مانگے
درد آمیز غزل ور پڑہ ایسی کہ نصیر … چشم تر سنکے سحابی و فغانی مانگے

وزرات بین نے اس مین پوچھا ہی چشم ترکو
کاشف ہے موج دریا کیون میرے آستین سے

نام آوری بہی یارو دیکا کلنگ کا ہے
چھٹتی نہین سیاہی یکمو رخ نگین سے

یارب عدم مین بہی ہے کیا کار عشق بلنے
لالہ جو داغ بر دل نکلے ہی تاک مین سے

ظالم سے خلق کوبہی ہو نی محال راحت
ہو تا ہے رنج حاصل زنبور انگبین سے

نرگس جو آنکہ نیچے رکہتی ہے وجہ یہہ ہے
تعلیم یافتہ ہے اوس چشم شرمگین سے

شہرہ ہے تیرے لب کے معجز نمائیون کا
ورنہ اترتے عیسی چرخ چہار مین سے

ہیو جو تیرے رخ پر خط سیہ سے نکلا
ممکن نہین کلف کا چہٹنا یہ سیمین سے

خلوتکدہ مین دل کے گرچہ نہین ہی لگتا
تو چشم ہے یہہ حاضر رکہہ کام تہ نشین سے

ق
ورا دس نے کب رہے ہے ہر بار زلف مین مین
جسکو یقین نہو دیکھے دوربین سے

حیران ہو نہین گہٹا مین نکلو کہی ہین قطارین
یا الدرہا ہے سنبل گلہاے یاسمین سے

نافہم جانتا ہون مین تمکو نکتہ دانو
عقل و شعور پایا ہو مول ہان کہین سے

خال کمر کو اوس کے کہتے عبث ہو نقطہ
اوس کے کمر کو نسبت ہی مور دانہ چین سے

ق
مین تیرے سامنے ہون دیکہہ آج اپنی صورت
آئینہ کہہ رہا ہے یہہ اوس بت حسین سے

انگشت مصطفے سے شق القمر ہوا تہا
قشقہ کا معجزہ ہے ظاہر تری جبین سے

میری غزل مین سنکر مضمون شناس قایل
مین کب نصلیر خوش ہون نادان کی آفرین سے

[illegible]

چشم بیمار تبا انکا ہے تو بیمار ایدل
اتنا بیتاب نہو بیٹھہ شکیبائی سے

ق

جان شیرین کو نکہا یار کہ بینوائی ہے
لوز بادام ترے واسطے حلوائی سے

جون نگین نام کی خواہش ہے اگر تجھکو نصیر
رکھیو باہر نہ قدم گوشۂ تنہائی سے

دلا زلف سیہ کو ربط ہے رخسار جانان سے
تعجب کیون نہو ہندو کو جب الفت ہو قرآن سے

شکایت کیون نہو مژگان کو یار و چشم گریان سے
کہ نخل خشک ہو جاتا ہے ہان سر سبز باران سے

امید وصل مین دل کیون خفا ہے درد ہجران سے
کہ ہوتی ہے محبت صاحب خانہ کو مہمان سے

نمود سرخی پان ہے لب نگین جانان سے
تماشا ہے کہ آتش مشتعل ہے آب حیوان سے

حباب بحر نے واقف کیا اس سر پنہان سے
ہوئے تم آشنا نسبت ہے جو اللہ و انسان سے

یہہ ہی گلبرگ وہ ہے سنگ کچھہ تمیز لازم ہے
لب معشوق کو نسبت نہ دو لعل بدخشان سے

محبت اسکو کہتے ہین کہ لے ہے ناقۂ لیلا
قصاص خون پاے قیس ہر خار بیابان سے

بعشق شمع رویان مین سراپا داغ ہون یارو
کرون دعوے ہمچشمی نہ کیون سرو چراغان سے

غضب چین جبین اوپر عرق ہے خوفناک اوسکے
الٰہی کشتۂ دل کو بچانا موج طوفان سے

پلا کر غیر کو مے تو نے یہہ مجھکو جلایا ہے
ٹپکتے اشک ہین چشم کباب نیم بریان سے

تصور مین ترے دندان کے گر ہووے گہر افشان
تو یہہ ہر چشم تر ہو باج خواہان ابر نیسان سے

مین وہ مجنون لاغر ہون کہ جسکے پاؤن کے خط ہین
نہ ہلکی سی ہے زنجیر نقش پاے موران سے

تمہارے ناخن پا نے کیا ہے منفعل ایسا
اوٹھاتا سر نہین گردون پہ ماہ نو گریبان سے

۲۳۵

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باغ جہان سے وہ بزم آہ کدہر اوٹہہ گئی		ستے جو اجبا ہم دستہ گل کی روش
برق سے چمکی اودہر آگ جدہر اوٹہہ گئی		کیا ہون اوس شوخ کی تابش گلگون ناز
تہا جو ترا محتسب اوسکو خطر اوٹہہ گئی		دختر رز ہے کہان دیکہہ لے محفل مین تو
کہ جسکو دیکہہ کے عالم نے زہر کہایا ہے	ولہ	یہہ عالم اوس کے خط سبز نے کہایا ہے
کون پہر تجہسے دل اے دشمن جانی مانگے	ولہ	مار کر چاہ زنخدان مین گرا دی ہے زلف
بت نوخط سے دلا میری زبانی مانگے		بہر ہے منہ یہ تو قاصد کے وہ کیا خط کا جواب

آشنا کچہ زخار سخن سے ہین نصیر
ہم سے ہے کوئی در مضمون و معانی مانگے

ترے کچہہ گانٹہہ گرہ مین ہو تو سودا ٹہرے		دل کا کیا مول بہلا زلف چلیپا ٹہرے
آج اک بات مین تم رشک مسیحا ٹہرے		جنبش لب یہہ قیامت ہے کہ جی اوٹہے ہم
چہیڑنے کا مرے پہر آپ ذرا دیکہین گے	ولہ	دل یہہ کہتا ہے کہ مت یاد بتان لاو
جب تلک بیٹہا رہا ہرگز نہ سرکی چاندنی	ولہ	نکہت بیٹہا جو وہ مہ اپنے گہر کی چاندنی
تا نگہ کو رشتہ ہے چاک قنات سے	ولہ	در پردہ آنکہہ یار سے لڑتی ہے رات سے
ٹپکے عرق جو رخ گل سے تر ن اوگے		سایہ سے قد یار کے منہ چہپا اوگے
نرگس مری مزار پر گر جان سن اوگے		نستہ ہون تیرے چشم کا مین کچہہ نہ شب
کیو [illegible] اپنے لالہ خون مین لفن اوگے		قاتل نے اس شہید کا خون جہان گرا
سنبل مجہے یقین ہے شکن در شکن اوگے		گلشن مین تیرے عکس فکن گر کبہو ہو زلف

[illegible]

ساحت باغ کی ال جعد تک گل سی کاڈی | | مسافر شب کو رستہ خواہش منزل سی کاڈی
صفائی دل کہون تیغ نگاہ چشم لیلی کی | | دل مجنون کو جیاک پردہ محمل سی کاڈہے

سدا رہتی ہی آغشتہ بخون قاتل تری چوکہٹ | وله | لگی ہی اوس مین شاید تختہ قصاب کی لکڑی
بندہا ہی شوخ کے لب کا تصور عہد پیری مین | | بجای مجہکو پکہنا ہاتہہ مین عناب کی لکڑی
ڈرے ہرگز نہ ترک چشم وہ مژگان کا کٹ کہلے | | جو دیکہے پہکتے میرے دل بیتاب کی لکڑی

جیا جام آتش سے ساقی کہ گہٹا اوٹہی ہے | وله | برق ہی سرپہ سحاب لیکے پٹا اوٹہی ہے
سوج وہ دست شعلہ نہین بن جوگن شمع | | عشق پروانہ مین یہہ کہول جٹا اوٹہی ہے
تہے جو رنجور غم عشق اونہین پہر شفا | | گرد دامن کی ترے خاک جٹا اوٹہی ہے

بمقراض جادہ دامن صحرا کتر گئی | وله | اک تازہ گل بہہ دشمن صحرا کتر گئی
تقدیر اون طیور کی پرآہ زیر دام | | تہے جو کہ داستان زن صحرا کتر گئی
سبزہ سے آبجو سے قباے زمردی | | کیا پہر پوشش تن صحرا کتر گئی

بعشق سیمبران جیلکے گرمو تن مٹی | ق | تو بن سکے بوتہ زرگر ہو شعلہ زن مٹی
بسان وفات ترے کشتگان چشم کو دیکہہ | | بنے ہے دست کلالون سے یہان ہرن مٹی
اضطرابہ صانع قدرت کی دستکاری کو | | ہزار رنگ کی صورت کئے ہے بن مٹی

نفخت فیہ نے جان اوس مین ڈالدی ہے دیکہہ
رکہی تہی ورنہ کہان طاقت سخن مٹی

اضطرابہ زیب مکان رونق نگین سی ہے | | فروغ خانہ انگشتری نگین سی ہے

اس بحر مین اک اور غزل پڑہکے نصیر آج
پیدا گہر معنی تہ دار کرین گے

دل کرکے تری روز ہم اشکون سے گلگون
صحنخانہ تمہارے لئے تیار کرین گے

[illegible] اس دیدۂ مشتاق مین یکبار کرین گے

[illegible] مہر و ماہ کو [illegible] ہم جلوہ گہ [illegible] کرین گے

کو آئے ترے چہرۂ روشن کے مقابل [illegible] کرین گے

آئینہ کو وہ صورت دیوار کرین گے

سوچے ہے بنانا مرقع [illegible] صافی کہ روز

اس چشم مین ہم وصل دل زار کرین گے
بیمار کو بس ہم بیمار کرین گے

ہم نے وہ قیامت [illegible]
بس زخم جگر والب اظہار کرین گے

دندان [illegible]
کیا [illegible]

[illegible]

پہیری ہی جنس ناقص یکبہ کر ہر اک نصیر
اس متاع دل کا دیکھین کس طرح سودا بنے

جدا دیکھو نہ مینائے فلک کے ساغر کو سینہ سے
کہ ہی ای میکشان نسبت مہ نو کو سینہ سے

وہ ہی محو تماشا عالم مستی مین ہی ساقی
جلاتا ہے لگا کر بادۂ احمر کو سینہ سے

نہین ابر تنک مین ہی شفق آلودہ ماہ نو
فلک بہونچی ہی اپنی خونچکان نشتر کو سینہ سے

دل تسکین خوبان شرم ہوتے کس نے دیکھا ہے
غلط فہمی ہی گر تشبیہ دین پتھر کو سینہ سے

نہین ہستی کی حاجت اس حریم کعبہ کو ہمدم
کہ دایم ربط ہی داغ دل مضطر کو سینہ سے

مونڈا کر ریش کو ای شیخ بوسہ دیکے اڑ گلے
سہ رشتۂ الفت نہین لاغر کو سینہ سے

تجہے کیا قدر ہی تشبیہ مین اپنے ریختہ کی
جدا رکہتا ہی ورنہ کون سیب تر کو سینہ سے

ملایم ہو کے دل کہو تو زنگ آئینہ دل کا
کہ رہتا ہے ہمیشہ کام صیقل گر کو سینہ سے

نصیر اوس سے لڑا اون آنکھ کس صورت سے در پردہ
گرہ ہی بند وہ بے دید چاک در کو سینہ سے

ہم شوخی چشم اوسکی جو اظہار کرین گے
سنکر وہین رم آہوئے تاتار کرین گے

وابستۂ کاکل یہ دل زار کرین گے
کعبہ کو سیہ پوش ہم اے یار کرین گے

کچھ اندنون بیڈھب نظر آتا ہی مجھے رنگ
کیا جانئے کیا دیدۂ خونبار کرین گے

جبتک کوئی گل ہوگا نہ صیاد قفس مین
مرغان چمن بند نہ منقار کرین گے

تو مانع رفتار نہو آبلہ پائی
دیدے مین ترے سوزن خار کرین گے

[illegible]

وہ مرا چاک جگر ہے کہ دم بخیہ گری — چشم سوزن صفت دیدۂ گریاں ہنجائے

گرم رو وادیٔ مجنوں میں جو ہو ہرن اموسی — شجر طور ہر اک خار مغیلاں ہنجائے

لب پاں خوردہ سی وہ کیوں نہ دہن کا حلقہ — رشک انگشتری لعل بدخشاں ہنجائے

شوق خط یار مخطط سی ترے کیا ہے عجیب — ہندوی زلف اگر حافظ قرآں ہنجائے

صبح اوٹھا دے تری گر رخ روشن سی نقاب — چشم خورشید کی آئینہ حیراں ہنجائے

میں وہ مجنوں ہوں کہ صحرا میں برنگ سوزن — خار پا کھینچے مژگان غزالاں ہنجائے

نالۂ مرغ گرفتار اثر رکھتا ہے — کیوں نہ ہر چاک قفس دیدۂ گریاں ہنجائے

تاب رخ سے ترے دریا میں تعجب کیا ہے — یہہ بہنور گر گل خورشید گلستاں ہنجائے

ناتواں وہ ہوں میں دیوانہ کہ ہنگام خرام — دستگیری محض خار بیاباں ہنجائے

چشم جاناں کا تصور جو کہوں تو انصیلو — کف افسوس مری خنجر مژگاں ہنجائے

دل پر داغ کو میرے بچھوڑا چشم گلرو نے — تعجب ہے کہ چیتے کو کیا ہے صید آہو نے

پس از مردن بہی یہ حسرت رہیگی حشر تک مجہکو — نکہا یا استخواں تن مرا تیرے سگ کو نے

سہ گل پر چمن میں صبحدم برپا کیا فتنہ — نکل کر اے صبا کسکی قبا سی عطر کی بو نے

دل آشفتہ کو میرے عبث الجہیں کہائی ہیں — تمہارے زلف عنبر بار کے ہر حلقہ مو نے

ترپا تا تہہ حسرت سے ملے ہوتے قمر طلعت — دکہائی ہے جہلک یہ نور تن کی تیرے بازو نے

اوٹہا یا تا تہہ کیا شوق ستم سے ای بت نوخط — شکستہ لوح تربت کو ہمارے کر دیا تو نے

مہ نو اپنی رکہہ بالا طاق آسماں شیخی — کہ تجہکو زیر تیغ اوس شوخ کے رکہا ہی ابرو نے

[illegible]

گلے مین وہ ترے چھپا گلی ہے سو نہکی
کہ جسکو دیکھہ کے سورج کی ہو کرن مٹی

ہماری خاک پہ ڈالے نہ کیون وہ سایۂ زلف
کہ جاتا ہے سدا مار راہزن مٹی

زبان تیشہ کہے ہی کہ جان شیرین سے
پہاڑ مین ترے لائی ہے کوہکن مٹی

ترے مریض کو غش آگیا ہے چل تو ہی
سونگہا رہے ہین اوسے ملکے مرد و زن مٹی

حضور خاک شفا کیا ہو قدر آب حیات
یہہ سجدہ گاہ خلائق کئے ہے بن مٹی

قصیر کرتے ہین مٹی مین اسلئے کفنی
کہ ہوگا بعد فنا ایکدن یہہ تن مٹی

وہ سیمتن سے کیا خاک ہون ربون قسمت
جو لون بہی ہاتہہ مین سونا تو جای بن مٹی

ہوے ہین دفن جو کشتے سفید پوشون کے
کریگی اونکا نہ میلا کبہی کفن مٹی

کسی نے کچہہ تو چرایا ہے رشک مریم
جو شسبکو ڈالتے ہین اہل انجمن مٹی

کمہار کیون نہ بنائین بہت مٹی کا
دکہاتی اپنا ہے لڑکون کو بانکپن مٹی

نظر لگے تجہے کیونکر کہ دل جلا دی ہو
اوٹہالے شیر کے پاؤن کی آدمن مٹی

تری دہن کی مسی کا ذقن پہ کیون نہو عکس
کنوی کی لگتی کنوی کو ہے جان من مٹی

جو یاد چشم مین تیری ہوی مین اون کی منو
نہ ہے ہی دست کا لالان سہی بیابان ہرن مٹی

کبہی تو رو یہہ اوسکا مزار ہے ظالم
ہوا تہا عشق مین تیری جو خستہ تن مٹی

سمجہہ نہ شمع اسے تو بشمعدان گلی
ہے اوسکے دہر پہ انگشت زن زمین مٹی

تصنیف صانع قدرت کی دستکاری
ہزار رنگ کی دولت کئے ہین بن مٹی

تفضّت فیلسے نے جان اسیمن لدی ہے دیکہہ
کہی نہتی ورنہ کہان طاقت سخن مٹی

قطعات طبع دیوان

ترے روے عرق آلودہ پہ گر دیکھے زلف	جا ٹھنے اوس پہ پہر باغ مین کالا نکلے
رشک آتا ہے مجہے دیکھہ کے آئینہ کو	کاش یہہ گہر سے ترا گہورنیوالا نکلے
شب مرے حلقۂ آغوش مین آنا ای یار	مرنہ تجہسا کوئی نکلے نہ یہہ ہالا نکلے
مین ترا دست حنائی کا نگارا ہون شہید	کیا عجب ہے جو مری خاک سے لالا نکلے
رخ روشن کو ترے پہنچی ہی کب بفلاک	بنکے مکڑے کا نہ کیون انکو جالا نکلے
لخت دل چشم سے بے گریہ نکلتے نہ کبہی	غرق دریا تہے جو پانی نے اوچہالا نکلے
خانۂ چشم جو ہے سو یہہ نزدلی ہے مکان (ق)	اسکا ممکن نہین کر کوئی قبالا نکلے
ہے تعلل اشک اس مین رہی کیا کہ نہین دوبیر	مردمان کیون نہ تمہارا یہہ نکالا نکلے
لشکر خار اگر بر سر رخسارش کبہی (ق)	لیکے وادی جنون خیز مین بہالا نکلے
اوسکے پہر چشم نمائی کو تری مجنون کا	لیلے ناقہ نشین پاؤن کا چہالا نکلے
گر مرا سرو روان گہر سے پیے بادہ کشی	میگساران زمانہ سے نرالا نکلے

غنچہ مینا پہ لعل کیا ہو گلستان مین نصیر
گل بہی لیکر نکہت شاخ پیالا نکلے

قطعہ تاریخ وفات حضرت شاہ نصیر دہلوی مرحوم از شاہ نجم الدین فرزند شاہ صاحب

حیف صد حیف امام شعرا شاہ نصیر	عازم خلد برین گشت ازین دار محن
بہر تاریخ وفاتش بحروف منقوط	ہاتفے گرد ندا خسرو ارباب سخن

۱۲۵۴

ایضاً قطعہ تاریخ از شاہ بہاء الدین پسر نبیرہ شاہ صاحب

قطعہ تاریخ از افکار ابکار شاعر ... دقائق و حقائق سخن استاد فن فخر خاندان والا جاہی مشہور ... از ماہ تا ماہی سالک طریق ظہوری و کلیم جناب نواب محی الدین حسین خان تسنیم ...

مہر تہا بر سر کاوش جو وہ مژگان ملتین
پہر گیا مثل نظر وہ بت بدکیش الہی
اوس کے دندان کا تصور نہ بندہا چشم مین
تیغ ابرو نہ ادہر تو نے علم کی ورنہ
گر لچک دیکھتے اس تیری کمر کی جیتے
کاش تیرے لب پان خوردہ کے الفت مین ہم
یہہ ہی امید تہی ہمکو کہ جون شمس و قمر
دل بیتاب کو پہر اپنے تسلی ہوتی

ق

ورق ارض و سما زیر و زبر ہو جاتے
کاش کہ ہم ہدف تیر نظر ہو جاتے
ورنہ آنسو یہہ مرے صاف گہر ہو جاتے
داغ دل جتنے تہے اک لخت جگر ہو جاتے
تو میان پہر و مین قربان کمر ہو جاتے
ہنستے ہنستے ہی ہم مثل شرر ہو جاتے
روز ہم شام کو یاد قت سحر ہو جاتے
چلتے پہرتے جو ذرا آج ادہر ہو جاتے

صبح دریا مین کبہی منہ کو جو دہوتی وہ نصایر
تو برنگ گل خورشید بہنور ہو جاتے

جبکہ ابرو یہہ ترا قتل کو تلوار بنے
برق اور ابر کا پہر کون طلبگار بنے
دیکہہ مت جو یہہ مرا مانع دیدار بنے
آنکہین عشاق کے تلوون سے ستمگر مت مل
زلف سے کیا ترے سودا ہو متاع دل کا
خاکسارونکو نہین ہی ہوس اوج فلک
شیشہ گر قابل مینای حبابی ہون مین

کیون نہ پہر سر کو جہکاتے ہمین ایار بنے
شعلہ جب رخ ہو ترا زلف دہوان ہار بنے
آئینہ سد سکندر یہہ کہین یار بنے
گل نرگس کے عوض اسکا بہی اک ہار بنے
دام ہون اسکی گرہ مین تو خریدار بنے
ہمنے دیکہا یہہ نہین ریت کی دیوار بنے
دم مین گر گر کے یہہ سو بار تو سو بار بنے

۲۴۱

چشم تر نزرات رو کیونکر کر رسوا رہگئی
کہل گیا راز محبت بات اب کیا رہگئی

دل مین اپنے خواہش سیر تماشا رہگئی
ہم ہے دنیا سے یارو ہمسے دنیا رہگئی

جب متاع دل کا سودا خط سے زلف کش ہوگیا
نیکے تب بنا سامنہ زلف چلیپا رہگئی

قامت موزون و کمر تیری جو دیکھے سرو ناز
ہوش قمری کے اوڑے پرواز عنقا رہگئی

دامن یوسف عزیزو جبکہ چھوٹا ہاتھ سے
عاقبت سر در گریبان پھر زلیخا رہگئی

دخت رز کو مین تو اے واعظ لگا تا منہ تھا
خود گلے پڑتی ہی اسکو جسنے تاکا رہگئی

کوی جاناکی ہوس مین دل تو رخصت ہوگیا
تو بھی جا جان حزین کیون تن مین تنہا رہگئی

چشم مست ساقی خمخانہ وحدت کو دیکھ
یہ ہوا بیخود نماز اہل تقوی رہگئی

دست و پا قاتل کے دیکھے سرخ خون سے جبکہ سرخ
ہاتھ ہی ملتی حنا با صد تمنا رہگئی

خون ہوا تو عشق مین دل پر نہ آنکھون سے بہا
حیف ہے بنکر تری صورت ہیولا رہگئی

ایک جا ہوتے نہ مقید کب ہین وارستہ مزاج
نکہت گل کو کہین ہمنے نہ دیکھا رہگئی

چمکے جب گالونکے جہمکے شمسکو بیہوش ترے
کوتنی حسرت سی چہاتی پھر ثریا رہگئی

ہمسے ابروے اشارے کب ہمہ کرتی ہین بتان
دوستی بالاے طاق اوکی خدایا رہگئی

خال رخ سے اوسکے ہمچشمی نہ کی اچہا کیا
آج تیرے برج مین شیخی کہنیا رہگئی

تیغ ابرو نے تری مارا جبے سکو دار پر
پھر تو تہر تہر کانپتے ہی موج دریا رہگئی

بے تمنا جو لب ساغر کے بوسون کی مدام
گردن مینا جہکی اسے بادہ پیما رہگئی

کون کوتہ آستین آیا چمن کی سیر کو
ہاتھ شاخ گل ہم آغوشی کو پہیلا رہگئی

[illegible]

گلے مین وہ ترے چمپا کلی ہی سو نہکی
کہ جسکو دیکہہ کے سورج کی ہو کرن مٹی

ہماری خاک پہ ڈالے نہ کیون وہ سایہ زلف
کہ چاٹتا ہے سدا مار زا ہرن مٹی

زبان تیشہ سے کہتی ہی کہ جان شیرین سے
پہاڑ مین ترے لائی ہے کوہکن مٹی

ترے مریض کو غش آگیا ہے چل تو ہی
سونگہا رہے ہین اوسے ملکے مردوان مٹی

حضور خاک شفا کیا ہو قدر آب حیات
یہہ سجدہ گاہ خلائق کے ہے بن مٹی

فقیر کرتے ہین مٹی مین اسلئے کفنی
کہ ہوگا بعد فنا ایکدن یہہ تن مٹی

وہ سیمتن سے ملے کیا خاک ہون زبون قسمت
جو لون ہی ہاتہہ مین سونا تو جاوی بن مٹی

ہوے ہین دفن جو کشتے سفید پوشون کے
کرینگی اونکا نہ میلا کبھی کفن مٹی

کسی سے کچہہ تو جو رایا ہے رشک مہ تیرا
جو شبکو ڈالتے ہین اہل انجمن مٹی

کمہار کیون نہ بنائین بہت مٹی کا
دکھاتی اپنا ہے لڑکون کو بانکپن مٹی

نظر لگے تجھے کیونکر کہ دل جلا دی ہے
اوٹھا کے غیر کے پاؤن کی آدمن مٹی

تری دہن کی مسی کا ذوقن پہ کیون نہو عکس
کسوی کی لگتی کسوی کو ہے جان من مٹی

جو یاد چشم مین تیری ہوی ہین اون کا مہو
بنے ہی دست کا امان ہی بیابان ہرن مٹی

ق

کبھی تو رو یہ اوسکا مزار ہے ظالم
ہوا تہا عشق مین تیری جو خستہ تن مٹی

سمجھ نہ شمع اسے تو شمعدان گلی
ست اوسکے دہر پہ انگشت زن ہی مٹی

تصلیو صانع قدرت کی دستکاری تھی
ہزار رنگ کی مورت گئے ہین بن مٹی

نفخت فیہ سے جان حسین لدی ہی دیکھو
کہ ہتی ورنہ کہان طاقت سخن مٹی

[illegible]

قطعات طبع دیوان

ترسے روے عرق آلودہ پہ گر دیکہے زلف
جا ٹہنے اوس پہ پہر باغ مین کالے نکلے

رشک آتا ہے مجہے دیکہہ کے آئینہ کو
کاش یہہ گہر سے ترا گہورنیوالا نکلے

شب مرے حلقۂ آغوش مین آنا ای یار
مہ نہ تجہسا کوئی نکلے نہ یہہ ہالا نکلے

مین ترا دست حنائی کا نگا ہون شہید
کیا عجب ہے جو مری خاک سے لالا نکلے

رخ روشن کو ترے پہنچی ہی کب تب لفلاک
بنکے مکڑے کا نہ کیون انکو جالا نکلے

لخت دل چشم سے بے گریہ نکلتے نہ کبہی
غرق دریا تہے جو پانی نے اوچہالا نکلے

ق

خانۂ چشم جو ہے سو یہہ نزدلی ہے مکان
اسکا ممکن نہین کر کوئی قبالا نکلے

طفل اشک اس مین رہی کیا کہ نہین دیتا وزر
مردمان کیون نہ تمہارا یہہ نکالا نکلے

ق

لشکر خار اگر بر سر ریغاشش کہی
لیکے وادی جنون خیز مین بہالا نکلے

اوسکے پہر چشم نمائی کو تری مجنون کا
لیلے ناقہ نشین پاؤن کا چہالا نکلے

گر مرا سرو روان گہر سے پیے بادہ کشی
میگساران زمانہ سے نرالا نکلے

غنچہ مینا یہ لعل کیا ہو گلستان مین نصیر
گل بہی لیکر بکف شاخ پیالا نکلے

قطعہ تاریخ وفات حضرت شاہ نصیر دہلوی مرحوم از شاہ نجم الدین فرزند شاہ صاحب

حیف صد حیف امام شعرا شاہ نصیر
عازم خلد برین گشت ازین دار محن

بہر تاریخ وفاتش بحروف منقوط
ہاتفے کرد ندا خسرو ارباب سخن

۱۲۵۴

الیضاً قطعہ تاریخ از شاہ بہار الدین پسر نبیرہ شاہ صاحب

دل نے اسے تسنیم سال اوسکا کہا	مہر غربی سے یہہ دیوان نصیر

قطعہ تاریخ طبع از نتایج طبع شاعر نازک خیال سخنور دقیقہ سنج عالیجناب میر محمد علیخان رنج شاگرد رشید بلبل ہندوستان اوستاد ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک جناب نواب مرزا خان داغ دہلوی

زمانے سے اک آرزو جسکی تہی	چہپا اب وہ دیوان بفضل خدا
غضب کا ہے مضمون ہراک شعر مین	قیامت کی شوخی ستم کی ادا
زمین ست غزل کی ہراک سنگلاخ	یہ حصہ انہین کا تہا جو کچھہ کہا
کمال پیدا کیا دکہا کر گئے	کہان ایسے ہوتے ہین پیدا بہلا
جو پوچہو تو تہا خاص دلی طرز	دکن مین مگر ان کو لائی قضا
ہوئی رنج جب فکر تاریخ کی	فصاحت کا دفتر یہہ کہہ دیا

١٣١٤

الیضاً

کوئی کیا جانے اس کلام کی قدر	وہی جانیگا جو سخندان ہے
جو کوئی پوچہے تاریخ طبع کا سال	کہدے زبان سے انتخاب دیوان ہے

قطعہ تاریخ طبع نقاد خیالات بافضائل مآب باکمالات انتساب لوہی سید علی صاحب ...

طبع سے اس کے کیون نہ ہو دل شاد	سخن عشق ہے یہ سب انبار

سال تاریخ طبع لکہہ دے فکر
کلیات نصیر ہے ممتاز

١٣١٤

ایضاً

سخن شناس سخن سنج نکتہ دان سخن
... ز بہر طبع این دیوان نصیر ...

ایضاً

چو دیوان نصیر خوش بیان عصر
... طبع گشت ...

ایضاً

چو دیوان نصیر آمد بجلوت
... تاریخ ...

ایضاً

سخنوران ز بہار سخن بیافت فرحت
نوشتم عصر تاریخ انطباعش
... دیوان محبت ۱۳۱۴ھ

ایضاً

سخنوران قدیم ...
بود ... نصیر خوش مقال
سال آن از سر انصاف ...
... نادر و سحر حلال ۱۳۱۴

تقی میرزا تقی مطبوع بنمود ۶		سنش گفتم ریاض روح افزا ۱۳۱۴ھ
	ایضاً	
آن شہ نصیر شاعر خوش فکر دہلوی		در سلک نظم خوش گہر آبدار سفت
تاریخ طبع گشتن آن عصر زندہ دل		اشعار عاشقانہ بہار ابد بگفت ۱۳۱۴
	ایضاً	
بشہود آمدہ دیوان نصیر		قردہ با داہل سخن راقی الحال
فکر تاریخ نمودم سے فی الفور		دفتر شاعر ہند آمد ... ۱۳۱۴
	ایضاً	
وقتیکہ مرقع سخن عصر		شد طبع ... سید وزیر
رضوان تاریخ این چنین گفت		از ... نصیر ۱۳۱۴
	ایضاً	
عصر آن میرزا تقی نقی ۶		... رنگین اشعار
طبع دیوان شہ نصیر نمود		وہ چہ ... زین دربار
طبع تاریخ انطباعش گفت		... رنگین بہار ۱۳۱۴
	ا[یضاً]	
دیوان شہ نصیر چو گردید طبع عصر		... ریختہ اش ہست آسمان
تاریخ طبع آن خرد از من چنین بگفت		... عاشقانہ علامۂ جہان ۱۳۱۴

ایضاً

... طبع چو ...
... شاہ ...
عصر علامہ بگو ...
... ازل

قطعہ تاریخ طبع گوہر بار ممتاز
میدان فصاحت و شہسوار
عرصہ گاہ بلاغت عالیجناب
معلی القاب فخر الاماجد
مولانا مولوی محمد عبد الواحد صاحب
فرزند و شاگرد رشید استاد
کامل حضرت والد مرحوم

قطعہ تاریخ طبع از نتیجہ طبع
مورخ باکمال و شاعر خوشمذاق

قطعہ تاریخ از طبع وقاد جہان استاد استاد سلطان بلبل ہندوستان عالیجناب معلی القاب نواب ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک بہادر نواب مرزا خان داغ دہلوی شاگرد رشید خاقانی ہند محمد ابراہیم ذوق استاد صاحب دیوان

چھپا ہے آج یہہ دیوان اوس سخنور کا — کہ جسکی طبع سے ائی حرا داہل ہند
یہہ وہ کلام متین ہے یہہ وہ کلام فصیح — نہ کیونکر اسپہ ہے جسکے اعتقاد اہل ہند
یہہ باغ وہ ہے کہ جسکی بہار کے گلچین — ہمیشہ سے ہین دل شاد شاد اہل ہند
سخنوران زمانہ ہین متفق قایل — بالاتفاق اسی پہ ہے صاد اہل ہند
ہر ایک شعر اسکا ہے ادکے قابل — اسی کیواسطے زیبا ہے داد اہل ہند
نہ کیون ہو شہرہ مصنف کا غیر ملکون مین — کہ یادگار ہے یہہ وجہ یاد اہل ہند
فصاحت اور بلاغت یہ جدت مضمون — ازل کے روز سے ہین خانہ زاد اہل ہند
جو اہل فارس و اہل عرب اسے دیکھین — تو یہ کہین کہ ہے یکتا سواد اہل ہند
یہہ سال طبع کہا داغ دہلوی نے بہی — کلام استاد لنصیر اوستاد اہل ہند
۱۳۱۴ ہ

الله رے حسن بندش و لطف زبان صاف	بیشک ... ہے صغیر و کبیر کا
سب نگ ہنگ اسکے ہین ہن نقش کالحجر	کیون ... ہے نہ یہ شاہ و وزیر کا
مصراع سال طبع کہا یہ وقار نے	دیوان ہے دی کمال جناب نصیر کا ۱۳ ۱۴

قطعۂ تاریخ طبع مجمع کمالات عالیجناب حذاقت مآب حکیم میر نادر علیصاحب رعدؔ سند یافتہ سرکاری فرزند اوستادی میر کاظم علی خانصاحب شعلہؔ مرحوم خلف الصدق میر الشعرا میر احمد علیخان شہیدؔ مرحوم شاگرد رشید حضرت شاہ نصیر دہلوی

چو دیوان نصیر استاد جدم طبع شد از رعد	چہ دیوانے کہ شد رشک کلام میر و هم سودا
بود ورد زبان اہل دہلی مصرع سالش	ز سعی رعد شد مطبوع دیوان نصیر ما ۱۳ ۱۴

سے یہ دون کی تصحیح جناب رعد صاحب سے

تمام اہل مطابع کیلئے اعلان

یہ دیوان فصاحت بنیان ملک الشعراے جہان دفخر ہندوستان رشک سودا و میر
مرحوم حضرت شاہ نصیر دہلوی حسب ضابطہ رجسٹری ہوچکا ہے۔
کوئی صاحب بلا اجازت مشتہر قصد طبع نفرمائین بلکہ جسقدر نسخے مطلوب ہون
بارسال قیمت معین یعنے بحساب فی نسخہ (عہ) یکروپیہ ہشت آنہ حالی مقامات
ذیل سے طلب فرمائین۔

(۱) مطبع رحمانی واقع بارہ دری نواب سالار جنگ بہادر دام اقبالہ۔
(۲) حافظ کمپنی واقع چھتہ بازار۔
(۳) دوکان حاجی ملا سجاد حسین و ملا جعفر حسین صاحب تاجران کاغذ روبروے جامع مسجد
(۴) دوکان سید احمد صاحب برنجی واقع گلزار حوض۔
(۵) سید رستم علیصاحب تاجر کتب دوکان واقع کمان سالار جنگ۔

المشتہر

سید ہدایت عباس
(ساکن متصل ڈیوڑھی راجہ راؤ رنبھا حیدرآباد دکن)

LIBRARY
HYDERABAD-1

بعون خلاق جہان و تبایید ناظم کون و مکان

دیوان فارسی حضرت میر کاظم علیخان صاحب شعلہ فرزند حضرت میر جعفر احمد علیخان صاحب انصاف شہید [illegible] آبادی

نذر عشق

۱۳

باہتمام سید نوازش علی لمعہ فرزند و شاگرد حضرت مصنف مرحوم

در مطبع فخر نظامی واقع حیدرآباد دکن مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شعلهٔ طور معانی بحمد ناظمی درخشان هست که تسبیح و موزونی نظم عالم از غیر او بیرون از حد امکان و ازین سبب سابغ النعم بود دانش با دلهٔ قاطعه واضح البرهان و لمعهٔ نور ایمانی در نعت و مدحت آن مطلع خمسهٔ آل عبا و هر چهار صدر نشینان چار بالش اقتدا و اهتدا تابان هست که ساکنان رباعی جهان بطفیل شان خفی و جلی تخلص جویان و منقبت بے پایان آن بحور مرکبه صورت و معنی را شایان است که ذات واجب التولاے ایشان مسدس عالم را بمنزلهٔ ارکان ۔

اما بعد سید نوازش علی لمعه ابن حضرت میر کاظم علیخان صاحب شعاع فرزند حضرت میر احمد علیخان صاحب شهید دهلوی بخدمت جمیع سخن سنجان عرض پرداز هست که شاهد معنا علنی کلام بلاغت نظام حضرت قبله گاهم همچون حال عاشقان و زلف محبوبان متفرق و پریشان افتاده بود و پس نخواستم که این گنج شایگان را رایگان دهم فلهذا این عرائس ابکار افکار را بحلیهٔ طبع آراسته منظور نظر و مطبوع خاطر اهل نظر ساختم و نیز مناسب دانستم که برخی از حالات مصنف مرحوم پیشکش

ارباب معانی گردانم لہذا سطری چند مشعر برہمین معنی معہ احوال فرخندہ وجد سید حضرت میر احمد علیخان شہید از تاریخ دکن مصنفہ مولوی نصر اللہ خانصاحب خورجوی مرحوم نقل کردہ شد وہو ہذا

دیگر از نتایج طبع مخمور بادہ سخن جام کش خمخانہ ہر فن عزلت گیر از ارباب زمانہ دست کش از اصحاب روزگار رو پا در راز درکاشانہ عمری تلف کردہ درکلام از متوسلان قدیم سرکار عالی نظام منتسب بعالی خاندان مضاف بو الاد و دمان دہلوی الاصل میر انشار اللہ خان نسل قانع روزگار و اقدالافکار فقیری گوشہ نشین امیری ترک گزین دبیری خوش تحریر شاعری خوش تقریر در صنایع و بدایع فرید میر احمد علیخان شہید مدظلہ قصائد و غزل ہا ابیات اما بندہ ازان برای تفنن طبع دوستان وحظ ایشان خواہم نوشت لیکن پیش از شنیدن کلام سترگ این بزرگ حالش شنیدنی است وحسرت خوردنی زیراکہ الحال حالش مطابق این مقال است ــــ چون کمان حلقہ بکار یم باچندین ہنر ٭ زور بازو دست مارا بر قفا پیچیدہ است ٭ دانستنی است کہ این ستودہ صفات موسوی حسب و دہلوی موطن است از منصبداران قدیم شاہ ہند است درفن شعر و انشا بعروض وقافیہ وصنایع وبدایع بہرہ کافی وبعلوم عربیہ در رمل و امور مالی وملکی مہارت نامہ وخط وافی دارد و کیفیت حسب ونسب آن چنان می نگارند کہ مشار الیہ فرزند سید جعفر علیخان بہادر ملک خواص نشین و جاگیردار موضع نرائنہ است وجد پدر سید جعفر علیخان بہادر سید نوازش علیخان بہادر منصبدار وجدہ اش شمس النسا بیگم دختر نواب سربلند خان بہادر دلاور جنگ مبارز الدولہ مبارز الملک صوبہ دار گجرات و

بزرگ زاده بوده وجد مادر مشار الیه سید صلابت خان بهادر صلابت جنگ عرف مرزا خانی نبیرهٔ نواب سعادت خان بهادر ذوالفقار جنگ محمد شاهی است و دختر ذوالفقار جنگ محل محمد شاه و مادر احمد شاه المخاطبه بنواب صاحبه محل بود و چونکه نواب ذوالفقار جنگ جد نواسهٔ احمد شاه بود در عهد سلطنت احمد شاه بخدمت امیر الامرائی یعنی میر بخشی گری سرفراز و مخاطب بنانا بابا شد پنجاه سال میگذرد که میر احمد علیخان شهید وارد حیدراباد گشته منصبدار و مقرب حضرت غفران منزل بود و بشجاعت و خطاب میر الشعرا ممتاز و الحال هم بدستور بعهدهٔ منصبداری سرفراز اشعار در فارسی و اردو هر دو خوش میگوید اگرچه پیر است اما عشق جوانانه دارد از اوست

غزل

ساقیا معجزهٔ حضرت موسی داری ساغر باده بکف چون ید بیضا داری
ایدل اندیشهٔ آن زلف چلیپا داری در سر خویش ندانم که چه سودا داری
ایدل از داغ چو طاوس تماشا داری نه سر باغ نه اندیشهٔ صحرا داری
نعل و میخ است ز کفش تو هلال و انجم آسمان دگری زیر کف پا داری
غمزه و عشوه و انداز و ادا و آنی چشم بد دور که در خود همه یکجا داری
دل من شاد که چون تو گل رعنا دارم وقت تو خوش که چو من بلبل شیدا داری
تا ز لب حرف زنی مردهٔ صد ساله زید کن مرا زنده که اعجاز مسیحا داری
بسراغ کمرش هست نشانت ایدل گوشه گیری بجهان شهرت عنقا داری
لب اظهار تو چون غنچه نه از هم وا شد ایدل غمزده آخر چه تمنا داری
نظر آنجا که فتد بنگرد و در چشم همچو آئینه چه دلچسپ سراپا داری

کم ز فردای قیامت نبود فردایت
که بفردا متعلق پس فردا داری

دل صد پاره ام البته گلوگیر تو شد
نه حمایل بگلو از گل حمرا داری

بخیه کردی دل مجروح مرا از مژگان
هنرت به که بکف سوزن عیسا داری

روی تو روشن و آویزه دُر در گوشت
جلوه حسن مه و عقد ثریا داری

ای شهید از می عشق است ترا مدهوشی
نه غم دین و نه اندیشه دنیا داری

باقی حال این مدهوش نشئه عشق بر همه برنا و پیر این بلده دلپذیر روشن تر از مهر منیر است و شهره عند السلطان والوزیر است آنکه پسری عزیز الوجود دارد که جامع صفات حمیده و محمود بعلوم پسندیده است **میر کاظم علیخان** نام نامی دارد منصبدار است متخلص بشعله تا مدت پنجسال بمدرسه دار العلوم سرکار آصفجاهی کسب فنون بکتب متداوله فارسی و عربی نموده پیش ممتحنان امتحان داده بدست خاص سرکار عالی اعنی امیر روشن تدبیر خورشید رکاب فلک جناب نواب مختار الملک بهادر دام الله فیضانهم لیاقت نامه حاصل کرده سند کامل گرفت در عربی نحو و صرف خوانده و در انگریزی انقدر را جرای کار ضروری فائده برداشت و هم در محاوره نظم و نثر فارسی و عروض و قافیه حصه کافیه بدست آورده اول در محکمه اجرائی اعمال جناب فیضمآب غربا پرور و قدر دان ارباب فنون نواب مرزا علی محمد خان بهادر شوستری المخاطب به **معتمد الدوله بهادر** دام فیضهم مقرر بوده زله ربای انعام ایشان ماند بعد چندی بملازمان محکمه فوجداری منسلک شد الخ صفحه ۲ جای دیگر در صفحه ۲۰۶ مینوسد

میر کاظم علیخان صاحب منصبدار المتخلص بشعله ابن میر احمد علیخان بهادر
شهید دهلوی خلف سید جعفر علیخان مرحوم مرد قابل د
شعرگوی در اردو و فارسی صاحب استعداد کامل و هم بعبارت نویسی عربی
و انگریزی بهره کافی دارند کتابی عجیب و غریب مسمی بزبده مختار جاهی بطرزیکه
از هر فقره اش تاریخ مسترد شدن ملک برار می بر آید تصنیف کرده است
و مملو است بتوصیف نظم و نسق نواب والا جاه که گوشش رسیده عالم
است و ضخامت آن کتاب مثل گلستان سعدی است هر اهل علم را بملاحظه
اش واضح میگردد که آن عزیز در تصنیف آن کتاب چها خون جگر خورده است
اما افسوس هزار افسوس که هنوز کسی از مقربان سرکار دولت آن را بملاحظه
علیا نه برده است ورنه بالضرور بقدردانی آن وحید العصر محروم از صله
نمی ماند و ذات مقدس آن یگانه روزگار این محروم را بصله قدردانی
میرساند چه دست کرم آن فرید الدهر فقط ملنگی دانان را بهزار هزار روپیه
ماهوار نواخته است جز شومی طالع چه گفته آید که لطیفه جامعه السنه انگریزی
و عربی و فارسی و اردو را محروم ساخته الخ صفحه ۲۰ هر که زاید ازین
میخواهد به اصل کتاب رجوع آرد بخوف طوالت همین قدر نقل
کرده شد و نیز مفصل حالات اجداد مصنف مرحوم به کتب تواریخ
معتبره مثل ماثر الامرا وغیره مرقوم است دیگر اینکه میلاد این بزرگوار
بتاریخ هفدهم شهر رجب سنه ۱۲۵۲ هه و وفاتش بستم شهر جمادی الاخری سنه ۱۳۲۰

چنانچه تاریخ انتقال از من هیچمدان این است

قبله گاهم چو حضرت شعله
رفت سوی جنان ازین عالم

بستم و روز جمعه وقت ظهر
بُد ز ماه جمادی دوم

سوخت از شعلهٔ غم و اندوه
خرمن صبر ما ازین ماتم

سر آهی کشید و لمعه بگفت
ز سرم رفت سایهٔ پدرم

سنه ۱۳۰۸ هجری

چکیدهٔ قلم بدیع رقم علامهٔ زمان شاعر معجز بیان ادیب کامل
وافضل الافاضل آقائی و استادی حضرت آقا سید علی صاحب شوشتری
مدظله العالی

بسم الله الرحمن الرحیم

ابتداء القول عقیب البسمله — بحمد ربی ابداً والشکر له
ثم الصلوة بسلام ظاهر — علی النبی صاحب المفاخر
وآله بحور الزواخر — رواجز الفضل لقول فاخر

وبعد چون سید جید عطارد رقم مشتری خیم میر کاظم علیخان متخلص بشعله را فروختگی چندان بوده که بروشنائی آن کتاب تاریخی که از هر فقره اش اعداد سنه بر می آید تحریر فرموده چون تادیهٔ معانی و بیان واقعات را بالفاظ تاریخیه خیال کرده اشهد بالله رنج وافر برده و کمال کرده از آن آتش فشانی زبانش و شررانداری بیانش مصدق تخلص او که شعله است توان فهمید و بکمال سوختگی طبع وقاد و ذهن نقادش ذهن ناقد بصیر

توان رسید - دیوانش که درا و اشعار را راسته گفته براستی توان گفت که در شگفته
وبراه فصاحت رفته وهر زمین شعر را برای سکنی پاکیزه رفته است فارس
میدان فارسی ودر عربی باعرابه و درآفت و انداز اردوی معلی ملیح الخطابه وجمیل
الاصابه است چون اشاعه نتایج افکار زباندانان تازی و دری که در آسمان
بلاغت هریکی کوکبی دری انداز برای تذکرهٔ متاخرین وتبصرهٔ متاخرین بسیار
مفید حال اهل روزگار است تا دانسته باشند که قبل از اشاعه این مدارس جدیده
که محصل علم شان جهل است ومثل شان بعد از خروج از مدرسه و دخول در بیر
گل ولای اشکال کمثل الحمار فی الوحل است چقدر مردمان صاحب کمال زباندانی
را بپایه اکمال رسانیده اند و فرس همت ازین حصار تقاعد جهانیده اند اکنون
که دفاتر و مخاطبات و مکاتبات را قناعت با رد ونموده اند و تقاعد از تحصیل علوم را
بجهه نشابه والقواعد من النسآء الاتی لا یرجون نکاحاً بزبان زباندانان
نادان خود ستوده اند معلوم خواهد شد که عنقریب این زبان اردوی شعر بغیر که
که همه وقتی برای مخاطبات عمله و فعله سفله و اکره از معرفه ونکره بوده اکنون در
خرابی افتد که هرکسی رحم الله النباش الاول گوید که از عموم جهل بخصوص هندیان
وهندوستانیان راه انعزال از انسلاک در آدمیان پوید و با وحوش همراز و با طیور هم
آواز گردد آنوقت خود را طوطی شکر شکنی داند واین خرابی را از تقلیب وضع تعلیم خط دکن خواند
که با وجود صرف لکها مال سرکار نظام ادام الله ایامه و ظلاله الی یوم القیام در بلده وبلوک
برای هر غنی ومفلوک وباوجود آن سعی واهتمام وتشریف آوری خود بدولت ولی نعمت وابدال

انعام تحصیل شان اردوی مغلوطی است و کلام ہندیان نظام نامربوطی زیرا که غیر از
انگریزی دانی ثمری برین همه مدارس و قصه خوانی ها مترتب نمی شود اگرچه هر ذی
شعور را این معنی معلوم است و پیش ہر نافہم این بنی مفہوم است که مراد اصلی تعلیم
زبان انگریزی است و باقی السنه متنوعه تبعاً زیرا که در حکومت تبعه تتبعه اند از قبیل
التزام ما لا یلزم بر خود لازم و منحتم دانسته اند و طریقه تشابه و اشتباه کل صوری
از محسنات بدیعیه پنداشته ع گیرم که مارچوبه کنند تن بشکل مار * کو زهر بهر دشمن و
کو مهره بهر دوست ؛ البته بهتر همان بود که برای صلاح در کفاح این اهل دکن
زبان انگریزی بدانند بطور تکمیل این زبان را بنویسند - و بخوانند اما نه مثل کلیه منحصر
بفرد دانسته السنه خود را هم فراموش نمایند و جام زهر مخالف داده را بکمال موافقت نوش
فرمایند در هر زبانی علومی و فنونی است و اسلامیان را در تازی و دری برای جمیع علوم
از حکمت بشعب سته و فقه و مذاهب اربعه و صنایع و بدایع در اقالیم سبع لغات
و اصطلاحات و هزل و مجونی است که بغیر از آن زبان بزبان دیگر نتوان آورد و گوهر
تحصیل را از میدان بغیر دانستن آن زبان نتوان برد مثلاً اصطلاحات حکمت طبیعی
هزارها نام موضع دارد که در جای دیگر ممنوع است و این وضع از دیگر زبانها مدفوع
و همچنین در هندسه و اشکال و در طب و اعمال در فقه و افعال و احوال و در معاش
و معاد در حال و استقبال چندان اسامی ضروریه برای دانستن آن علوم هست
که بعدد مفاصل و عروق و شرائین و عضلات و اعضا و جوارح و اعصاب و لحوم
و جلود و شراسیف و معاد طبقات دماغیه و عینیه و شحوم و اغشیه و اوتار و قصبات

وعظام و غدد و دطغطغه وغیر ہذہ ہزارہا نام در عربی برای طبیب تنہا واجب النفایم است
ہمچنین دانستن شصت علم کہ در کتب طبیہ برای معالج واجب التفہیم و تفہم این فقط
در علم ابدان است وقس علی ہذا سائر العلوم من الادیان وغیرہا پس چہ فایدہ در فراموش
کردن زبانہاے خود کہ در آنہا کتابہای در علوم بافائدہ با عائدہ است و اکنون
نزد جہال در کلام منفی از قبیل بای زائدہ بصرنا اللہ بعیوب انفسنا واتباع
اعلمنا وافقہنا وانفسنا در تقریظ دیوان شعلہ کمیت قلم سرکشی نمود و لجام
را از اختیارم در ربود اعوذ باللہ مما طغی بہ القلم وسعی الیہا شیئاً
علی الراس لا بالقدم ؎ کجا بودم اکنون فتادم کجا * بہتر اینکہ این کمیت
اعز اجل را ملجم سازم و این صعب ہتوف را مزمم ہر کسے فوائد ذاتیہ و نوعیہ خود را
بہتر میداند * و فہمیدن بتواند * الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی
معاذیرہ مقصود این است کہ کمالات را تحصیل لازم است و انسان را تکمیل
نفس منحتم * و ہر قومی را بما تستقیم بہ معادہم و معاشہم و یستصلح
بہ اساسہم و یاسہم جانب داری اصل خود برای فرع و نسل خود بحکم
عقل در ابقای نوع واجب الاستمساک است * و از تاختن بطریق جہل واجب
الامساک * اگر اتحاد من جمیع الوجوہ با یک اہل زبان ملحوظ نظر باشد از فوایدِ خود ہا
باز مانند * و اقامہ حجج و براہین نتوانند * پس ہمان بہ کہ ہما امکن خود را و نیز بر دیات
و اصلاحاتیکہ ہمیشہ بر آن گذرانیدہ اند - بگذرانند و چیزی را کہ دانستنش
از لوازم باشد بدانند در اصطلاحات شعری صرف زبان دانی نثر است و این ہم

خود یک ہنر است و در ہنر بانی ہزار ہا فوائد است برای گرسنگان لقمہ نانی
پیچیدہ ہزار ہا موایدہ مارا از تقریظ انسانی بجز حصول تنسیق بیانی و توثیق
تبیانی نیست این ہم امرے فہیدنی است پس مراد از اشاعۂ این دواوین
غایہ و ثمر ورست دانستن قوانین از اہل آنزبان از اساطیر و اساطین است
و الحکمہ ضالہ المومن یطلبہا حیث یشاء فاطلبوا العلم و لو بالصین

کتب ذلک الداعی لدوام الدولۃ آصفیہ
اقل السادات و العلماء النوریہ
الموسویہ خادم العلم
و العلماء
علی بن ابو الحسن الموسوی الجزائری
الشوشتری
سنہ ۱۳۱۱ ہجری

LIBRARY HYDERABAD